بعون صانع مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان

غازۂ روی محبوب نظم دلکش و خوب اندھیرے گھر کا اجالا آنکھوں کی نیند اڑانے والا

موسوم بہ



شاعر باکمال ناظم بیمثال وحید العصر منشی مرزا محمد عباس حسین صاحب متخلص بہوش بتحریک حضرت مصنف

بمطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین بمرتبہ طبع ہوا

اطلاع اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہی جسکے موائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہی اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین اُنمین بعض کتب قصص اردو درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہی اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

مثنویات

مثنوی بہارستان ناداں۔ ترجمۂ مثنوی غنیمت از منشی کامتا پرساد۔

مثنوی موجۂ غم مع مثنوی نالۂ حزین از گوپال سہائے۔

مثنوی زینت انجمن۔ در مدح نواب غوث محمد خان والی جاورہ

مثنوی سعدین از منشی انوار حسین۔

مثنوی دلاویز۔ از رشید الدین احمد خان لکھنوی۔

مثنوی رموز العاشقین۔ معروف بہ تیرہ ماسہ از تصنیف حضرت طالب شاہ

مثنوی فرحت افزا۔ از لالہ بانکے لال فرحت غیر مطبع۔

مثنوی حیرت افزا مع غزلیات قاسم علی لکھنوی۔

مثنوی طلسم جہان مصنفہ سید فرخ حسین

مخمس کریما مصنفہ مولانا سید فضل حسین

مثنوی در صفت کشمیر۔ موسوم بہ جنت بے نظیر مع لاونی برہم گیان از شاعر باکمال سری کاشی گر مرہٹی خیال مصنف لاونی بنارسی معروف دلاتانی مطبوعۂ غیر۔

مثنوی دریائے تعشق۔ از حضرت واجد علیشاہ۔

مثنوی بلبجہ چتر۔ تعریف مکانات اجودھیا پوری بنا کردہ مہاراجہ رام کشن سنگھ بہادر مصنفہ منشی جواہر لال

مثنوی حور جنان۔ اسم تاریخی ہے تصنیف از گلشن الدولہ مرزا علیخان۔

بعون صانع مکین و مکان بفضل خلاق زمین و زمان

غازۂ روی محبوب نظم گلشن و خوب اندھیرے گھر کا اوجالا آنکھوں کی نیند اڑانے والا

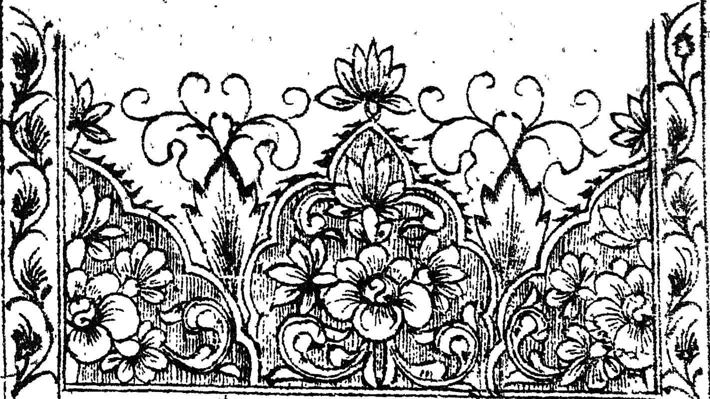
موسوم بہ

دُرِّ یتیم

مصنفہ

شاعر باکمال ناظم بیمثال وحید عصر منشی مرزا محمد عباس حسین صاحب متخلص بہ ہوش [illegible] حضرت [illegible]

مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں مرتبہ [illegible] طبع ہوا



بسم اللہ الرحمن الرحیم

لکھنا مجھے حمد دعا ہی ۔ سجدے مین قلم جھکا ہوا ہی
مدحت سے رسول کی ہی ممتاز ۔ تقریر ہی صاف صاف اعجاز
ہی نعت رسول و حمد باری ۔ دو بحر ملے ہوے ہین جاری
حد سے باہر نہین ہمیشہ ۔ کیا شیر سے چھوٹ جائے بیشہ
آزادہ مزاج ہی یہ ضیغم ۔ بھرتا ہی دم اسد کے پیہم
سو دل سے غلام پنجتن ہی ۔ پروانہ نام پنجتن ہی

مناجات

یارب تاثیر دے زبان مین ۔ خوبی بھر دے مرے بیان مین
تو نخل مراد مین ثمر دے ۔ تو مرغ قلم کو بال و پر دے
ہر وقت عروج اسے عطا کر ۔ اور سیر بروج اسے عطا کر
مثل ملک آسمان پہ جائے ۔ مضمون بلند چنکے لائے
ہر بات ہو سب ارادہ موزون ۔ ہر بیت پہ اہل دل ہون مفتون

میدان ہو بہت وسیع اسکا
تو مرتبہ کر رفیع اسکا

دے میری دعا سے اسکو طاقت
بخش اسکی زبان مین تو طلاقت

کھاتی رہے اس سے خار بلبل
ہو نغمہ سرا ہزار بلبل

مجلے یہ روسیاہی اسکی
مشہور ہو بادشاہی اسکی

ہر رنگ مین سرخرو رہے یہ
باعزت و آبرو رہے یہ

ہم پیشہ نہ اسکو ٹوک بیٹھین
حاسد بھی نہ روک بیٹھین

روز اسکا ہو تا فلک اُجالا
ہر دم رہے اسکا بول بالا

دشمن جب اس سے خار کھائین
ثمرہ اپنے کیے کا پائین

عرض بخدمت فیضدرجت حضرات سامعین والاتمکین بطلب عفو خطا و امید لطف و عطا

واجب ہے یہ بات سامعین پر
پائین غلطی اگر کہین پر

منھ سے نہ اسے نکال بیٹھین
خاک ایسی جگہہ پہ ڈال بیٹھین

انسان کے خمیر مین خطا ہے
سہو و نسیان سے یہ بنا ہے

ہان فضل خدا اگر ہو شامل
ہو دل کی ہر اک مراد حاصل

بیچارون کا چارہ ساز ہے وہ
مالک ہے بلکہ بے نیاز ہے وہ

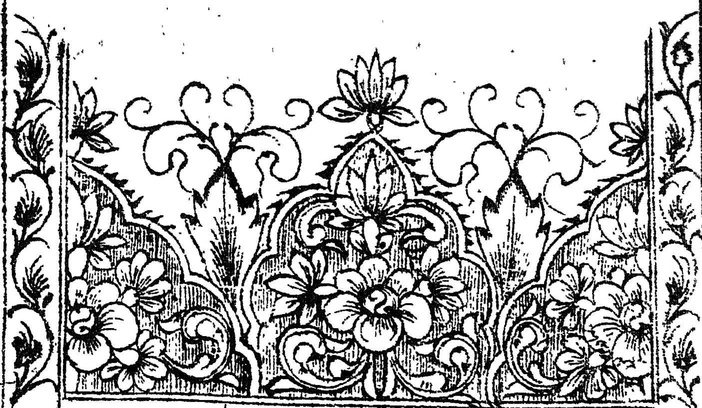
دیتا ہے وہی زبان کو طاقت
کرتا ہے عطا وہی لیاقت

وہ نام دے جسکو ہو وہ نامی
کیا سعدی و عرفی و نظامی

گو مین نہین شاعری سے اگاہ
اس کوچے سے نابلد ہون واللہ

اک دوست کا حکم مانتا ہون
اس دشت کی خاک چھانتا ہون

ملجائے یم طلب کا ساحل
طے ہون کہین جلد یہ مراحل



بسم اللہ الرحمن الرحیم

لکھنا مجھے حمد دعا ہی — سجدے مین قلم جھکا ہوا ہی

مدحت سے رسول کی ہو ممتاز — تقریر ہو صاف صاف اعجاز

ہی نعت رسول و حمد باری — دو بحر ملے ہوے ہین جاری

حد سے باہر نہین ہمیشہ — کیا شیر سے چھوٹ جاے بیشہ

آزادہ مزاج ہی یہ ضیغم — پھرتا ہی دم اسد کے ہیم

سو دل سے غلام پنجتن ہی — پروانۂ نام پنجتن ہی

مناجات

یارب تاثیر دے زبان مین — خوبی بھر دے مرے بیان مین

تو نخل مراد مین ثمر دے — تو مرغ قلم کو بال و پر دے

ہر وقت عروج اسے عطا کر — اور سیر بروج اسے عطا کر

مثل ملک آسمان پہ جائے — مضمون بلند چنکے لائے

ہر بات ہو بے ارادہ موزون — ہر بیت پہ اہل دل ہون مفتون

میدان ہو بہت وسیع اسکا — تو مرتبہ کر رفیع اسکا

دے میری دعا سے اسکو طاقت — بخش اسکی زبان مین تو طلاقت

کھاتی رہے اس سے خار بلبل — ہو نغمہ سرا ہزار بلبل

مٹجائے یہ روسیاہی اسکی — مشہور ہو بادشاہی اسکی

ہر رنگ مین سرخرو رہے یہ — باعزت و آبرو رہے یہ

ہم پیشہ نہ اسکو ٹوک بیٹھین — حاسد بہی نہ روک ٹوک بیٹھین

ہر روز اسکا ہو تا فلک اُجالا — ہر دم رہے اسکا بول بالا

دشمن جب اس سے خار کھائین — ثمرہ اپنے کیے کا پائین

عرض بخدمت فیضدرجت حضرات سامعین والاتمکین بطلب عفو خطا و امید لطف و عطا

واجب ہے یہ بات سامعین پر — پائین غلطی اگر کہین پر

منہ سے نہ اُسے نکال بیٹھین — خاک ایسی جگہ پہ ڈال بیٹھین

انسان کے خمیر مین خطا ہے — سہو و نسیان سے یہ بنا ہے

ہان فضل خدا اگر ہو شامل — ہو دل کی ہر اک مراد حاصل

بیچارون کا چارہ ساز ہے وہ — مالک ہے ملک بے نیاز ہے وہ

دیتا ہے وہی زبان کو طاقت — کرتا ہے عطا وہی لیاقت

وہ نام دے جسکو ہو وہ نامی — کیا سعدی و عرفی و نظامی

گو مین نہین شاعری سے آگاہ — اس کوچے سے نابلد ہون واللہ

اک دوست کا حکم مانتا ہون — اس دشت کی خاک چھانتا ہون

ملجائے یہ طلب کا ساحل — طے ہون کہین جلد یہ مراحل

لکھون جو یہ داستان الفت — اللہ بچائے میری عزت

آغاز داستان

ساقی جام جہان نما دے — کیفیت دو جہان دکھا دے
گل ہو مرا خار غم شتابی — منگوا دے پھول کی گلابی
وہ بادہ پلا جو مست کر دے — وہ مے جو سخن پرست کر دے
جب نشہ مین دونون لب ہلاؤن — مردہ مضمون کو جلاؤن
کھولون جو زبان مین ہنرمند — بلبل کا ناطقہ کرون بند
صیقل جو ہو بادہ سے مکرر — پھر تیغ زبان کے دیکھ جوہر
ہو ملک سخن کی شہریاری — سکہ مرے نام کا ہو جاری
پھر سوز و گداز کا بیان سن — پھر درد بھری ہوئی فغان سن
گلدستہ بناؤن شاعری کا — اور سحر دکھاؤن سامری کا
صرف اسمین ہوئی ہے خوش بیانی — حیرت افزا ہے یہ کہانی
تھا شہر حلب مین اک شہنشاہ — عادل منصف سخی حق آگاہ
جرار خدا پرست صفدر — عابد زاہد جری دلاور
خورشید سپہر چارہ سازی — حضرت سلطان شاہ غازی
تھا حکم مین اُسکے ربع مسکون — معدن دریا و کوہ و ہامون
ہر شاہ سے وہ خراج لیکر — عزت دیتا تھا تاج دیکر
محتاج سے تھے تاجدار اُسکے — محکوم سے تھے شہریار اُسکے
ہر صبح کو روز اُسکے در پر — لرزان آتا تھا شاہ خاور
اک شب کو محل مین تھا وہ ذیجاہ — شمع محفل تھی با فرِ شاہ

تھوڑا سے تھی شرم سے وہ سر کو — کم دیکھتی تھی اِدھر اُدھر کو
نکلی تھی نہال شوق مین شاخ — کچھ حد سے بڑھا تھا دست گستاخ
پردے مین نگاہ شرم آلود — دل لینے کو بادشہ کا موجود
ابرو و تیور بدل رہی تھی — پلکون کی خدنگ چل رہی تھی
کمرے کا ہر ایک بند تھا در — تا آ نہ سکے ہوا بھی اندر
خلوت مین ہوا کچھ اور سامان — بیتاب ہوا وہ شاہ ذیشان
پہلے دیکھا اِدھر اُدھر کو — دربان کیا پردہ ہاے در کو
بولا اکبار شوق صحبت — اب کوئی نہین سواے خلوت
القصہ وہ مہر و ماہ کامل — سوئے نہیں بول سکے جو غافل
یکسان دونون نے خواب دیکھا — قسمت کا لکھا شتاب دیکھا
دیکھا کہ ہین اک باغ مین ہم — اوپر سے گرے ہین مثل شبنم
آراستہ باغ ہے وہ سارا — ہر سو ہے بہار کا اجارا
مستانہ نسیم کی جو ہے چال — سبزہ سب ہو رہا ہے پامال
دل کھینچتی ہے گلون کی رنگت — کلیون کو بسا رہی ہے نکہت
شبنم جو گلون کو دھو رہی ہے — نرگس کا خمار کھو رہی ہے
بولے یہ دیکھکر وہ غافل — زندہ ہوے لو ارم مین داخل
گلگشت ہے اس چمن کی واجب — سیر ایسی جگہ کی ہے مناسب
یہ کہکے اِدھر اُدھر پھرے خوب — دیکھا اک اک چمن خوش اسلوب
پھرتے ہوے آئے اک طرف جب — آئی نظر اُنکو رحمت رب
دیکھا کہ ہے اک نہر جاری — مملو جو گلاب سے ہے ساری
سہ رہ سے جو موج مارتی ہے — تہ کی چیزین اُبھارتی ہے

کس زور میں جوش کھا رہی ہے
آنکھیں گویا دکھا رہی ہے

ہے برق سے بڑھ کے حالت موج
بیتاب ہے نہر صورت موج

ملنے کا کسی سے ہے ارادہ
حد سے بڑھ آئی ہے زیادہ

قسمت جو کشان کشان اُن لائی
بیٹھے ٹہلا کے جی مین یہ آئی

اِسکے پانی سے ہاتھ منھ دھوئین
سبزے کی طرح کنارے پھر سوئین

کیا سرد جگہ ہے کیا فضا ہے
ٹھنڈا کرے دل کو وہ ہوا ہے

ایک ایک کے دل کا بھید پاکر
بیٹھا اُسکے کنارے جا کر

جب نہر مین جھک کے ہاتھ ڈالا
پانی کو ہوا سے اور اُچھالا

نکلا ایک ہاتھ آخر کار
اور دونوں کو کر لیا گرفتار

قسمت نے زمین سے پیر اُکھیڑے
کھائے موجون کے پھر تھپیڑے

بچنے کی نہ کوئی راہ پائی
جی ڈوب چلا تو تھاہ پائی

دم لیکے جو کھولی چشم پُرنم
آیا نظر اُنکو اور عالم

وہ نہر نہ باغ تھا نہ سامان
دیکھا کف دست ایک میدان

جنگل مین نہ بن پڑا جو کچھ اور
دل اُمڈ ابھر آئی آنکھ فی الفور

ہر سو بنگاہ یاس دیکھا
جز فکر نہ کوئی پاس دیکھا

ایک ایک کو دیکھتا تھا پھر کر
تھے کھوئے ہوئے بلا مین گھر کر

بیٹھے رہے دیر تک وہ خاموش
دنیا اُنکو رہی فراموش

پھر باغ کی یاد نے اُٹھایا
تقدیر نے سب طرف پھرایا

پھر چلکے جو تھوڑی راہ کی طے
آیا نظر ایک خانۂ نے

خانہ تھا وہ نقش حب کا بیشک
جو کھینچکے لے گیا وہان تک

ٹھہرے رہے بادشاہ باہر
پہونچی ملکہ جھپٹ کے اندر

دل مین لئے یہ اُسنے جانا — شاید ہو کسی کا یان زنانا
سمجھاؤن اُسنے جو ہو نہ محرم — اُنکے وارث کو اسکا ہو غم
باتین یہ بنائی دل سے وہ ماہ — پہونچی تا صحن خانہ ناگاہ
کیا دیکھتی ہو کہ ایک جوگی — بیٹھا ہی بنا ہوا بردگی
دنیا سے کیے ہوے کنارا — ہو سب سے الگ مکان سنوارا
بستی سے نہین اُسے سروکار — ملنے سے ہو اہل شہر کے عار
پیری سے نہین ہو قد خمیدہ — گو یا دنیا سے ہو کشیدہ
چھوٹا سا جوان بہت ہو حسین — کا غور بہشت ہو محاسن
ہو خوف خدا سے گھل گیا تن — پلکین ہین پئے نگاہ چلمن
آنکھون مین پڑے ہوے گڑھے ہین — ناخن مثل اسد بڑھے ہین
لب خشک ہین یا احد زبان پر — گردون ہو خم اُسکی آستان پر
دیکھے ملکہ نے جب یہ اطوار — تسلیم کی اُسکو جھک کے کئیبار
پاکر اک اجنبی کی آواز — بولا ہنسکر وہ واقف راز
بتلا یہ مجھے تو اے خوش انجام — کیا ہو تجھے اِس فقیر سے کام
کسنے یہ مکان تجھے بتایا — اس گوشہ نشین کو کیون ستایا
کیون آیا ہو مجھسے کام کیا ہو — کیا کہتا ہو تیرا نام کیا ہو
یہ کہکے جو اپنے پاس جا دی — سمجھی او بسے شاہزادی
کچھ کہنے کا کرتی تھی ارادہ — بولا جو وہ صاف دل کا سادہ
تو کون کہا کہ خانہ بردوش — کیا نام کہا کہ خود فراموش
بولا کہ خدا ہو سب کا والی — دولت سے ہو تیری گود خالی
شہزادی ہو تو؟ کہا کہ جی ہان — بولا وہ غلط کہا بایمان

انگلی دانتوں مین رکھ کے یکبار — بولا کہ قسم نہ کھا خبردار
شہزادی تجھے کہون کہ محتاج — سر کو ترے دیکھتا ہون بے تاج
سمجھی وہ یہ دل مین نکتۂ فرد — عورت کے سر کا تاج ہے مرد
یہ سوچتے ہی کہا نہ کچھ اور — سلطان کے پاس آئی فی الفور
سب کہنے کہا کہ اے شہنشاہ — طالب ہے تمہارا وہ حق آگاہ
بندہ ہوئی جا کے وان یہ بندی — اب دیکھون تمہاری عقلمندی
کامل ہونے مین اسکے اے ماہ — مجھکو تو نہین ہے شبہہ واللہ
شان اپنے کمال کی دکھادی — دل کی جو بات تھی بتادی
مین
بولا سلطان یہ مسکرا کے — دیکھین کیا دیتے ہین بلا کے
لیکر دلکی امید اور آس — آیا وہ فقیر شاہ کے پاس
بولا پھر ادب سے چوم کر ہاتھ — پیش آئیے لطف سے مرے ساتھ
بولا وہ کہ مین فقیر تو شاہ — دن رات کا فرق ہے اے ماہ
تھی تیری طلب سے پہ زیارت — دینے کو نہ مال ہے نہ دولت
ہو کر اہل غرض مین شامل — الٹا تو فقیر سے ہے سائل
یہ کہتا ہوا وہ باہر آیا — خسرو کو بھی اپنے ساتھ لایا
بیٹھی تھی جہان وہ عورت حور — پہونچا جب وان فقیر مجبور
آسیب کہا تو آگیا سیب — سلطان سے کہا کہ سنئے کیا سیب
پھر جھولی پر نظر جو ڈالی — پڑیا اک خاک کی نکالی
بولا ملکہ سے یون کہ مائی — یہ خاک جبین پر لگائی
بس جان بر آئی تیری امید — نکلا برج حمل سے خورشید
یہ کہکے پھر ایک دی جو دستک — آپہونچا اک جوان یکایک

بولا یہ جوان ہے خضر ذی جاہ
رہنا تم دو نو اسکے ہمراہ
القصہ یہ دیکے حکم صائب
نظروں سے ہوا فقیر غائب
آگے آگے چلا وہ رہبر
پیچھے پیچھے ہوے یہ مضطر
کچھ دور چلے تھے یہ کہ ناگاہ
اک گہرا گڑھا ملا سر راہ
کی خضر نے اُس گڑھے پہ آکر
چالاکی بڑی قدم بڑھا کر
کچھ دور تو یہ بھی ساتھ آئے
لغزش جو ہوئی تو لڑکھڑائے
چاہا سنبھلیں مگر نہ سنبھلے
گرتے پڑتے نشیب مین تھے
تشویش مین دل ہوے جو دھک دھک
تب آنکھ بھی کھل گئی یکایک
اُٹھ بیٹھے گمگماں مضطر
اک ایک کو دیکھتا تھا مڑ کر
دونوں کو بس تھا خواب کا دھیان
آنکھوں مین وہ پھر رہا تھا سامان
قسمت کو لگے جو آزمانے
دونوں چیزیں ملیں سرہانے
خالق نے کیا جو بخت بیدار
سوتے مین ملی یہ دولت اکبار
اکسیر کے نسخے ہاتھ آئے
دونوں اُسکو عمل مین لائے
باقی باقی گئی جو کچھ رات
رکھ چھوڑی نہ اور رہنے دی بات

پیدا ہونا شاہزادہ قمر جہان عاشق تن کا زائچہ مین حکم عشق لگانا اک برہمن کا پھر شہید عشق خانہ خراب کی اور کہانی اُس بیجور وخواب کی

اے ساقی ماہوش کدھر ہے
کچھ تجھکو بسنت کی خبر ہے
اب زردی رُخ سدھارتی ہے
رہ رہ کے اُمنگ اُبھارتی ہے

نخانے کی تیرے خیر ساقی
حال ابتو بہت ہے غیر ساقی

کیونکر نہ شراب ہو گرون مین
لب تر ہون تب کہین تھون مین

کیون دختر رز بچی ہوئی ہے
شادی گھر گھر رچی ہوئی ہے

اک مہ لقا زچہ بنے گی
کچھ دیر مین خوب ہی چھنیگی

اک مست کا انتظار ہے آج
پیدائش بادہ خوار ہے آج

برج مہتاب سب مکان ہے
رویت کا ہلال کی بیان ہے

گل پھولا نیا وہ تخم آخر
صحبت کی طرح ہوا موثر

اس تخم نے رنگ یہ دکھایا
بیجا فوراً شکم مین آیا

کچھ کام نہ آئی اور تدبیر
اس تخم نے یہ دکھائی تاثیر

قدرت کا تھا ایکی کارخانہ
کچھ خاک کا بھی ہوا بہانہ

القصہ گذر گئے نو مہینے
ظاہر ہوئے درد کے قرینے

سرسبز ہوا نہال امید
نکلا برج حمل سے خورشید

سوکھے دھانون پڑا جو پانی
پھوٹی کونپل یہ ناگہانی

دیکھی جو سبھون نے یہ علامت
بول اٹھے مبارک و سلامت

اک بولی سپاہ دانہ لاؤ
دائی نے کہا تو ابجاؤ

اک لوٹتی تھی ہنسی کے مارے
اک کہتی تھی مین نثار پیارے

آؤ مری گود مین بلا لون
آغون کرو میری جان آغون

اک چٹکی بجا کے کھلکھلاتی
اک ہنس کر تالیان بجاتی

شادی کی گھڑی جو برمحل ہے
پردے مین تو یہ چہل پہل ہے

باہر پردے کے شاہ جمجاہ
تکتا تھا کمال شوق سے راہ

ہر رہ گئے اسے یہی تھا دھڑکا
لڑکی پیدا ہوئی کہ لڑکا

اتنے مین نکل کے آئی آتو — وہ بولا کہ میرے پاس آتو
آئی تو کہا کہ کیا ہوا ہے — وہ بولی کہ طفل مہ لقا ہے
ماشاء اللہ چشم بد دور — سر سے لیکر ہے تا قدم نور
کہتے ہین عزیز بے تکلف — اس قافلہ کا یہی ہے یوسف
سلطان یہ سُنکے مسکرایا — سر سجدے کو خاک پر جھکایا
ساس آئی کہا میان کدھر ہو — لو بیٹے کے کان مین اذان دو
اس مصحف رخ سے کام رکھو — قرآن سے اِسکا نام رکھو
قرآن شریف سے جو لی فال — نکلا سورہ قمر کا فی الحال
ٹکڑا تھا چاند کا وہ گلفام — رکھا سب نے قمر جہان نام
نذرین گذرین خوشی کی اکبار — خلعت کا ہر اک ہوا سزاوار
خیراتیون نے خزانے لوٹے — اک آن مین لاکھون قیدی چھوٹے
ابر نوبت گرج رہے تھے — نقارے خوشی کے بج رہے تھے
تھا آئنہ شہر دل تھے خورسند — رونق ہوئی تھی حلب کی دہ چند
بخشا اک اک کو حسب توقیر — منصب خلعت علاقہ جاگیر
لے لے کے سنہرے تھے دولت و زر — درویش غنی گدا تو انگر
محتاج امیر ہو گئے سب — زردار فقیر ہو گئے سب
جب سب کو ہوا فراغ حاصل — کلفت ہوئی مفلسون کی زائل
حاضر ہوئے حسب امر فی الحال — ارباب نجوم و جملہ رمّال
بیٹھے ہوئے دیر تک بچارے — پر کہہ نہ سکے ادب کے مارے
ہیبت سے انھین شہ زمن کی — کچھ سدھ تھی نہ اپنے تن بدن کی
ایک اُنمین اُنھین کا اہل فن تھا — دُبلا بُڈھا سا برہمن تھا

بولا کہ مین جان کی امان پاؤن / تو اس بچے کا حال دہراؤن
سلطان نے کہا کہ یہ نہ ڈر تو / بیخوف و خطر بیان کر تو
پنڈت نے یہ کہکے ہاتھ جوڑے / جو غم نہون انکو ہین وہ تھوڑے
مریخ کا راس مین خلل ہے / طالع مین پڑا ہوا زحل ہے
ہے نیک شگون بھلا چندرمان / ہر درد کے ہونگے یہ درمان
پھر بارھوین مشتری سے ہے ڈر / عاشق بھی بنینگے یہ مقرر
ہو جنگ بھی گر تو کچھ نہین ڈر / جنگل مین پھرینگے ہوکے مجبور
اندیشہ ہے راہ کیت سے بھی / دونون کی نہین ہے شکل اچھی
سہرون مین پھرین کہ جنگ ہوے / تعجیل ہو یا درنگ ہووے
پندرھوین برس منور ہوگا / ہوگا ہوگا ضرور ہوگا
پانون مین جب آئیگا سنیچر / پھر وا ائیگا در بدر مقرر
مریخ ہے جنگ کی علامت / پر جان ہے سطرح سلامت
بولا یہ دہ خسرو ممالک / کچھ فکر نہین خدا ہے مالک
کہنے کو تو کہا یہ شہ نے / پر دل مین لگا ملول رہنے
کہکر سلطان نے اس سخن کو / رخصت کیا سب بھلے برہمن کو
پھر اورون سے سطرح وہ بولا / در پردہ انکا بھی یون ٹٹولا
بتلاؤ کہ تمنے کچھ یہ کیا ہے / کیون فکر مین سر جھکا ہوا ہے
کی عرض ہر اک نے اے شہنشاہ / کچھ سوچ کے چپ رہے ہوا خواہ
مرتے ہین پہ غم سہا نہ جاتا / یون ہے کہ کبھی کہا نہ جاتا
جس بات مین ہے فکر حاصل / کہتے نہین اسکو مرد عاقل
یہ سچ ہے کہا سب انھون نے سچ / کرتے نہین اسکے قول کی تچ

پر عرض کا یہ نہین ہے دستور — کہنا لازم تھا اسکو مستور
اور ایسی جگہ نہین عجب کی — تجویز ہے ایک ہی سبب کی
ایک روز تو یہ ضرور ہوگا — لیکن اچھا ظہور ہو گا
لے دے سے بچے وہ اہل فطرت — ڈرے سے کے کیا انھین بھی رخصت
وہ چاہ ہی دن کے بعد اک روز — برپا ہوئی بزم عشرت افروز
اُس بزم کی دھوم سے تحت مین — ثانی تھا نہ اُسکا مملکت مین
اس دھوم سے کی چھٹی کی صحبت — اک ہفتہ رہا وفور عشرت
دائی کو ملا زر و جواہر — داعی ہوئی خوب وہ بظاہر
جب اس سے ملی زچہ کو فرصت — حمام مین دھوئی گرد کلفت
پھر خاطر پاک میل لائی — پہلے کے نہان بھی نہائی
فرصت ہوئی جب نہا کے دھو کے — رخصت ہوے عہد ہمہ کے دھو کے
حمام سے آئی یون وہ باہر — جسطرح افق سے شاہ خاور
ظاہر ہوئی جب وہ پاک طینت — دل صاف ہوا گئی نجاست
ثانی ہوئی منتین تھین جو جو — کرنے لگی پاک دل سے انکو
پلنے لگا گودیون مین وہ ماہ — گھر آٹھ پہر تھے سب ہوا خواہ
گہ رہتا نہالچے پہ وہ گل — گہ گود سے مان کی تھا توسل
گہوارے کے پاس وہ جو بیٹا — منہ اُسکے دیکھ دیکھ جیتا
ہر ایک خوشی سے رہتا دلشاد — اک دم سے وہ سب محل تھا آباد
ایک پل جو نگہ سے ہوتا اوجھل — ہوتی ملکہ کی روح بے کل
یون آنکھون کے سامنے پلا وہ — چندے ہی مین گھٹنیون چلا وہ
جسوقت کھلی زبان اُسکی — ظاہر ہوئی اُس سے شان اُسکی

مکتب ہوا اسکے دم سے آباد — آ بیٹھے ہر ایک فن کے استاد
انجام کی ابتری کا تھا دھیان — بسم اللہ سے پڑھا یا قرآن
استاد تھے سب طرح کے معقول — بتلانے مین کم رہے وہ بھول
منطق ہیئت حدیث آیات — طب فقہ ہندسہ طلسمات
علم و ادب و عروض و حکمت — تفسیر و نحو و صرف و ہیئت
وہ ذہن و ذکا جو تھی خداداد — ایک مرتبہ جو پڑھا ہوا یاد
لکھنے مین بھی خوب تھی مہارت — ثانی بھی بنا اُسی کی بابت
بہزاد رقم سے اسکی رنجور — استاد قلم سے اسکے مجبور
ساتون قلم اسکے ہاتھ مین تھے — خادم کی طرح تھے ساتھ اسکے
اعجاز قلم سے تھا ٹپکتا — ایک نور رقم سے تھا ٹپکتا
دس سال ہی مین یہ نوبت آئی — پڑھ لکھ کے غرض کہ چھٹی پائی
استاد نے اسکو کیا پڑھایا — سچ پوچھو تو گھول کر پلایا
چندے مین مصوری بھی سیکھی — پھرتی سے سپہگری بھی سیکھی
ورزش کی بھی وہ بڑھائی کثرت — ہاتھون پہ ہوئی نثار قوت
حاصل ہوئی پھر تو بانک لکڑی — زور و قوت نے بانہہ پکڑی
دور و نزدین صاف گھائیان تھین — ہاتھون مین غضب صفائیان تھین
آداب رموز تاجداری — اطوار امور شہریاری
دستور جہان پناہیون کے — انصاف اگلی سی شاہیون کے
قانون عملدر آمدون کے — معنی مطلب برآمدون کے
ہر رنگ مین تھا وہ ماہ کامل — ہر فن مین تھی دستگاہ حاصل
ہر علم مین تھا اُسے تبحر — اسپر نہ غرور نہ تکبر

پامرد و شجاع و زور آور — جبار و غضنفر و دلاور
طینت میں نہ تھی نہ شر نہ کینہ — آئینہ کی شکل صاف سینہ
خلق و کرم و سخا و ہمت — علم و عمل و کمال و جرأت
بخشش الطاف حسن اخلاق — عدل و انصاف و داد و اشفاق
تسلیم و رضا و زہد و نصفت — پرہیز و عبادت و طہارت
دانائی و حلم و بردباری — ثابت قدمی و فا شعاری
پامردی و حکمت و متانت — ہشیاری سیرت و فطانت
اقبال و نہیب و شان و شوکت — اجلال و وقار و رعب و صولت
ہر بات میں لاجواب تھا وہ — ہر رنگ میں مثل آب تھا وہ
صحبت میں اسی کی اسکے ہمسن — حاضر رہتے تھے رات اور دن
تھی شمع رخ اسکی محفل افروز — پروانے تھے سب کے سب دلسوز
اکرم سے تھی بزم بے کم و کاست — بیٹھا تو نشست اٹھا تو برخاست
انجم افسر و زانجمن تھی — محفل نہ کہو اسے چمن تھی
تھا وہ گل سر سبد یہ بلبل — وہ سرو تو قمریاں یہ بالکل
وہ قطب تھا اور یہ سبع سیار — شہزادہ وہ اور یہ ہمدم و یار
گرد اسکے جو تھے رفیق سارے — روشن وہ قمر جہاں یہ تارے
تھا نام سہیل جسکا مشہور — عشق کامل تھا اسکا دستور
شہزادہ کا تھا وزیرزادہ — تھا اوروں سے عشق اسکے زیادہ
شہزادے پہ جان نثار کرتا — وہ بھی بہت اسکو پیار کرتا
پاکیزہ نہاد و نیک خصلت — مقبول خدا قبول صورت
یوں کہنے کو اور بھی تھے جانباز — پر ایک یہی تھا محرم راز

یہ اُسپہ فدا وہ اُسکا طالب — آپس میں تھے ایک جان و قالب
تھی دونوں کی ایک ہی سی طینت — ہر بات میں متفق طبیعت
جو امر وہ عقلمند کرتا — دل سے یہ اُسے پسند کرتا
جس بات میں یہ نہ پاؤں دھرتا — کرنے کا بھی ہو تو وہ نہ کرتا
تھا بسکہ یہ امر اتفاقی — برسوں یونہیں رہا وہ باقی
رہتا تھا اسی طرح وہ دن رات — کٹتی تھی اسی روش سے اوقات
شہزادہ محل میں جاکے سوتا — یہ رات کو تارے گن کے روتا
سورج کی طرح وہ جب نکلتا — پوجا کرنے کو یہ بھی چلتا
ہندو کی طرح سویرے اُٹھکر — کرتا تھا پرستش اُسکی اکثر
شیرین اُسے کہتے اسکو فرہاد — لیلی تھا وہ یہ قیس ناشاد
ایام وہ بے ملال گذرے — کس لطف سے پانچ سال گذرے
اب دیکھیے انقلاب دوران — اور گردش آسمان گردان
کب چرخ کو یہ طریق بھائے — دو ایک جگہ نظر نہ آئے
ازبسکہ ہی آسمان بداختر — گردش سے ہی اسکو کام یکسر
ہی سفلہ مزاج اور کمینہ — رکھتا ہی ہر اک سے دل میں کینہ
ہنستوں کو رُلا دیا ہی اسنے — بیوجہ ستا دیا ہی اسنے
اچھے خاصے بھی سنکے جنتے — جنگل میں پھرے ہیں سر کو دُھنتے
انسان سے کب اسنے درگذر کی — کس شخص پہ رحم کی نظر کی
عاشق کی تو جان کا ہی دشمن — معشوق مزاج ہی یہ پرفن
فرہاد حزین و قیس و وامق — کیا کیا رہا سب سے ناموافق
ہر اک کو کیا تمام آخر — نکلا نہ کسی کا کام آخر

سارا یہ فتور اسی کا ہی کام
وہ ذکر گذشتہ جانے دیجے
پندرھوان جبکہ سال آیا
سلطان سے کہا کہ تم جو چاہو
فرمانے لگا یہ سُنکے سلطان
یان صدقے کی ہو رہی تھی تدبیر
تھا شہر حلب مین ایک تاجر
فرزند اُسکا تھا اک حسین نام
شمشاد چمن تھا وہ سہی قد
راتون کو وہ کُشتیان بلاتا
فقرے بازی مین تھا بلا وہ
دلالہ تھی ایک بہت پُرانی
بولی کہ وہان یہ مین جو ہوتی
خالی کبھی بیٹھ کے نہ آتی
یہ سُنکے ہوا ملال اُسکو
تقدیر کی بات ہونے والی
اک فکر مین تھی پڑی ہوئی وہ
ٹھہری کہین راہ مین نہ دم بھر
کہہ سُنکے کچھ اُس سے آخر کار
پھر لیکے کوئی پیام آئی
دم دینے کا کچھ کیا بہانہ

الفت کا ہی مفت نام بدنام
اس قصہ مین آگے غور کیجے
ہان کو اُسکی خیال آیا
وہ صدقہ دو جس سے رد بلا ہو
ہو درہ کے سبب مجھے بھی تھا یہی دھیان
وان سال کے ساتھ پلٹی تقدیر
ترسا تھا قوم کا وہ کافر
آئینہ عذار و سیم اندام
صحبت کا تھا ذوق اُسکو ازحد
لالچ اُنکو فقط دلاتا
چندے یوہین حال سے گیا وہ
اُسنے بھی سُنی یہ سب کہانی
آنکھون کی قسم ہے بس یہی بولی
ایک فتنہ ضرور ہی اُٹھالی
رہنے لگا ایک خیال اُسکو
ایک دن تھی یوہین وہ بیٹھی خالی
کچھ سوچ کے اُٹھ کھڑی ہوئی وہ
دم آکے لیا حسین کے گھر پر
رخصت ہوئی وان سے بس وہ عیار
دن جا کے قریب شام آئی
پھر لیکے اُسے ہوئی روانہ

کچھ دیر میں تھوڑی راہ چلکر | اُس شہر کے چوک سے نکلکر
ہنستی ہوئی ایک مکان پر آئی | [illegible] اندر آئی
کچھ دیر لگائی جا کے گھر میں | پھر لیگئی اُسکو آ کے گھر میں
دلالی کا یاد تھا قرینہ | کوٹھے پہ چڑھی لگا کے زینہ
اُس گھر میں جو دوسری تھی عورت | اللہ ری اُسکی عقل و فطرت
اعمال کی دیکھیے تو زشتی | کمرے سے اُٹھا کے لائی کشتی
در اصل حسین تھا وہ خوشخو | یوں اُسنے بنایا عورت اُسکو
کشتی سے پنہا کے اُسکو جوڑا | امرد کو زنانہ کر کے چھوڑا
صورت کو حسین کی بدل کے | کوٹھے پہ چڑھی سنبھل سنبھل کے
پر اُس زن بد کا گھر جہاں تھا | واں ایک رئیس کا مکان تھا
اک لڑکی تھی اُسکی ماہ پارہ | گھر تھا فلک اور وہ ستارہ
یوں تو گذر اُسکا جا بجا تھا | پر کوٹھے پہ کمرہ ایک سجا تھا
رہتی تھی وہیں وہ غیرت حور | روشن تھا وہ بام صورت طور
تھی حد کی وہ شوخ چشم و چالاک | بے شرم کمال فتنہ بیباک
تنہا نہ تھا بیلہ نام اُسکا | تمتہ بھی تھا اک غلام اُسکا
تھی ٹھنگ سے اُسکے چاہ پیدا | کرتی تھی ہر اک سے راہ پیدا
تیور تھے کمسنی سے بیطور | بڑھ کر تو فتنہ ہو گئی اور
بچپنے
القصہ کمال تھی وہ بد ذات | اُن دونوں سے اُسکی تھی ملاقات
ماں باپ کی گو اُٹھائی جھڑکی | پر کوٹھے کی اُسنے رکھی کھڑکی
اُس کھڑکی سے جا کے آخر کار | لاتھیں یہاں اُسکو دونوں اکبار
اک مرد حسین کو دینے آئی | کوٹھے سے اُتر کے لینے آئی

زینہ کی طرف کو بڑھ گئی وہ
پہونچا کے اسے ہوئی وہ رخصت
قاتنہ کو آگیا جو کچھ شک
تشویش مجھے تو اے بوا ہے
واللہ پکاری ہاں مری جان
مر مر کے بچا ہے یہ سمنبر
قسمت نے یہ دن اسے دکھایا
اب شوق سے وصل کے عقدے کھولا
یہ سنتے ہی ہنس پڑی وہ بدذات
ان مردوں کی ذات بیوفا ہے
کیوں اپنے تئیں بلا میں ڈالے
دم میں مجھے لایا چاہتی ہے
سودا ہے جو وصل کے نقد عزت
واللہ پکاری واہ بی بی
اک شخص تو جائے اپنی جان سے
لازم ہے ترحم اسپہ اے جان
کچھ اور نہیں تو ساتھ لیجاؤ
راضی کیا اسکو قسمیں دے کے
دو جمع ہوے جو ایک گھر میں
عورت نے حسین مرد پایا
کی خوب حسین نے عقلمندی

پھر سانس کی طرح چڑھ گئی وہ
کی ایک نے ایک کی زیارت
بولی وہ دیکھ اُسکو سر سے پا تک
عورت نہیں یہ تو مرد وا ہے
سو جان سے تھا یہ تجھپہ قربان
لایا ہے یہاں تلک مقدر
رہبر مجھے بخت نے بنایا
تم میری عوض اسی سے بولو
بولی کہ ضرور ہین سنے کی بات
سودا مجھے تھوڑی کچھ ہوا ہے
کچھ خیر ہے رنڈی راستا نے
کیوں فتنہ اُٹھایا چاہتی ہے
کون ہو لے یہ اپنے سر پہ آفت
کج خلق ہو کتنی آہ بی بی
اور تم یہ سخن کہو زبان سے
تم صاحب خانہ ہو یہ مہمان
خاطر سے مری تو رحم فرماؤ
کمرے میں گئی وہ اسکو لیکے
ساماں خوشی بھرا نظر میں
گھر بیٹھے حبیب ہاتھ آیا
کی مہر سے زبان بند اسکی

مطلب کی بھی کچھ کہی نہ اُسنے
اک جام مین مست ہو گئی وہ
بڑھیا کے بھی ہاتھ آیا مطلب
یان حسن پہ عشق نے کیا جور
ان دونون کو کرکے اپنے بس مین
لین اُنکی بلائین دی دُہائی
اس دوسری نے یہ قہر ڈھایا
کیا بیٹھے ہو تمکو کیا ہوا ہی
کچھ باتون کی پائی مین نے آہٹ
ہون آپ کے زیر سایہ رہتی
تاجر کا جو ایک حسین ہی فرزند
سُنکر یہ سخن بدل گیا وہ
تلوار اُٹھا کے آخر کار
دروازہ پہ پہونچا جب وہ دیکھو
یہ دیکھکے دل مین کٹ گیا وہ
بولا یہ عسس کہ بندہ پرور
پھر دل مین ہوئی یہ بات حاصل
کوٹھے پہ جو سیڑھیون سے آئے
باپ اُسکا پکارا بول جلدی
گھبرایا حسین سُنکے غُل
پھر خوف سے لب پہ آہین آئین

کھولے لب عذر بھی نہ اُسنے
سر تکیہ پہ رکھکے سو گئی وہ
باہر سے لگائین کنڈیان سب
وان پہونچی وہ اپنے گھر مین فی الفور
وارد ہوئی محفل عسس مین
اس فقرہ سے اپنے ساتھ لائی
اُس لڑکی کے باپ کو جتایا
اُس کمرہ مین غیر مرد وا ہی
آ پہونچی تمھارے پاس جھٹ پٹ
ہمسایہ کے پاس سے ہون کہتی
گر آئی ہون کمرہ مین اُسے بند
اک آگ لگی کہ جل گیا وہ
صحبت سے چلا مکان کو اکبار
دیکھا کہ ہین کوتوال موجود
گردن کو جھکا کے ہٹ گیا وہ
اب جائیے جلد گھر کے اندر
گھر مین ہوے دونون ساتھ داخل
دروازے تمام بند پائے
دروازے کی کنڈی کھول جلدی
سمجھا کہ کیا کسی نے کچھ چھل
اندر کی بھی کنڈیان لگائین

تشویش کہ آتا ہوگا نجار — یون بھید کھلیگا آخر کار
در بند جو ہی شکست ہوگا — بیکار یہ بند و بست ہوگا
افسوس کہ ہوگئے گرفتار — اب جان بچے بہت ہی دشوار
عزت کے بھی پڑگئے ہین لالے — کون ایسا ہی جو ہمین بچالے
ای واہ رے گردش زمانہ — گھربار کا ہی کہ قید خانہ
جائین تو کدھر نکلکے جائین — ٹھہرین تو خود آپ کو پھنسائین
یہ سوچ کے اُسکے پاس آیا — سوتے ہوے فتنہ کو جگایا
کیا نرگس چشم کھولتی وہ — بیہوش تھی خاک بولتی وہ
گھبرا کے پکار اُٹھا یہ فی الفور — یہ مرگئی ہائے ہم ہین زندہ درگور
اس جینے پہ تیرے خاک ای دل — کر اپنے تئین ہلاک ای دل
یہ کہکے جو ہین نظر اُٹھائی — اک طاق پہ پیش قبض پائی
جلدی سے اُٹھا کے مار بیٹھا — دل تھام کے بیقرار بیٹھا
اس رنگ کی منتظر تھی تقدیر — در کھلنے مین اب نہین ہی تاخیر
نجار نے آکے در اُکھاڑا — اچھون کا ہوا اجڑا دہاڑا
ہٹ آیا غضب خدا سے ڈرکے — ہمراہی اُسی کے ساتھ سرکے
کمرہ مین گیا رئیس غمناک — محزون و ملول آنکھین نمناک
وہ دیکھا کہ آسمان نے دکھلائے — دو لاشے برابر ایک جگہ پائے
بیٹی کی جو دیکھی نبض اک بار — ظاہر ہوے بیخودی کے آثار
دیکھا اُسکا جو زخم کاری — آنسو ہوے چشم تر سے جاری
فتانہ پہ کیشرہ کچھ اُٹھایا — شحنہ کو اشارے سے بلایا
آیا تو دکھا کے رنگ تقدیر — بولا کہ بتاؤ کوئی تدبیر

شحنہ نے کہا کہ میں ہوں مجبور — وہ کیجے جو آپ کو ہو منظور

وہ بولا کہ اب تو دم نہ مارو — یہ رات کسی طرح گزارو

تم بھی یہیں رہ کے اے برادر — تکلیف اُٹھاؤ آج شب بھر

بولا اُٹھا یہ کوتوال حق بین — کرتا ہوں اک اور امر تلقین

صورت کوئی دفن کی نکالو — اس لاش پہ جلد خاک ڈالو

زر سے دیا سب کے منہ پہ چھوپا — اُس ڈھیر کو ایک گڑھے میں تھوپا

اندر

آنکھوں میں کٹی وہ رات ساری — آئی سحر بلا کی باری

تھا صورت صبح سب کا منہ فق — مثل دل غنچہ تھے جگر شق

دستور سے صبح کا تھا دربار — آئے وہاں سب یہ آخر کار

چالاکی اتنی کر گئے وہ — اس خون کو خود مکر گئے وہ

دعوے یہ کیا کہ اے خداوند — تاجر کا ہے ایک حسین فرزند

وہ شب کو مکان کے اندر آیا — معلوم نہیں کہ کیونکر آیا

کچھ پہلے شراب پی پلائی — نوبت یہ بعد اُسکے آئی

سنتے ہیں کہ تھا بڑا سیانا — پہنے تھا لباس بھی زنانا

اس چال سے کی یہ اُسنے تدبیر — ہر طرح سے ہے اُسی کی تقصیر

سلطان نے کہا کہ جلد جاؤ — اُس شخص کو میرے پاس لاؤ

کچھ لوگ چلے یہ حکم پا کے — گھیرا تاجر کے گھر کو جا کے

دروازے پہ اُسکے غل مچایا — گھبرا کے وہ گھر سے باہر آیا

بولا کہ کہو تو کچھ یہ کیا ہے — کیا میرا قصور کیا خطا ہے

وہ بولے کہ باہر آؤ جلدی — لڑکے کو ہمیں بتاؤ جلدی

تاجر نے سنا جو حکم صائب — بولا کہ وہ شام سے ہے غائب

گر ہو نہ یقین تو ساتھ آؤ — گھر سارا پڑا ہے دیکھ جاؤ
کچھ لوگ گئے مکان کے اندر — کچھ ٹھہرے غریب کی دُکان پر
جب اُسکو کہین نہ گھر مین پایا — بولے کہ بتا کہان چھپایا
اک بولا کہ زک اُٹھائیگا یہ — اک بولا کہ یون بتائیگا یہ
اک بولا کہ یہ عبث ہے تکرار — نا اہل پسر سے کیا سروکار
جب یاں کی خبر نہ دی کسی نے — کی عرض یہ شہ سے مدعی نے
ابتک نہ کوئی وہان سے آیا — تاجر نے حسین کو چھپایا
اِس کشتۂ غم کی داد دیجے — گھر اُسکا تمام ضبط کیجے
جب شہ نے سُنی یہ اُسکی درخواست — ارشاد کیا یہ سب بکم و کاست
انصاف کے گو خلاف ہے یہ — خاطر تری صاف صاف ہے یہ
یہ کہکے دیا عسس کو فرمان — تم جاؤ یہان سے جلد اس آن
چھاتی پہ یہ سنگ ظلم دھر لو — گھر بار تمام ضبط کر لو
جب یہ کہا خسرو زمان نے — یون عرض کیا قمر جہان نے
یہ حکم عسس کو ہو دوبارا — پہونچے مرے پاس مال سارا
مین دیکھون سب سے پہلے اُسکو — شاید کوئی چیز کام کی ہو
مطلوب جو ہو گا اُسکی قیمت — باقی سارا وہ مال و دولت
ایک آدھ ہی دن مین دیکھ لونگا — کل پرسون خزانے بھیجدونگا
سلطان نے کہا کہ خیر اچھا — منظور ہے مجکو سیر اچھا
یہ سُنکے عسس ہوا روانہ — پھر کرکے قمر بھی کچھ بہانہ
رخصت ہوا شہ سے آخر کار — جا پہونچا محلسرا مین اکبار
وان پہنچے کہ سب کے سب کے پہلے — رکھتے تھے کچھ اور ہی ارادے

تھا قصد کہ اسکو قید کیجے — بولے تو سزا اسے سخت دیجے
دھمکاتے تھے خواہ مخواہ اسکو — دلواتے تھے رعب شاہ اسکو
دل بستہ کو تنگ کر رہے تھے — بیکار ہی جنگ کر رہے تھے
کب دو سے ہوا ایک شخص لڑتا — وہ اتنون سے کسطرح جھگڑتا
انمین سے ہر ایک بک رہا تھا — ایک ایک کا منھ وہ تک رہا تھا
ہونے کو تھی خوب ہی خرابی — جا پہونچا عسس جو وان شتابی
تاجر کو سُنا کے حکم شاہی — کی گھر مین بھی جانے کی مناہی
دروازے پہ جا کے پھر پکارا — خالی کرو مکان سارا
دو مرتبہ دیکے در پہ آواز — داخل ہوا گھر مین وہ درانداز
ضبطی کرنے سے منھ نہ موڑا — تنکا بھی نہ اسکے گھر مین چھوڑا
جب لوٹ چکا تو پھر نہ ٹھہرا — اُٹھوایا ہر ایک جگہ سے پہرا
تاجر کو پھر اپنے ساتھ لیکر — دوکان پہ گیا وہ مرد خودسر
کنجی نہ ملی تو قفل توڑا — وان بھی نہ کوئی دقیقہ چھوڑا
جو جو تھا مکان مین اور گھر مین — داخل کیا منزل قمر مین
کی عرض یہ بادشہ سے جا کر — حاضر ہوئی سب وہ لوٹ آکر
سُنکر یہ حال ہر جوان سے — راہی ہوا مدعی وہان سے
اب سنیے یہان سے داستان کو — اور دیکھیے گردش جہان کو
ترکیب کلام ہو چکی سب — تمہید تمام ہو چکی سب
تھا معترضہ یہ جملہ سارا — اب اصل بیان ہے یہ ہمارا
ہوتی ہے بگاڑ پہ جو تقدیر — بن پڑتی نہین ہے کوئی تدبیر
برگشتہ ہوا جہان مقدر — ہوتا نہین پھر زمانہ یاور

شہزادہ کہان کہان یہ جھگڑا | غل تھا ہر بلا سے جان یہ جھگڑا
افسوس بڑا غضب ہوا ہے | یہ مال بڑا طلب ہوا ہے
سودے مین جنون خرید لینگے | بیعانہ مین نقد دل کو دینگے
اسباب مین کچھ سبب نہ ہو جائے | پہلے تو بچے ہین اب نہ ہو جائے
آئینگے یہان جو دینے لینے | پڑ جائین نہ اُنکے لینے دینے
اس سیر مین کچھ نہ سیر ہو جائے | صدمے سے نہ حال غیر ہو جائے
اس عیش مین کچھ خلل نہو جائے | ویسے کوئی شے بدل نہو جائے
نقصان کا کہین گذر نہووے | اس نفع مین کچھ ضرر نہووے
کچھ نوعدگر نہ حال ہو جاے | سودل سے نہ اختلال ہو جاے
ہو غم سے نہ وہ بد اعتدالی | جو رخ سے ہو برطرف بحالی
یوسف کی نہ کہین عنبر بڑھے سے | مطلب کی نہ کوئی چیز لے لے
بچ جاے نہ دشمنون کی جب نیر | صدمہ نہو کچھ قمر جہان پر
ہوتے ہین جو امر ہونے والے | ٹلتے ہین بھلا کسی کے ٹالے
آپہونچا قریب وقت افتاد | ہوتا ہے نصیب وقت افتاد
اسباب تو ہو چکا ہے حاضر | ہوتا ہے بس اب سبب بھی ظاہر
سب قسم کا مال وان جو پایا | موقع سے جدا جدا لگایا
پشمینہ ظروف شیشہ آلات | کمخواب مشجر اور بانات
زربافت نفیس و عمدہ مخمل | پر سب مین ہر ایک قسم اول
کچھ چینی ولایتی کھلونے | کچھ اون کی قسم کے بچھونے
کچھ گانے بجانے کے نئے ساز | کچھ جنگ کے اسلحہ خوش انداز
کچھ عطر کے اک جگہ پہ کنٹر | مشک دگر اور عود و عنبر

صندوق مقفل اور جو تھے | وہ لا کے سب ایک جا پہ رکھے
خدام یہ ایک چمن بنا کر | شہزادے کو ساتھ لائے جا کر
خلوت سے وہ آیا انجمن مین | باسرو روان ہوا چمن مین
پیچھے پیچھے گئی ہوا خواہ | وہنے جانب سہیل ذیجاہ
دیکھا سارا جو منتخب مال | فرمایا مشاہدہ وہ سب مال
جب دیکھکے سب اودھر سے گذرے | صندوق بھی وہ نظر سے گذرے
فرمایا کہ انکو جلد کھلواؤ | ایک شور ہوا کہ کنجیان لاؤ
ترکیب سے جب انھین بھی کھولا | شہزادہ سہیل سے یہ بولا
دیکھو تو کہ انمین کیا بھرا ہی | کی عرض جواہرات سا ہی
وہ وہ جو ہین انمین وصلیان ہین | سادے ورقون مین پر نہان ہین
فرمایا کہ انکو یان سے اٹھواؤ | تعجیل سے اپنے ساتھ لے آؤ
طاقت نہین اب قیام کی ہی | بس ایک یہ چیز کام کی ہی
مالک سے کے جو یہ اشارے پائے | خادم انھین ہاتھون ہاتھ لائے
صندوق سے کھلے تھے جب آیا | اک وصلی کو ہاتھ سے اٹھایا
اوسپر سے غرض ورق ہٹا کر | دیکھا تو ہی عبارت اوسپر
تحریر ہین اسمین شادیون کی | تصویریں ہین شاہزادیون کی
حسرت ہی یہ باپ مان کے دل مین | سہرا باندھین بہار دیکھین
بات آئے یہ بات چاہتے ہین | پر اپنی سی ذات چاہتے ہین
گو انمین ہی اک سے ایک افضل | آخر کی مگر ہی سب سے اول
قسمت کا لکھا ہوا پڑھا جب | ایک لفظ سے بس بر آیا مطلب
دل کو ہوا اشتیاق پیدا | شوق آنکھون سے دید کا ہویدا

کی یہ تو سہیل کے حوالے — اور جلدی سے وہ ورق نکالے
ایک ایک کو دیکھکر بعجلت — رکھا تو پھر آئی اُسکی نوبت
بس جیسے ہی ہاتھ مین وہ آئی — زردی سی رُخِ قمر پہ چھائی
رنگت نے کیا فرار آخر — بے صبر ہوا قرار آخر
پردا جو اُٹھا دیا حرم کا — دیدار نصیب تھا صنم کا
اک باغ مین اک مکان بنا تھا — اور اُسمین یہ گل کھلا ہوا تھا
تصویر تھی اُسمین اک پری کی — شان اُس سے عیان تھی دلبری کی
تصویر تھی یا خدا کی قدرت — تھی نور و ضیا سے جسکی خلقت
یہ دیکھکے بس ہوئی چکاچوند — اور پاؤن سے دل گیا کوئی روند
ہمت نے کہا کہ مین تو ہاری — طاقت بھی رہی سہی سدھاری
وہ تیرِ نظر نے اُسکی چھوڑا — دل جس سے چھدا جگر کو توڑا
ظاہر ہوئی دل کی بیقراری — نرگس سے ہوئی تگرگ باری
صورت سے ہوا ملال پیدا — باتون سے اک اختلال پیدا
پیدا ہوئی سنسنی بدن مین — فرق آگیا سارے بانکپن مین
ہاتھون سے عنانِ صبر چھوٹی — تشویش سے دل کی آس ٹوٹی
دیکھے جو سہیل نے یہ اطوار — سوچا کہ یہ عشق کے ہین آثار
حیرت سے جو سب کو تک رہے ہین — دیوانون کی طرح بک رہے ہین
انکو تو جواب کچھ نہ دیجے — تصویر کسی طرح سے لیجے
یہ کہتا قمر کے پاس آیا — آہستہ سخن یہ لب پہ لایا
مجھ سے کہیے تو کیا ہوا ہے فلک جاہ — مجھکو بھی تو کیجیے کچھ آگاہ
کیا اِسمین کچھ اور ہے عبارت — دیجے مجھے تاکرون زیارت

یہ سنکے جھلک دکھاکے تھوڑی — تصویر پہ ہاتھ سے نہ چھوڑی
یہ دیکھکے وہ وزیرزادہ — پھرا اور مصر ہوا زیادہ
شہزادے کو بن پڑا نہ کچھ اور — چھاتی سے لگاکے اسکو فی الفور
چلایا کہ یان سے جاؤ صاحب — مجھکو نہ بس اب ستاؤ صاحب
اٹھ آیا سہیل وہان سے ڈرکے — یان پھر وہی رنگ تھے قہر کے
جلتی ہوئی لب پہ آئین آہین — کی یاس سے ہر طرف نگاہین
مہتابی دل نے سر اٹھایا — اکتاکے کلیجہ منھ کو آیا
خشکی نے لبون کو آکے گھیرا — آنکھون کو تری نے جاکے گھیرا
ہاتھون نے کہا کہ ہمکو ملیے — وحشت نے کہا کہ گھر سے چلیے
امید نے منھ کو صاف پھیرا — اور یاس نے سب طرف سے گھیرا
کھٹکا رگ جان مین نشتر غم — پھرنے لگا دل پہ خنجر غم
منھ تاب و توان بھی موڑ بیٹھے — بچپن کے رفیق چھوڑ بیٹھے
کمھلا گئے پھول سے وہ رخسار — چہرہ سے ہوئی خزان نمودار
ہونے لگا درد سا جگر مین — اندھیر ہوا جہان نظر مین
نعرون سے ہلا دیا مکان کو — چھلنی کیا سقف آسمان کو
آنے لگے ضعف سے جو چکر — پھرنے لگا آنکھون مین وہ سب گھر
تھی پہلے سہیل جو چوٹ کھائی — دم رکنے لگا نہ تاب آئی
چلنے سے چڑھا جو سانس کا دم — آواز دی ضعف نے کہ بس تھم
ساقط ہوئین دونون نبضین اکبار — پتھرا گئین آنکھین آخرکار
ہر اک سے پھری نگاہ آخر — بیہوش ہوا وہ ماہ آخر
دیکھی جو سہیل نے یہ صورت — گھبرایا کہ آگئی قیامت

لوٹ گئی دشمنون کی جان پر — کچھ آئی بلا قمر جہان پر
یہ کہتے ہی اک پچھاڑ کھائی — دونون ہاتھون سے خاک اڑائی
دریا ہوا آنسوؤن کا جاری — دل تھام کے ایک چیخ ماری
گہ پیٹتا رو کے سینہ و سر — گہ لوٹتا ہائے ہائے کہکر
یہ دیکھکے آئے سب ہوا خواہ — چلّائے کہ ای سہیل ذیجاہ
منھ سے بھی تو کچھ کہو کہ کیا ہی — کسواسطے حال یہ کیا ہی
کیون پیٹ رہے ہو سینہ و سر — کیسا ماتم ہی ای برادر
بولا وہ ہائے کیا بتاؤن — کسطرح نہ سر پہ خاک اڑاؤن
کیا وجہ ملال پوچھتے ہو — کیا صورت حال پوچھتے ہو
کہنے کا ہی کس زبان کو یارا — دوہرائیگا کون حال سارا
ہوگا یہ ستم بیان کس سے — طی ہوگی یہ داستان کس سے
اب آئے ہو جبکہ آچکا حشر — ای بیخبرو ہوا بپا حشر
گل ہوگئی شمع بزم شاہی — اس شہر پہ آگئی تباہی
ماتم کرو سر پہ خاک اڑاؤ — اب جینے سے اپنے ہاتھ اٹھاؤ
سُن ہوگئے سب کے سب یہ سُنکے — ایک آدھ پکارا سر کو دھن کے
کیون حال تباہ کر رہے ہو — للہ وہان تو سب چلکے دیکھو
کہنا نہین فال بد کا لازم — ہی فضل خدا سے وہ تو سالم
لب پر ہوئی جب یہ بات جاری — سب آئے وہان بآہ و زاری
دیکھا تو بدن مین حس کہان ہی — وہ حال نصیب دشمنان ہی
رونے لگے دیکھکر یہ وہ سب — سمجھا نہ کوئی پر اصل مطلب
جاتا رہا نیک و بد کا بھی ہوش — بیخود ہوئے ایسے سب وہ مدہوش

روسنے کا غل ہوا جو ناگاہ — گھبرا گئے بندگان درگاہ
ہلچل ہوئی زلزلہ سا آیا — کہرام ہر ایک نے مچایا
کہتے ہوئے ہاے ہاے خادم — روتے ہوئے در پہ آئے خادم
دربانون نے سر کو در پہ مارا — گلگون کیا آستان سارا
عشرت کدہ تھا سراے ماتم — کچھ اور نہ تھا سواے ماتم
تھا عیش محل مین شاہ ذیجاہ — رونے کی صدا گئی جو ناگاہ
گھبرا گیا یہ سُنکے وہ سرفراز — سوچا کہ ہی یہ کدھر کی آواز
شہ پہ نہ کھلا تھا کچھ یہ اسرار — جو راستے مین آئی ایک محلدار
کی عرض کہ تنگ حوصلہ ہے — کچھ قصر قمر مین غلغلہ ہے
کچھ رونے کی آرہی ہے آواز — ہوش اپنے اُڑا رہی ہے آواز
بولی ملکہ کہ ہان بجا ہے — کچھ درد سا دل مین ہو رہا ہے
پہلو مین یہ دل ہے شکل بسمل — اُلجھن سے پڑی ہوئی ہے مشکل
تھوڑی سی ابھی ہوئی ہے کچھ دیر — جو ہے پیش نظر ہوا ہے اندھیر
آنچ آتش کی جلا رہی ہے — جلتی ہوئی آہ آرہی ہے
پھر اُٹھی تڑپ کے اُس جگہ سے — رو رو کے کہا یہ بادشہ سے
کیا بیٹھے ہوئے ہین آپ یان پہ — کچھ بن گئی وان قمر جان پر
دل میرا خبر یہ دے رہا ہے — رو کر کوئی نام لے رہا ہے
خسرو نے سنے جو اُسکے یہ بین — اُٹھ آیا وہان سے ہوکے بیچین
دل تھام کے ہاتھون سے کراہا — منگواؤن خبر یہ پہلے چاہا
پر دل نے کسی طرح نہ مانا — جانا اپنا ہی خوب جانا
دستور کو لیکے الغرض ساتھ — دستور کے دیکے ہاتھ مین ہاتھ

ڈرتا ہوا یون [illegible] ہ غمناک | کچھ کچھ تو امید و بیم کچھ باک
[illegible] خواستہ گر | کچھ بنگئی دشمنون کی جان پر
تو اپنی بھی زندگی ہی دشوار | مرجائینگے ہم بھی آخر کار
کرتا تھا یہ دعا خدا سے | تو مجھکو بچا لے اِس بلا سے
گل ہو نہ مرا چراغ یارب | دل پر نہو میرے داغ یارب
کون اپنا ترے سوا ہی مالک | بس تیرا ہی آسرا ہی مالک
مین جاکے وہان سنون نہ کچھ اور | وہ مجھسے ملے مین اُس سے فی الفور
ہی شمع حریم سلطنت وہ | ہی وارث تاج مملکت وہ
جو اُسپہ بلا ہو جلد دو کر | اِس عبد ضعیف کی مدد کر
رحمت کا امیدوار ہون مین | گو تیرا گناہگار ہون مین
کرتا ہوا اسطرح مناجات | جاتا تھا وہ مبتلاے آفات
جو قصر مسر و یاد کھائی | دربانون سے ڈیوڑھی خالی پائی
دل غم سے یہ دیکھکر بھر آیا | پروا اُٹھوا کے اندر آیا
خدام نے دیکھا شاہ کو جب | کہنے لگے وہ سہیل سے سب
دستور کو لیکے اپنے ہمراہ | آئے ہین حضور شاہ ذیجاہ
لازم نہین اتنی بیقراری | اب کیجیے اپنی ہوشیاری
وحشت ہوئی اُنکو اس خبر سے | پھینکی مندیل اپنے سر سے
بولا رفقا سے یون وہ غمنوش | للہ ہون آپ لوگ خاموش
ب صحن تک آگئے شہنشاہ | اُس شخص کا باپ بھی ہی ہمراہ
حال اِنکا جو دیکھنے کو آئین | پوچھین تو بتاؤ کیا بتائین
وہ بولے کہ اسمین خوف کیا ہی | ہم سب مین ہر ایک بخطا ہی

جو حال ہو صاف صاف کہیے — اک ذرہ نہ کچھ خلاف کہیے
آپس مین یہ ہو رہی تھی تقریر — ٹھہرائی تھی غرض کی یہ تدبیر
جو آ گئے خسرو فلک جاہ — اشک آنکھون مین اور لب پہ تھی آہ
ہر ایک اُٹھا براے تعظیم — ہر شخص نے کی ادب سے تسلیم
بولا یہ سہیل سے وہ ناشاد — ہان جلد بیان کرو یہ روداد
بن آیا سہیل کو نہ کچھ اور — دُہرا دیا سارا حال فی الفور
ضبطی سے وہ مال اُٹھ کے آنا — شہزادے کا پھیر جانا
آنا نہ پسند کوئی شی اور — صندوقون کے کھولنے کا وہ طور
وصلی کے نکلنے کی وہ صورت — اور پڑھنی وہ درد کی عبارت
تصویر کا پھر وہ ہاتھ آنا — پھر پھر طلب وہ اپنا جانا
تصویر کا ہاتھ سے نہ دینا — جھنجھلا کے وہ منھ کا پھیر لینا
ہو کر بیتاب اُسکا رونا — چلّا کے وہ پھر خموش ہونا
سب سن کے کہا کہ اے خداوند — اُسوقت سے ہم ہین غم کے پابند
منھ اشکوں سے خون کے دھو رہے ہین — تقدیر کو اپنی رو رہے ہین
یہ سُنکے ہوا وہ آبدیدہ — بولا یہ وزیر سن رسیدہ
کچھ رنج کی جا نہین ہے حضرت — یہ وقت بکا نہین ہے حضرت
اب صبر کو ہاتھ سے نہ دیجے — اور سجدۂ شکر جلد کیجے
غفلت کے صاف ہین اطوار — ظاہر ہے کہ عشق کے ہین آثار
اس امر کی سہل ہے یہ تدبیر — ہٹجائین یہان سے کودک و پیر
بالین پہ فقط سہیل جائے — مطلب کے سخن زبان پہ لائے
ہو جائینگے ہر طرف یہ آثار — اک چشم زدن مین ہونگے ہشیار

پھر اٹھین نہ آپ اب خدارا
باہر گئے وان سے اہل محفل
آہستہ سے پہلے سر دبایا
اے حامل رایت محبت
اے طرۂ زلف کے گرفتار
اے عاشق و مبتلاے تصویر
پروانۂ شمع روے انور
آشفتۂ عشق طرۂ ناز
اے زلف رسا کے تو گرفتار
اے محو اداے یار دلجو
کیون مست شراب بیخودی ہو
اٹھو تو ذرا سنو تو للہ
لاؤ نہ ذرا خیال فرقت
کچھ جذبۂ عشق کی ہے تاثیر
دل شاد ہوا جو اس صدا سے
پوچھا سچ ہے کہا کہ جی ہان
اسوقت کیا ہے مین نے وہ کام
فرمایا کہ کیا کیا مری جان
جسوقت ہوے تھے آپ بیہوش
ناواقف محض تھے جو ہم سب
پہونچا وہانتک جو شور افغان
اس جن کا یہ سہل ہوا اوتارا
بالین پہ رہا سہیل بیدل
پھر جھک کے زبان پر یہ لایا
واے حافظ آیت محبت
واے کشتۂ تیغ ابروے یار
معشوق جہان فداے تصویر
دیوانۂ کاکل معنبر
وارفتۂ حسن جلوہ پرداز
اے تازہ اسیر دام دلدار
واے کشتۂ تیغ تیز ابرو
کیا مائل خواب بیخودی ہو
نکلی ہے عجیب وصل کی راہ
اب دور کرو ملال فرقت
تقدیر سے بن پڑی ہے تدبیر
دکھلاے چشم نیم وا سے
نکلینگے تمام دل کے ارمان
اب آپ کے سر نہو گا الزام
کی عرض کہ بن پڑا ہے عنوان
اس حال سے دور اے خطاپوش
رونے لگے یک بیک ہم سب
خود آئے جناب ظل سبحان

تشریف وہ جسطرح یہان لائے | اُس شکل سے پھر خدا نہ دکھلائے
مغموم و حزین علول و غمگین | پر خون و پر آب چشم حق بین
وہ ضعف بصر مثال یعقوب | بوجا بہ یوسفی کی مطلوب
ہر ایک قدم پہ لڑکھڑاتے | جب آئے یہان پہ آتے آتے
فرمایا یہ سارا حال سنکر | اپنا ہی ہے کیا برا مقدر
یہ خوبی بخت نارسا ہے | سچ پوچھو تو اپنی ہی خطا ہے
لوٹ آنے کا یان نہ حکم دیتا | تو کیون یہ ملال مول لیتا
اس لوٹ نے ہائے مجھکو لوٹا | مجھسے مرے دل کا چین چھوٹا
کی عرض یہ مین نے دست بستہ | اب کیون ہین حضور دل شکستہ
جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا اب | تھی اسمین حضور کی خطا کب
قسمت کے لکھے کی کیا خبر تھی | تقدیر فقط بگاڑ پر تھی
ان باتون کو اب تو دور کیجے | کچھ رنج نہ اے حضور کیجے
کیجے یہ قصد چار ناچار | اُس گل کو خدا کرے جو ہشیار
باتون مین نہ اسکی دخل دیگے | جو ہمسے کہیگا مان لینگے
یہ امر قرین مصلحت ہے | آگے بس اور خیریت ہے
یون عرض کیا جو مین نے اُس آن | فرمانے لگے یہ ظل سبحان
ہے نام خدا وہ خود سمجھدار | بد بات سے ہوگی آپ اُسے عار
بچہ نہین نا صبور میرا | فہمیدہ ہے وہ غیور میرا
جو چاہے کرے وہ خود ہے مختار | ہمکو نہین اس سے کچھ سروکار
اب کیا ہے کہ خسرو زمان سے | اقرار یہ لے لیا زبان سے
آپ اُٹھیے تو اُنکے پاس جاؤن | کہہ سنکے پھر اپنے ساتھ لاؤن

فرمایا کہ جب تو جلد جاؤ / فقرہ تازہ کوئی بناؤ
آیا یہ وہاں سے جلد اُٹھکر / سب بیٹھے تھے جہاں حضور باہر
چہرے پہ شگفتگی نمودار / دانتوں سے عیاں ہنسی کے آثار
بشاش سہیل کو جو پایا / سلطان زمن بھی مسکرایا
فرمایا کہ کیوں سہیل کیا ہے / کی عرض کہ فضل کبریا ہے
مطلب کی سُنی جو مجھسے گفتار / ہُشیار ہوے ہیں آخرکار
سلطان کو کیا پھر اُس سے آگاہ / پھر عرض یہ کی کہ اے شہنشاہ
فدوی نے جو دیکھے طور بطور / یوں راہ پہ لایا اُنکو فی الفور
اُسوقت کا مقتضا یہی تھا / شہزادے کا مدعا یہی تھا
بالغ تھی عقل دور اندیش / مجبور ہوا اگرچہ غم کیش
کچھ کر گیا اُنکا پاس فدوی / کچھ آپ تھا ہیچ اُس فدوی
باتیں عرض اسطرح بنا کے / لایا سلطان کو ساتھ جا کے
سر خم کیے باپ کو جو پایا / بیٹے نے قدم پہ سر جُھکایا
تسکین بخشی دل و جگر کو / چھاتی سے لگا لیا پسر کو
پوچھا کہ کہو مزاج کا حال / کیوں اتنا اُداس ہو مرے لال
کی عرض کہ آپ کی دعا تھی / جو ہوگئی یوں طبیعت اچھی
سینہ میں وہ درد جانگسل تھا / آگاہ کچھ اُس سے میرا دل تھا
ابتک تو نہیں حواس حضرت / کسطرح نہ ہوں اُداس حضرت
فرمایا تمھارا حق بجانب / کیونکر ہو نہ اختلال غالب
ایسا ہی یہ درد ہے مری جان / کر سکتا نہیں تحمل انسان
گو روح تو ہوگئی ہے بیکل / پہ شکر کہ ٹل گئی یہ کل بل

دنیا سے دنی مین تا قیامت — اللہ تمھین رکھے سلامت
جی جائے اگر تو ای مری جان — اب گھر مین چلو کہ سب ہین حیران
ارشاد پدر سے ہو کے مجبور — ہمراہ ہوا وہ غیرت حور
وان بھی ملکہ کی غیر حالت — برپا تھی محل مین اک قیامت
سمجھاتی تھین پری بیان کہ اے ماہ — اچھا نہین یہ شگون واللہ
گو دل یہ ملال لا تعد ہے — قربان ہون ہم یہ فال بد ہے
رونے کی ہے یہ سبیل کوئی — کیا ہوتا نہین علیل کوئی
ہے طرفہ یہ چاہ واہ رے پیار — صاف اس سے تو دشمنی ہے اظہار
سمجھاتی تھین سب وہ طعن سے گو — پر سنتی تھی ایک کی نہ وہ تو
رو رو کے پچھاڑین کھا رہی تھی — کہہ کہہ کے یہ غل مچا رہی تھی
بیتاب ہے دل اب آؤ جانی — دیدار ہمین دکھا تو جاتی
اب ہے دم واپسین ہمارا — مضطر ہے دل حزین ہمارا
دم آنکھون مین ہے برائے دیدار — حسرت نہین کچھ سوائے دیدار
تیاری منزل عدم ہے — اُنکا آنکھون مین آ کے دم ہے
للہ اب آؤ جلد ای جان — دنیا مین ہون کوئی دم کی مہمان
کوئی تو نکالو صورت دید — رہ جائے نہ ماں کو حسرت دید
لازم ہے ترحم ای مرے لال — یہ مادر غمزدہ ہے بیحال
اک سانپ سا دل یہ لوٹتا ہے — رہ رہ کے یہ درد ہو رہا ہے
کیا بیکلی ہائے میرے جانی — کیا آئی بلائے ناگہانی
کس درد مین مبتلا ہو واری — کیون لیتے نہین خبر ہماری
کیا کرتے ہو جلد آؤ واری — تصویر مجھے دکھاؤ واری

یان پیش نظر سپہر کی صورت — وان اور ہو کچھ قمر کی صورت
یان اور ہی کچھ خیال دل مین — وان عشق سے اک ملال دل مین
یان عشق پسر مین یہ پریشان — وان سر پہ سوار عشق جانان
دونون مین ہر ایک اپنی جانب — مطلوب کے دیکھنے کا طالب
جب نام خدا ہوا وہ ہشیار — وان تھم گیا درد دل کا اکبار
بولی یہ خواصون سے وہ مضطر — مین صحن مین جاتی ہون کھلے سر
تم بیبیون کو بھی ساتھ لاؤ — قرآن شریف بھی منگاؤ
مین مانگون دعا کہین یہ آمین — بر آئے مراد قلب غمگین
یہ کہکے لیا ہر ایک کو ہمراہ — اور صحن مین روتی آئی وہ ماہ
ہاتھ اپنے اٹھا کے اکبیاری — مانگی یہ دعا بآہ وزاری
ای دافع درد ہر دل و جان — وای چارۂ کار دردمندان
ای ماحی و دافع بلیات — وای معطی مسئلات حاجات
دامن گل آرزو سے بھر دے — بچے کو مرے صحیح کر دے
ناچیز کنیز کی مدد کر — مالک مرے اس بلا کو رد کر
بجھ جاے نہ وہ چراغ میرا — ہو جاے خزان نہ باغ میرا
حال اسکا نہ غیر کچھ سنون مین — سنکے نہ فراق مین چنون مین
کر لے یہ دعا قبول میری — امید ہو اب حصول میری
مجھ پر یہ مثل ہوئی ہے پوری — اندھے کی وہی ہے ایک لاٹھی
یا رب بطفیل لوح محفوظ — رکھ اسکو تو ہر بلا سے محفوظ
یا رب بطفیل چاردہ تن — سرسبز رہے وہ میرا گلشن
رو رو کے یہ کہتی تھی وہ غمگین — سب بیبیان کہہ رہین تھین آمین

واں تیر دعا ہدف پہ چھپایا / یاں غسل ہوا شاہزادہ آیا

بس پھر تو خوشی سے بے تامل / سجدے کو جھکی زمین پہ وہ گل

بولی کہ رحیم شکر تیرا / محروم نہ تو نے مجھکو پھیرا

لونڈی کی دعا قبول کر لی / جھولی مری بھیک سے یہ بھر دی

پھر سر کو جو خاک سے اٹھایا / پہلو مین اُسے اپنے دل کو پایا

اُس چاند سے رخ کی لیں بلائین / چھاتی سے لگا کے دین دعائین

موقوف ہوئی وہ آہ و زاری / تسکین ہوئی دل کو ایکباری

پھل آگیا نخل آرزو مین / گھر بھر مین ہوئین خوشی کی دھومین

پھر صدقے خوشی خوشی اُتارے / گھر والون نے سر قدم پہ وارے

حاضر ہوئین گائنین خوش آواز / سر تا بقدم کرشمہ و ناز

انعام کی دھن مین راگ لائین / کیا کیا اونچے سُرون مین گائین

جب تان مین کچھ گلا ہلایا / اللہ ری کشش کہ دل کھنچ آیا

ٹھوکر جو کبھی لگائی سم پر / لی آن کے گر پڑی قدم پر

گانے کا جو بھاؤ سب کو بھایا / جو مانگا وہ گائنون نے پایا

کچھ دیر غرض ٹھہر کے وہ ماہ / رخصت ہو آیا وان سے ناگاہ

دیکھا جو سہیل نے قمر کو / قدمون پہ جھکایا اپنے سر کو

پروانہ کی طرح شمع رخ پر / قربان ہوا وہ ماہ پیکر

جب قصر مین آئے دونون یار / بولا یہ قمر کہ ای وفادار

رخصت تو نہ دینگے شاہ جمجاہ / اٹھیگا نہ یہ ملال جانکاہ

اب کیا کرین کچھ بتاؤ تدبیر / کسطرح ہون سوے یار رہگیر

رخصت کا نہ ہوگا کوئی سامان / اس رنج مین مفت جائیگی جان

بولا یہ سہیل واہ حضرت — ہی جان کا کیا گناہ حضرت
جان آپ کے دشمنون کی جائے — ہمکو تو یہ ہٹ گھمنڈ سے نہ بھائے
آپ اسکا ہین کیا مآل سوچے — کیا فائدہ ایسی گفتگو سے
ابھی نہین اسطرح کی تقریر — دشمن کہین ہون نہ پابہ زنجیر
کام ایسا ہی کونسا یہ مشکل — ہوتے ہین عبث حضور بیدل
یہ سچ ہی پرائے بس مین ہین آپ — پر قید نہین قفس مین ہین آپ
ہر شئے پہ ابھی تو دسترس ہی — پھر مرنے کی کسلیے ہوس ہی
یون کیجیے عقل و فکر سے کام — ہو جس سے نہ نام عشق بدنام
یہ آپ نے کس سبب سے جانا — رخصت کا کہین نہین ٹھکانا
مانگی کب جو ملی نہ رخصت — یہ وہم ہی آپ کی طبیعت
کیون ذہن مین آگئی ہی یہ بات — رخصت نہ ملیگی ہمکو ہیہات
مین صاف کہون کہ یہ تو ہو واہ — جو سال کا ہو طریق واللہ
حیرت ہی کہ آپ سا خردمند — بیوجہ ہو یون الم کا پابند
اول تو ہوا جراے تصویر — حضرت ہوے مبتلاے تصویر
کیا جانیے جھوٹ سچ ہی کیا ہو — سمجھے نہین اور دل دیا ہی
طرہ اسپر بھی ہی یہ اک اور — چہرے سے عیان ہین طور بیطور
کہتا ہون مین صاف پیر و مرشد — ہی میرے خلاف پیر و مرشد
سن سن کے سہیل کی یہ تقریر — فرمایا کہ اے سہیل دلگیر
ایسا مجھے تم سمجھی نہ جیتا تو — کہنے کو مرے یقین مانو
رخصت تو نہ دی ہی اور نہ دینگے — بھین — بیکار ہے کیون وہ غم سہینگے
کہا دیکھو نا ابھین سوچ کیا ہی — ہی اتنا تامل اک ذرا ہی

درخواست اگر ہوئی نہ منظور
در تک بھی نہ جانے پاؤگے پھر
اس سے تو ہے یہ صلاح بہتر
صحبت میں بھی کوئی کچھ نہ جانے
جب یاں سے نکل گئے تو ہو یار
کی عرض کہ یہ تو سب بجا ہے
فرمایا کہ اے فہیم و دانا
کی عرض کہ جانے دینگے تنہا
فرمایا کہ ساتھ ہوگا لشکر
نوکر ہیں قدم پہ سر دھرینگے
کی عرض کہ اس سے کچھ نہیں کام
فرمایا کہ بیوقوف ہو تم
اُن لوگوں کے ساتھ میں رہو کیوں
کی عرض کہ یہ بھی ہمنے مانا
اور پوچھینگے حال شاہ عالم
فرمایا کہ جب وہ وقت ہوگا
غصہ سے خطاب ہمپہ ہوگا
اُس بات کا تمکو خوف کیا ہے
ہر طرح سے ہیں ہمیں گنہگار
کی عرض کہ سب بجا ہے حضرت
ہر طرح سے اب تو بندہ ہارا

تو ہو گئے سب طرح سے مجبور
پچتاؤگے ترک اُٹھاؤگے پھر
آسکے ہی نہ یہ بیان زبان پر
چل نکلو غرض کسی بہانے
ہے سہل ہر ایک امر دشوار
پہ چلنے کا بہانہ کونسا ہے
ہے خوب شکار کا بہانا
جو لیجے گا آپ اپنا رستا
نقصان ہمارا کیا برادر
یا ہمسے مخالفت کرینگے
پر آگے نہ جانے دینگے اکگام
کیوں عقل تمھاری ہوگئی گم
چلتے ہو اُسنے تم کہو کیوں
پر جبکہ پلٹ کے ہو گا آنا
کیا دیجیے گا جواب اُسدم
دے لینگے جواب بھی ہم اُنکا
ہوگا تو عتاب ہمپہ ہوگا
وہ بھی تو ہمارے سر بلا ہے
اس سے بھی تمھیں نہیں سروکار
تقریر کو ہے کمال وسعت
پر یہ تو بتایئے خدارا

حضرت جو کہین سب مجھے بلا کر | کیون عرض کیا نہ ہمسے آکر
اسوقت مین سر جھکا لیا جاے | یا اسکا جواب کچھ دیا جاے
فرمایا کہ ہان خموش رہنا | جو ہم کہین بس وہ تم بھی کہنا
بولا وہ کہ یہ تو کیجے ارشاد | کچھ آپ کو راستے بھی ہین یاد
اُس ملک کا خاص نام کیا ہی | کیا اُسکا نشان کیا پتا ہی
فرمایا کہ یہ بھی سہل ہی سب | پر آپ کا اور ہی ہی مطلب
اُسکو بھی سمجھ گیا یہ رنجور | چلنا نہین آپ کو ہی منظور
مرکوز ہوئی ہی قطع الفت | ہر بات مین ہی اسی سے حجت
اسکا بھی ہمین نہین ہی کچھ غم | تنہا ہی روانہ ہونگے اب ہم
کس موقع پہ کی ہی کج ادائی | ای واہ ری ثابت آشنائی
بس دیکھ لیا کہ اتنے تھے آپ | بس کھل گیا ہمپہ جتنے تھے آپ
شیخی جو بہت بگھارتے ہین | وہ وقت ہی پر تو ہارتے ہین
کیا سہل ہی دوستی کسی کی | پت جاتی ہی اسمین آدمی کی
مشکل ہی کٹھن مین کام آنا | آسان نہین کڑی اٹھانا
ہو یا کہ نہو کوئی ہمراہ | ہر طرح نباہ دیگا اللہ
اُسکی امداد کم نہین ہی | وہ ساتھ ہی کوئی غم نہین ہی
حافظ ہی وہی مسافرون کا | حامی ہی شکستہ خاطرون کا
کی دردسے اسطرح جو گفتار | گھبرا گیا وہ غریب اکبار
کی عرض کہ یہ نہو گا واللہ | فدوی بھی ضرور ہو گا ہمراہ
دل میری طرف سے صاف کیجے | تقصیر ہوئی معاف کیجے
کیا منھ جو کرون مین جان نثاری | مشکل ہی بہت وفا شعاری

ہم آپ سے دوستی کرینگے — دم الفت و عشق کا بھرینگے

ہم کیا ہین ہماری آبرو کیا — خادم سے ایسی گفتگو کیا

مالک ہین حضور ہم نمک خوار — ہر حال مین ہین مطیع سرکار

رخسار پہ آئے اشک بہکر — سر رکھدیا پانون پہ یہ کہکر

ارشاد کیا قمر نے اکبار — کیون کرتے ہو بے سبب گنہگار

کچھ اسمین نہین خطا تمھاری — تقصیر ہی کیا بھلا تمھاری

لو بخشدیا قصور سر کو — لو بہر خدا اٹھاؤ سر کو

بیتاب بہت جو پایا اسکو — یہ کہکے گلے لگایا اسکو

پھر بولا کہ اے سہیل ذیجاہ — ہمکو بھی ہوا اسکا رنج واللہ

اسطرح کی تمنے ہے گفتار — آگے بھی سنی تھی اے وفادار

پر کیا کہین تمسے حالت دل — یہ بھی اک تھی جہالت دل

کی عرض کہ جی نہین خداوند — ہون آپ نہ اب حزین خداوند

اس ذکر سے اب ملال کیا ہے — ان باتون کا اب خیال کیا ہے

دل سے یہ ملال دور کیجے — عزم سفر اے حضور کیجے

جاتا ہون حضور شاہ عالم — رخصت لیتا ہون مین اسی دم

یہ کہکے وہ ذیشعور و ادراک — پہونچا خدمت مین شہ کی غمناک

دیکھا تو ہے تخلیہ کی صحبت — دستور عقیل سے ہے خلوت

چہرے سے ثبوت فکر ہے کچھ — سمجھا کہ قمر کا ذکر ہے کچھ

سلطان نے سہیل کو جو دیکھا — فرمایا کہ خیر تو ہے بیٹا

کی عرض کہ خیریت تو سب ہے — حاضر ہونے کا یہ سبب ہے

شہزادے کو ہے خیال رخصت — وزی سے ہو گر سوال رخصت

کیا عرض کرے سہیل ناشاد / منظور جو ہو وہ کیجے ارشاد
فرمایا کہ اسمین ہم ہین مجبور / ہرگز نہین اُنکی مان کو منظور
بولا یہ وزیر نیک تدبیر / اچھی نہین اسطرح کی تقریر
گر اب جواب صاف ہوگا / بالکل اُنکے خلاف ہوگا
بیٹھے ہین کہین بگڑ نہ جائین / دشمن پھر اُنکے پڑ نہ جائین
کہہ سُنکے کچھ آپ اپنے جی سے / دھو بیٹھین نہ ہاتھ زندگی سے
میرے نزدیک ہے یہ بہتر / کہنا بھی تو گول گول جا کر
دل اُنکا کسی طرح سے بہلاؤ / کہہ سُنکے سے پئے شکار لیجاؤ
سلطان نے جو ہان کہا زبان سے / رخصت ہوا جلد یہ وہان سے
خدمت مین قمر جہان کی آیا / پوچھا تو وہ حال یون سُنایا
فرمایا ہے شہ نے دل کو بہلائین / ہان سیر و شکار کے لیے جائین
اس سیر مین خوب کیجیے سیر / کل صبح کو چلیے اب مع الخیر
راضی کر کے اُسے بہر طور / لایا وہ خوابگہ مین فی الفور
سونے گیا یہ نہ آنکھ جھپکی / جون تون اُٹھی وہ رات کالی
تڑکے سے اُٹھا وہ منھ اندھیرے / رخصت کے لیے گیا سویرے
ماں باپ سے ملکے آخر کار / جلدی پھرنے کا کر کے اقرار
باہر آیا وہ شاد و خرم / دونون کا یہان نکل گیا دم
چھوڑے اِن نے جو ہاتھ اُسکے / کی جسم نے روح ساتھ اُسکے
اندر ملکہ تھی نیم بسمل / باہر خسرو کمال بیدل
چاہا کہ چلون پسر کے ہمراہ / پر قدمون پہ گر پڑا وہ ذیجاہ
منت کر کے وہین یہ روکا / دستور بڑھا اُسے بھی ٹوکا

کہتے رہے سب گلاب پانی
نکلا گھر سے وہ یار جانی

رخصت ہو کر روانہ ہونا قمر جہان کا اور گم ہونا مرکبان بنیریان کا ٹھوکرین کھانا دشت پُرخار کی پھر ملاقات ایک مرد خضر کردار کی مشاہدہ کرنا جمال پریزاد کا شاد ہونا اُس نامراد کا

ای ساقی مہروش گل اندام
دے بھر کے مے سرور کا جام

بیٹھے رہے کی نہ اب تلک سیر
اب دیکھینگے صورت فلک سیر

منظور نظر سفر ہے ساقی
اونشہ اُتار رہے ساقی

بوتل سے نکال بادۂ ناب
دورے کے لیے ہو قلب بیتاب

شیشے مین پری اُتار ساقی
کھو دل کا مرے بخار ساقی

طاقت مجھے یانسے آکے لیجاے
منزل پہ ہوا اُڑا کے لیجاے

ہو تا بلدی رفیق و رہبر
تا واقف بحث ہون سراسر

ای طبع محیط بن کے بہنا
بھبھوٹ کی طرح نہ نیچے رہنا

صرصر مری گرد پا نہ پائے
عنقا بھی مرا پتا نہ پائے

القصہ ہوا سوار وہ ماہ
سامان شکار سب لیکے ہمراہ

گریان نالان ہر اک کو چھوڑا
اور باگ کے ساتھ منھ کو موڑا

ہمراہ رکاب خلقت شہر
پیچھے پیچھے رعیت شہر

اک دم سے چہل پہل تھی ساری
رونق بھی رکاب مین سدھاری

ناکے تک آیا جبکہ وہ گل
روکا گلگون کو بے تامل

فرما کے ہر ایک کی تسلی
رخصت کیا سب کو جلدی جلدی

جب آکے ملا سہیل ہمدم
گھوڑے تھے ران پری کی صورت
کاکل پریون کی بال جنکی
جاندار و فاسرشت غازی
پانی پہ پھرین تو سم نہ تر ہو
بن بن کے نسیم سے جو اُٹھین
شرمائے صبا جو پانْوْن دھرین
مستانہ جو دے نکیلے یہ رفتار
گلفام و پری وش و سمن گوش
توصیف کا لکھ سکا نہ نامہ
القصہ وہ مست بادۂ عشق
اک دشت مین سبزہ زار پاکر
دو روز کے بعد وان پہ اُترا
دو دن جو اُٹھائی تھی صعوبت
پہ نیند اُسے کسطرح سے آتی
جب ہونے لگی اذان سحر کی
آنکھین ملتا ہوا اُٹھا وہ
اُسکو آرام مین جو پایا
اک دم مین وہ دونون ہو تیار
گھوڑے بنکر چلے جو بن مین
پریون کی طرح اُڑے وہ خوشرو

لی باگ بڑھا ہرا کسے
بے پر اُڑنے کی جنمین طاقت
دیکھا کرین کبک چال جنکی
چلنے مین شتاب روی بجلی تازی
پتلی کو نہ آنکھ مین خبر ہو
گلشن مین عجب گل کھلائین
سبزہ سارا نہال کردین
ٹھوکر کھائے تدرو کہسار
صرصر تگ و سرفراز گلپوش
عاجز آیا کمیت خامہ
طے کر کے تمام جادۂ عشق
اپنی سرحد سے دور جا کر
خیمے ہوئے جلد جلد بر پا
اک شب فرمائی استراحت
کوٹا کیا ساری رات جاگی
آواز آنے لگی گجر کی
خیمہ مین سہیل کے گیا وہ
جلدی سے جگا کے ساتھ لایا
تڑکے ہوئے مرکبون پہ اسوار
طاؤس روان ہوئے چمن مین
سب چوکڑی اپنی بھولے آہو

پایا نہ صبا نے گرد پاکو — بتلاگئے یون ہوا ہوا کو

طے کر گئے منزلون کا میدان — وین ساتھ اُنکا سئیس کیا جان

جب بادشہ سریر اخضر — شہر مغرب مین پہونچا جاکر

وان جاکر آئی شب کی باری — پہونچی اک دشت مین سواری

اُترے گھوڑون سے دونون اکبار — ٹھہری یہ صلاح آخر کار

پہلی جنگل کی آج ہو رات — کاٹو چڑھ کر شجر پہ اوقات

مشورہ کرنے سے بھل یہ پایا — پتون مین درخت نے چھپایا

گھوڑے ہوے مطلق العنان جب — پھر ایک جگہ ٹھہرتے ہین کب

کھائین جنگل کی جب ہوائین — اک دہنے گیا تو ایک بائین

سبزہ پاکر خوشی مین پھولے — جس راہ سے آئے تھے وہ بھولے

حیران پھرا کیے وہ تا دیر — جنگل مین کہین پہ لگ گیا شیر

آخر ہوئی شیر سے لڑائی — جان اسپ سہیل نے گنوائی

شہزادہ کا مرکب وفادار — تھا اور طرف کو گرم رفتار

جتنا تھا وہ اسطرف کو آتا — اُتنا ہی تھا دور ہوتا جاتا

اللہ نے اُسکو تو بچایا — پر یان نہ کسی طرح سے آیا

وہ نیر روز کا علمدار — جب رخش فلک پہ ہوکے سوار

نکلا مشرق سے بے تامل — اور ماہ کی شمع ہوگئی گل

یعنی کہ ہوے سحر کے آثار — اُترے دونون شجر سے اکبار

چلنے کا قریب وقت آیا — گھوڑون کا مگر نشان نہ پایا

پامرد تھا بسکہ شاہزادہ — گرتا پڑتا چلا پیادہ

طے ہوگیا سبزہ زار جبدم — رخصت ہوئی وہ بہار جبدم

کانٹون کا ملا وہ قلب جنگل سرکش وہ بہت تھے اور بیدل

بالکل کف پا ہوئے جو انگار چلنا ہوا اک قدم بھی دشوار

کپڑے ہوئے تار تار سارے عریان ہوئے محنتوں کے مارے

عریان جو اُن گلون کو پایا دامن مین بہار نے چھپایا

سنگ آمد و سخت تھا بس یاد کاٹی وہ راہ مشکل فرہاد

خارون سے بھی الجھ پڑے وہ شیرون سے کسی جگہ لڑے وہ

گو کسل تھا انکو سست کرتا پر شوق تھا عزم چست کرتا

ہمت کو کسی طرح نہ ہارے دم لے لیا تھک کے پھر سدھارے

القصہ اسی طرح کئی روز جنگل مین پھرے بہم وہ دلسوز

اک دن ہوا کوہ پر گذارا گلدستہ تھا وہ پہاڑ سارا

تھا صورت کوہ طور روشن خوشبو سے بسا تھا اُسکا دامن

کلیان تھین جو گل کی چاک ہر سو تھا گل کی طرح وہ کوہ خوشبو

یکتا اُسکا بنانے والا ہر رنگ کا پھول تھا نرالا

بلبل لب گلپہ رکھکے منقار کہتی تھی ہزار دل کے اسرار

وہ سرو کا جھومنا لب جو وہ وجد مین فاختہ کی کوکو

تھم تھم کے نسیم کا وہ آنا ہر ایک قدم پہ گل کھلانا

میوون سے وہ اک طرف تو اشجار پھل سیب جنان سے بھی مزیدار

ٹپکی پڑتی تھی رال جنپر دانتون کا رہا خیال جنپر

رہ رہ کے جو شاخین جھومتی تھین اُس پاک زمین کو چومتی تھین

تھے وجد مین طائران خوشخو کبک و دراج و قاز و تیہو

اُن جانورون مین ایک طائر شیرین گفتار نیک طائر

عالی ہمت بلند پرواز — پر کھولے ہوئے تھا نغمہ پرواز
حمد اپنے خدا کی کر رہا تھا — دم عشق مین اُسکے بھر رہا تھا
ڈوبی ہوئی درد مین وہ آواز — وہ نغمے وہ جیسے خوش انداز
ہوش اُڑتے تھے اُسکی گفتگو پر — بیٹھا تھا ایک سرو جو پر
شہزادے کو دیکھکر پکارا — ای شہر حلب کے ماہ پارا
آئینہ ہی مجھپہ حال تیرا — دو روز سے ہی خیال تیرا
جب سے تری راہ تک رہا ہون — مجذوب کی طرح تک رہا ہون
دیوانہ ہون تیری آرزو مین — گشتہ ہون تیری جستجو مین
ای منزل رنج و غم کے سالک — آ جلد کہ منتظر تھا سالک
ای رہرو جادۂ تعشق — ای زیب وسادۂ تعشق
ایذا تو نے بڑی اُٹھائی — شاباش بہت کڑی اُٹھائی
بھیجا ہوا ایک ولی کا ہون مین — اب اُسکا نشان بھی تجھکو دون مین
کچھ دور یہان سے اک بیابان — نام اُسکا ہی خطۂ عقیلان
دہنے جانب کو اُسکی ہی راہ — جسجا ہی مقیم وہ حق آگاہ
کامل ہر فن مین ہی وہ دانا — دیکھے بھالے ہی اک زمانا
ہوتی ہین سفر سے چار آنکھین — اُسکی ہین مگر ہزار آنکھین
اک دوسرے کو وہ مانتا ہی — ہر قلب کا حال جانتا ہی
ہر علم مین اُسکو دسترس ہی — بندون مین وہی الٰہ رس ہی
ہر ایک زبان بولتا ہی — عقدے مشکل کے کھولتا ہی
اس عہد مین ہی وہ قطب اعظم — ہی نائب خالق دو عالم
ہر راز سے بسکہ ہی وہ واقف — ہی اسم مبارک اُسکا کاشف

مین اُسکا غلام ہون وہ سردار ‎ ‎ آقا میرا ہی وہ خوش اطوار
صحبت کا اُسی کی یہ اثر ہی ‎ ‎ ناطق جو مجھ ایسا جانور ہی
خیر اس سے تو کچھ نہین ہی مطلب ‎ ‎ اپنے مطلب کی بات سن اب
اک روز وہ صاحب کرامت ‎ ‎ گویا ہوا یون خلاف عادت
آتا ہی حلب کا شاہزادہ ‎ ‎ رکھتا ہی جنگل کا وہ ارادہ
بیدل گر پڑکے چل رہا ہی ‎ ‎ کانٹون مین سے نکل رہا ہی
ٹھوکر کھاتا ہی ہر قدم پر ‎ ‎ چکرا آتا ہی ہر قدم پر
ہی ساتھ اُسکے سہیل جرار ‎ ‎ کام آچکا مرکب وفادار
رستے سے زبسکہ نابلد ہی ‎ ‎ بیکار تمام جد وکد ہی
ثابت قدمی ہی ختم اُسپر ‎ ‎ عالی ہممی ہی ختم اُسپر
کانٹون مین اُلجھ گیا ہی وہ گل ‎ ‎ مسدود ہی راہ چارہ بالکل
آئینہ ہی اُسکا روے انور ‎ ‎ جنگل کا ہی سب غبار اُسپر
سبزہ بھی نہین ہوا ہی آغاز ‎ ‎ ہی تازہ نہال گلشن ناز
بے حاشیہ ہی کتاب رخسار ‎ ‎ بے ہالہ ہی ماہتاب رخسار
عشق دلبر مین چور ہی وہ ‎ ‎ غازی ہی جری ہی سو رہی وہ
تو یان سے شتاب ہو روانہ ‎ ‎ اُٹھا ہی یہان سے آب ودانہ
کہنا میرا سلام اُسکو ‎ ‎ پھر دیجیو یہ پیام اُسکو
کاشف کو ہی انتظار تیرا ‎ ‎ دم بھرتا ہی بار بار تیرا
فرقت مین نہ کر ہلاک اُسکو ‎ ‎ دکھلا دے جمال پاک اُسکو
کیا تجھ سے کرون مین عرض ایجاہ ‎ ‎ قطرے کی ہی بحر کو بہت چاہ
ہمجنس کو اپنے چاہتا ہی ‎ ‎ اِس سے اکثر کراہتا ہی

ساری دنیا مین فرد ہے تو / اک وہ ہے اور ایک مرد ہے تو
کامل تجھے عشق مین جو پایا / لینے بھیجا ہے مجھے مین آیا
چل جلد نہ ایک دم ٹھہر تو / اب اُسکی زیارت آپ کر تو
جب دم سارک نے کی یہ تقریر / بولا یہ شاہزادہ دلگیر
سنتے ہوا یہ سہیل ذیجاہ / کیا کہتا ہے طائر حق آگاہ
تم دیکھو تو اُسکی کارسازی / کام آئی ہماری راستبازی
قدرت کے ہین اُسکی کارخانے / اُسکو ہم کیا وہ ہمکو جانے
ہو وہ نہ کہین شکستہ خاطر / اب جلد چلو کہا کہ حاضر
سارک رہبر تھا اُنکے ہمراہ / بس چل ہی کھڑے ہوئے وہ ذیجاہ
تیز اپنے قدم اُٹھاتے آئے / اُس خطہ مین آتے آتے آئے
پہونچے وہان اُس سے کی ملاقات / خوش ہو گیا صاحب کرامات
چھاتی سے ہر ایک کو لگایا / اہلاً سہلاً زبان پہ لایا
پوچھا جو مزاج کا کچھ احوال / کی عرض کہ شکر ہے بہر حال
دن زیست کے پورے کر رہے ہین / امید قضا مین مر رہے ہین
پوچھا کہ قضا کی کیون ہو خواہش / کی عرض کہ ہے غمون سے کاہش
پوچھا کہ وہ غم ہین کیسے غم / کی عرض کہ جس سے گھل گئے ہم
پوچھا گھلنے کی وجہ کیا ہے / کی عرض کہ درد لا دوا ہے
پوچھا کہ دوا کا نام بتلاؤ / کی عرض کہ بس کچھ اب نہ فرماؤ
شربت دیدار کا سے ملے گر / ہو جائے شفا ابھی میسر
پوچھا یہی قول ہے کہا ہان / فرمایا کہ سچ کہا بایمان
کاشف یہ سُنکے مسکرایا / دو انگلیان اُسکے آگے لایا

بولا محنت لگی ٹھکانے ‍ دیکھا اب نے خدا کے کارخانے
یہ سنتے ہی بس نظر اٹھائی ‍ اک بام پہ روشنی سی پائی
دیکھی اس نور کی تجلی ‍ بھولے جس سے یہ سب تسلی
شعلہ اک حسن کا جو بھڑکا ‍ رخصت ہوا صبر دل یہ پھڑکا
پیدا کی خیرگی نظر نے ‍ ہاتھ آنکھون پہ رکھ لیا قمر نے
آنکھین ملکر جو ہاتھ اٹھایا ‍ وہ شعلہ وہ بام کچھ نہ پایا
بولا کاشف کہ غم نہ فرماؤ ‍ تھوڑے دنون اور ضبط کر جاؤ
شیرین ہے صبر تلخ کا پھل ‍ آخر راحت ہے رنج اول
ہجر جانان مین جو مزا ہے ‍ وصلت مین کہان وہ وہ التقا ہے
شہزادہ جو ہو چلا تھا بیہوش ‍ سنبھلا تو سہی مگر تھا خاموش
بولا کاشف سنی نصیحت ‍ کی عرض کہ اب مین ہونگا رخصت
پوچھا جلدی کا کیا سبب ہے ‍ بولا تاخیر اب غضب ہے
فرماتے ہین مجھسے حضرت دل ‍ چل ڈھونڈھ نکال اپنا قاتل
پہلو مین ہو جان کا جو دشمن ‍ کیونکر چین آسکے مشفق من
یہ سنکے کہا خدا نگہبان ‍ جاتا ہے اب آپ کا یہ مہمان
بولا وہ ابھی نہین ٹھہر جاؤ ‍ پڑھ دین بازو پہ کچھ ادھر آؤ
ٹھہرا یہ کچھ وہ کچھ پڑھ آیا ‍ دم کرکے دعا یہ لب پہ لایا
دیکھا ہے جدھر کو جلد جا یار ‍ وہ راہ نہ بھولیے گا زنہار
لے جایئے اب نہ دیر کیجے ‍ بسم اللہ اپنی راہ لیجے
ہمت سے جی نہ چھوڑ دیجے گا ‍ مشکل سے منھ نہ موڑ لیجے گا
جو ڈھونڈھتا ہے وہی ہے پاتا ‍ گھبرا نہ کرم کریگا داتا

گو سخت ہے راہ انتہا کی — شامل ہو گی مدد خدا کی
پہلے جب سانپ سے کٹائے — تریاک تب آدمی تک آئے
کھاتا ہی جو پہلے نیش ناقص — ہاتھ آتا ہی اُسکے شہد خالص
بس جا منزل کا راستا لے — اللہ کریم کے حوالے
باندھ اپنی گرہ مین یہ نصیحت — تسلیم کی اور ہوا وہ رخصت

کاشف سے رخصت ہو کر روانہ ہونا قمر جہان کا بوجہات ترک کرنا حال اِن آوارگان کوہ و بیابان کا شمہ اُن پیر بزرگ کی اُستادی کا پھر کچھ تذکرہ شہر چگل کی شاہزادی کا

لا جلد شراب ناب ساقی — دے جام مجھے شتاب ساقی
ہو جاؤن شگفتہ پلا دے وہ پھول — تھوڑی سی بات کو نہ دے طول
اے برسون کے مہربان کرم کر — سُستی مری کھو کے تازہ دم کر
اے کلک سنبھل کے پاؤن دھرنا — لکھا ہوا پھر بیان نہ کرنا
ہُشیار کہ ہے یہ اور ہی راہ — یہ وہ نہین جس سے تو ہے آگاہ
ہمکون تو مجھے سنبھال لینا — تقریر کو دیکھ بھال لینا
اب نشہ بھی رہ گیا ہے کم کم — پیلون مین شراب لے لے تو دم
ہے بنت عنب کی تاک مجھکو — کرتا ہے یہ غم ہلاک مجھکو
اس سمت تو مین ہون بیخود و خواب — وان دختر رز کمال بیتاب
اے پیر مغان کا دم سلامت — دکھلا دے جاند سی وہ صورت
لو ہو گیا دل کباب اپنا — دیکھ آئے ہم آفتاب اپنا

لو اپنی تو ہو چکی کہانی
لکھتا ہے راز کا یہ واقف
دو انگلیون سے جب اُٹھے اکبار
یک ایک کے سامنے کھنچ آیا
دونون کی ہوئین جو چار آنکھین
یان رہ گئے یہ تو تلملا کر
صحن مین اک تھا چشمۂ آب
بھی کاشف نے یہ جو افتاد
ر تو سے حسن کی قضارا
آنکھون پہ قمر کا ہاتھ آیا
نھ پھیر لیا نہ دیکھا بھالا
لله رے کمال اُس ولی کا
نا تھا مرد صاف باطن
ان آنکھ کھلی تو کچھ نہ پایا
تو تھی بات درمیان کی
شف سے ملا تھا جب وہ ذیشان
مین ساتھ سب اُسکے اُٹھکی ہمسن
رو کوئی کوئی سرو آزاد
رشید کوئی تو کوئی مہرو
ئی وہ گُندھی ہوئی کسی کی
ڑا کوئی کسے ہوئی تھی

اب آگے قلم کی ہے زبانی
شمہ احوال کشف کاشف
دکھلا دیے حشر کے وہ آثار
پردہ جو ہر آنکھ سے اُٹھایا
لڑنے لگین ایکبار آنکھین
کوٹھے سے گری وہ غش مین آکر
برج آبی مین آیا مہتاب
سوچا کہ نہ دیکھ لے یہ ناشاد
خود وان نہ رہا نظر کا یارا
کاشف نے ہاتھ اُدھر بڑھایا
اُس چشمہ مین جلد ہاتھ ڈالا
یہ کام نہین ہے آدمی کا
طاقت یہ بشر مین غیر ممکن
وہ اتنے مین کام کر بھی آیا
تفصیل اب یہ ہے اس بیان کی
تھی باغ مین اپنے وہ خرامان
ایک ایک حسین اور کمسن
حور اُنمین کوئی کوئی پریزاد
ایک شعلہ مزاج ایک پُرخم
ایڑی تک تھی پڑی لٹکتی
کوئی بادہ پیے ہوئی تھی

کوئی سادی کوئی طرحدار ۔ بچھو دکوئی تو کوئی ہشیار
کوئی خودکام کوئی خودبین ۔ کوئی پرن اُسمین کوئی پردین
کوئی الھڑ کوئی سمجھدار ۔ کوئی بیباک کوئی طرار
بوٹے سے قد مگر بدن گول ۔ سینے کی دونون چیزین انمول
کالے کالے بڑے بڑے بال ۔ گورے گورے بھرے بھرے گال
نازک اندام نسترن فام ۔ ایک ایک پری وش سمن فام
شوخی طینت مین انتہا کی ۔ ترچھی چتون نگہ بلا کی
رفتار مین حشر کے سے انداز ۔ ایک ایک نہال گلشن ناز
ماشاءاللہ سارا دھاڑا ۔ راجہ اندر کا تھا اکھاڑا
تھی بیچ مین مشعل دل گمراہ ۔ گرد اُسکے تھے سب ہواخواہ
اتنے مین وہ نیک وقت آیا ۔ کاشف نے جو ہاتھ کو اُٹھایا
یون نکلی تڑپ کے اُس کی نگاہ ۔ جیسے سینے سے نعرۂ آہ
ہانتک کہ وہ نازنین بانکی ۔ کھڑکی سے اُن انگلیون کی جھانکی
دیکھا مثل اپنے اک پریزاد ۔ باغ خوبی کا سرو آزاد
یون تھا اپنے لباس تن مین ۔ خورشید ہو جسطرح گہن مین
رخسار پہ اک چمک رہا تھا ۔ خورشید جبین دمک رہا تھا
تھا خوف و خطر جو اُس قمر کو ۔ ڈر کر دیکھا ادھر اُدھر کو
کوئی اپنا نظر نہ آیا ۔ جب لوہ پھر سو اُسی کا پایا
دیکھا پھر جو اُدھر یکایک ۔ دل توڑ گئے نظر کے ناوک
لغزش ہوئی دفعتاً قدم کو ۔ چلائی کہ ہائے مارا ہمکو
جس سے کاشف ہوا خبردار ۔ وہ نعرہ تھا آہ کا اثردار

گر لی جو دم یہ غم کی پابند
کھڑکی جھپٹ پٹ ہان ہوئی بند

کرتا امداد گر نہ کاشف
اس راز سے کوئی تھا نہ واقف

جان اُسکے بھی دشمنوں کی جاتی
شہزادے پہ بھی آفت آتی

نکلی بھی گری بھی گو وہ غمنوش
لیکن مطلق نہ اُسکو تھا ہوش

جب کھیل مین اُنکو دھیان آیا
ڈھونڈھا اُسکو مگر نہ پایا

اک بولی ابھی تو وہ کھڑی تھین
اک بولی کہ کوٹھے پہ گئی تھین

دوڑین وانسے وہ سب جو اکبار
ہو پہنچین کوٹھے پہ اُنمین دو چار

کچھ بارہ دری مین دیکھ آئین
کچھ قصر کی جا کے خبرین لائین

القصہ سب نے باغ سارا
اسنے نزدیک چھان مارا

جسجا پہ تھا گمان اُنکو
وان کچھ نہ ملا نشان اُنکو

اک بولی کدھر چلی گئی ہین
اک بولی یہین کہین چھپی ہین

اک بولی یہ کونسی ہنسی ہی
اک بولی یہ دل لگی نئی ہی

ہم ایسی ہنسی سے باز آئے
بی ہمکو یہ چونچلے نہ بھائے

سبحان اللہ واہ رے کھیل
گویا کہ کسی سے بھی نہ تھا میل

پوشیدہ رہینگی کبتلک آخر
بس ہو چکا اب تو ہو گئین ظاہر

تھک تو چکین خوب پانون سب کے
گھٹنون مین درد ہین غضب کے

سنکر بولی یہ ایک منھ پھٹ
اے بی کہین کی نہ ہو لگاوٹ

اک بولی کہ یہ خیال ہی خام
اُنکو نہین ایسی بات سے کام

اک بولی کہ یہ نہین تو کیا ہی
اک بولی وہ بی بی پارسا ہی

اک بولی کہ ایسا کیا غضب ہی
اک بولی کہ ہو تو کیا عجب ہی

اک بولی محلسرا مین جاؤ
اک بولی تم آپ دیکھ آؤ

اک بولی وہ دوسرا مکان ہے | وان جانے کا راستہ کہان ہے
اک بولی کہ پھر کہان یہ جائین | اک بولی کہ آؤ دیکھ آئین
یہ سب تو یونہین کہا کرینگی | اولٹی سیدھی بکا کرینگی
اک ایک کو کر کے چلی راغب | جھپٹین وہ محلسرا کی جانب
پہونچین جا کر وہان قضارا | جو آ کے تھی اُسنے یون پکارا
جو کہتے تھے ہم وہی ہوئی بات | دیکھو ہین یہین چھپی وہ خوشذات
دوڑین جو دھڑا دھڑ وہ اکبار | وہ بھی ہوئی اس صدا سے ہشیار
پہلے تو ڈری مگر سنبھل کے | بولی تیور کو یون بدل کے
کیسا یہ اودھم مچا رکھا ہے | کیون گھر سر پر اُٹھا رکھا ہے
گھبرائین وہ دیکھکر یہ انداز | سمجھین کہ ہے کچھ مزاج ناساز
بولین کہ ہے خیریت تو للہ | کپڑے ہے بھیگے ہین کیون یہ ایام
فرمایا کہ ہان نہالی ہون مین | گرمی سے بوکھلائی ہون مین
اسوقت ہون مین بہت مشوش | ہے سینہ مین شعلہ ور وہ آتش
سب عضو بدن کے جل رہے ہین | شعلے دل سے نکل رہے ہین
صورت ہے اختلاج کی سی | ایذا اٹھپہر ہو نہ آج کی سی
دھڑکن رہ رہ کے ہو رہی ہے | اُلجھن رہ رہ کے ہو رہی ہے
دل ہاتھون سے کوئی مل رہا ہے | سینہ مین کچھ اچھل رہا ہے
چنگاریان اُٹھتی ہین بدن سے | نکلا نہین پر دھوان دہن سے
کچھ حلق مین کانٹے پڑ گئے ہین | نشتر کچھ دل مین گڑ گئے ہین
اک تیغ جگر پہ چل رہی ہے | اب جسم سے جان نکل رہی ہے
یکسان ہے دل و جگر کا عالم | ہے ایک ادھر اُدھر کا عالم

ہر عضو مین ٹیس ہو رہی ہے — دل روتا ہے آنکھ رو رہی ہے
درد دل زار لا دوا ہے — کچھ ہڈیون مین بخار سا ہے
ہے بال ہر اک وبال سر کا — ابتر ہے دھمک سے حال سر کا
رعشہ ہے تمام تن بدن مین — لرزہ کی سی کنپ کنپی ہے تن مین
اُٹھتی ہے سنسنی جو ہر بار — بیٹھا جاتا ہے یہ دل زار
یک بار سحاب غم گھر آیا — ہے تاب و توان نے منہ پھرایا
ہر بات سے ہو گئی ہے اک یاس — اُمید سے ہو گئی ہون بے آس
ہے جی مین کپڑے پھاڑ ڈالون — جنگل کی طرف کا راستا لون
فرہاد کی گور کو بساؤن — مجنون کی لحد پہ گل چڑھاؤن
عہدہ جو ملے مجاوری کا — باعث ہو نام آوری کا
شنجرفی ہو اک لباس تن مین — صحرا مین ہون گاہ گہ چمن مین
آزادی کا اک الف جبین پر — تکیہ اسیر ہو تن زمین پر
کوئی ہو نہ کہنے سننے والا — وہ سنتا ہو مین ہون جپتی مالا
گہ آتا ہے یہ خیال دل مین — منہ دیکھے نہ پھر کوئی جنگل مین
ہو اور تو سب طرف کو پھیرا — اِس شہر مین ہو گزر نہ میرا
انگلی مجھ پر اُٹھائینگے لوگ — کہتے سودا ہوا سنینگے لوگ
یون جا بسیے دفعتاً یہان سے — سب سمجھین کہ اُٹھ گئی جہان سے
کہتی ہون آپ اپنے دل سے — کس جرم پہ نکلون مین محل سے
بیوجہ ہر اک سے منہ چھپاؤن — اور جاؤن تو کیون نہ پھر کے آؤن
کیون کرنے لگا ذلیل کوئی — کیا ہوتا نہین علیل کوئی
چھوڑون مین وطن کو کس غرض سے — عاجز ہے ہر اک بشر مرض سے

گہ کہتی ہون ہائین ماہ سیما — کیا کہتی ہے تجھکو ہوگیا کیا
اچھی نہین یہ زبان فروشی — بس بس لازم ہے اب خموشی
ہوگا جو مرض دوا بھی ہوگی — اک روز یو ہین شفا بھی ہوگی
گہ کہتی ہون ہے بڑا یہ آزار — جانا اسکا ہے سخت دشوار
دو تین نہ چار وسوسے ہین — اک دل ہے ہزار وسوسے ہین
رکھتی ہون حرام موت سے ڈر — کرتی اپنے کو ورنہ جوہر
دکھلاتی ہے کیا دنون کی شامت — سوداوے کی صاف ہے علامت
اچھے نہین یہ مزاج کے طور — کہتی ہون کچھ اور دل مین ہے اور
قابو مین نہین زبان ابھی سے — لب پہ ہے نہین کا ہان ابھی سے
طاقت بھی جواب دے چکی ہے — رخصت بینائی سے چکی ہے
ہوجاؤن نہ دیکھنے سے معذور — دیکھو مری پتلیان مین بے نور
تقدیر نے کس بلا مین ڈالا — اب دیکھیے کیا ہے ہونے والا
اس حوض مین کیون نہانے آئی — کیا بات یہان یہ کھینچ لائی
قسمت کی دیکھیے ذرا لاگ — پانی سے اور لگ گئی آگ
بیٹھے ہین موت کے سب آثار — اک دم کی بھی زندگی ہے دشوار
کچھ فضل کرے کریم اپنا — تو حال ہو نہ سقیم اپنا
ہے ہمکو تو سب طرف سے یاس — ہر سمت سے ہے ہجوم وسواس
سودا ہوا اگر تو قہر ہوگا — حق مین مرے اور زہر ہوگا
اپنے بیگانے طعنے دینگے — دق ہو کے خبر بھی پھر نہ لینگے
مجھ تک تم بھی نہ آؤ گی پھر — نفرت صورت سے کھاؤ گی تم
ہو جلد جہان سے گذرنا — اچھا نہین مدتون مین مرنا

رہ رہ کے مجھے یہی ہین ڈر کے
یہ کیا کہ پڑے سسک رہے ہین
تنکے چنتے ہین سارے گھر کے
عاجز اک اک کو کر رہے ہین
منھ پر تو وہ ڈر سے کیا کہینگے
برہم جب یون مزاج ہوگا
دیوانے کی مطلق العنانی
انجام کو بس یہ ہوگی تدبیر
ہر ہاتھ مین ہتھکڑی پڑیگی
جسکو یہ تو یہ فوق ہوگا
کھوینگی سینے ایک دم مین
اس بھول سے جسم پر وہ بیداد
پابند مثال صید ہونگے
سابق کی ہنسی یہ سوتے ہونگے
پہلو مین نہ دوست اور نہ ہمدم
مجبور مثال مرغ پربند
تارے ہونگے نہ ماہ کامل
واللہ کسی نے سچ کہا ہے
گھبرائیگا دم تو کیا کرینگے
کیا کیا نہ غم و الم سہینگے
ہے کہ پھر وہ دن خدا نہ دکھلائے

جانا تھوا ایڑیان رگڑ کے
مچھلی کی طرح پھڑک رہے ہین
طعنے سنتے ہین سارے گھر کے
پھر نام یہ ہے کہ مر رہے ہین
دل مین بیشک بُرا کہینگے
پہلے تو کچھ علاج ہوگا
ہے اورون کے حق مین سرگرانی
لائینگے وہ اسکے زنجیر
پھر کاٹنی وہ کڑی پڑیگی
گردن مین وہ اپنی طوق ہوگا
جب آئینگی بیڑیان قدم مین
چلاکے نہ کر سکینگے فریاد
اس گھر مین کہین یہ قید ہونگے
کھاتے پیتے نہ سوتے ہونگے
وہ یاس وہ بیکسی کا عالم
تاریک مقام قفل در بند
راتون کو پڑیگی اور مشکل
اس قید کا نام بھی بُرا ہے
تڑپینگے ہم تو کیا کرینگے
جب لوگ ہمین سڑن کہینگے
پہلے ان حادثون سے موت آئے

ہر رنج مین تاب صبر کی ہو
اور قید ہو کر تو قبر کی ہو

بولین وہ خدا نہ کردہ ای ماہ
ان باتون سے کیا حصول ہے واہ

غم کھائے تمھارے دشمنون کو
موت آئے تمھارے دشمنون کو

بولی وہ کہ تمکو کیا خبر ہے
یان زخم جگر یہ کارگر ہے

بچتے نہین اسطرح کے گھائل
تم کچھ کہو مین نہونگی قائل

موت انکی شفا ہے آخر کار
بچتے ہین مرکے ایسے بیمار

جو کچھ قسمت مین لکھ گیا ہے
تو بہ وہ مٹائے مٹ سکا ہے

یہ کہکے جو یاد آیا کچھ اور
پھر تیور روکھے بدل گئے طور

رخسار پر آئے اشک ڈھل کر
کھینچی اک آہ گرم جل کر

دل تھام کے ہاتھ سے پکاری
اُف اُف بھڑک اُٹھی آگ ساری

دوڑو لوگو مجھے سنبھالو
اس آگ پہ کوئی چھینٹ ڈالو

کیون رہ گیا ہاے دم پھڑک کر
بجلی تھی کہ آگری چمک کر

ہے ہاتھون کا ضعف دشمن صبر
چھوٹا جاتا ہے دامن صبر

ای موت اب آکہ جان بلب ہون
بس تیری منتظر مین اب ہون

یہ کہکے نہ تاب ضبط لائی
پھر غش ہوئی وہ فلک ستائی

مثل تصویر ہو گئی ایک
گم ہو گئی عقل کھو گئی ایک

اک زانو پہ رکھکے سر ہوئی خم
اک ہاتھ سے دیکھنے لگی دم

اک باغ مین دوڑی بے تحاشا
جا پہونچی تو یہ سخن تراشا

آرام مین ہے وہ غیرت حور
رخصت ہو سر ایک حسب دستور

اندر جائیگا جو بیکایک
آئیگا عتاب اسپہ بیشک

ہم کہہ چلے آگے تم ہو مختار
برہم ہے بہت مزاج سرکار

وہ بولین کہ ہمتو جاتے ہین سب — فرمائیے تم کہان چلین اب

وہ بولی کہ اب یہان سے جاکر — لیٹینگے ہم بھی تھک تھکا کر

وہ اپنی جگہ گئین بصد یاس — آئی وہ وزیرزادی کے پاس

شہزادی پہ تھی فدا وہ رنجور — ناہید تھا اُسکا نام مشہور

سب کہکے لیا اُسے بھی ہمراہ — گرتی پڑتی چلی وہ ذیجاہ

کچھ چھاؤن نسیم نے جو پائی — وہ بھی دبے پاؤن ساتھ آئی

سُن سُن یہی کو رہا تھا سب کا — دھڑکا اُسوقت تھا غضب کا

القصہ وہان جو پہونچی جاکر — بیخود ہوئی اُسکو غش مین پاکر

بولین کہ بڑا غضب ہوا ہی — غش کرنے کا کیا سبب ہوا ہی

نرگس پہلو سے اُٹھکے آئی — چُپکے سے سخن یہ لب پہ لائی

کوئی یہ مرض ہی اور نہ آزار — گر ہین تو یہ عشق کے ہین آثار

منظور ہی راز کا چھپانا — سودے کا ہی فقط بہانا

ہم ایسے نہین ہین بھولے بھالے — جو دم یہ ہمین کوئی چڑھالے

دیکھا ہی اس آنکھ سے زمانا — مشکل ہی ہمارا چکمہ کھانا

بولین وہ سب کہ یہ غلط ہی — کچھ اور نہین غشی فقط ہی

بیجا دھرتے ہو تم یہ الزام — اِن باتون کا یہ نہین ہی ہنگام

وہ کام کرو کہ ہو وہ اظہار — کھل جائیگا پھر تو خود یہ اسرار

سودا اور مان سے فسق ہوگا — گر کچھ نہوا تو عشق ہوگا

للہ بس اب کرو وہ تدبیر — جس سے ہشیار ہو یہ دلگیر

سب کچھ کرکے تھکین وہ آخر — لیکن نہوئی دوا مؤثر

تدبیر کوئی اُٹھا نہ رکھی — کہنے کی کسی کے جا نہ رکھی

تقدیر سے چل سکا نہ کچھ زور — ہر اک ہوئی غم سے زندہ درگور
روئین پٹین پچھاڑین کھائین — چیخین چلائین بلبلائین
تھککر جب چور ہو گئین وہ — کچھ نیند سی آئی سو گئین وہ
سونے مین بھی تھا ملال اُسکا — تھا خواب مین بھی خیال اُسکا
ناگاہ اُٹھا حجاب غفلت — آیا نظر اک بزرگ صورت
لکھا ہی یہ کلک راست گفتار — وہ مرد تھا کاشف خوش اطوار
دیکھا اُسنے درمیان رویا — شہزادی سے بات کرتے گویا
کچھ دے کے پڑھا وہ اُسنے افسون — شادان ہوئی جس سے بس وہ محزون
بیہوشی کو ساتھ لے گیا وہ — ہوش آنے کی چیز دے گیا وہ
اِس خواب نے جب اُنھین جگایا — اُس ماہ کو ہوشیار پایا
سجدے کو زمین پر گرین وہ — گرد اُسکے پلنگ کے پھرین وہ
چہرے کا بحال پاکے انداز — ہنس ہنس کے کیا سخن یہ آغاز
کیون اب تو بفضل حق تعالی — کچھ راہ پہ ہی مزاج والا
بولی آہستہ سے وہ فوراً — اُسوقت تو تھی غضب کی اُلجھن
تخفیف بہت ہی جبکی نسبت — کچھ کچھ ٹھہری ہی اب طبیعت
جب عالم غش مین تھی مین دلریش — آیا تھا ایک مرد درویش
عیسے نفس و مسیح انداز — ہر بات مین اُسکی تھا اک اعجاز
تاثیر سخن دکھا گیا ہی — گویا مردہ جلا گیا ہی
آنے کی اُسی کے تھی یہ برکت — بچنے کی تھی اور کون صورت
اک بولی کہ اسی مین اُنکے قربان — بھولونگی نہ عمر بھر یہ احسان
سچ ہی کہ وہ ایسے ہی تھے حضرت — کی خواب مین مین نے بھی زیارت

کچھ کان مین بھی پڑھا تھا جھکگر
کاغذ بھی تو اک دیا تھا جھکگر

تصدیق جب اس سخن کی چاہی
اوروں نے قسم سے دی گواہی

کچھ سوچ سمجھ کے بولی وہ ماہ
کاغذ سے تو مین نہین ہون آگاہ

وہ بولی کہ آپ بھولتی ہین
یہ تو نہین جھوٹ کہتی ہون مین

اک بولی کچھ آپ کو دیا تھا
اک بولی کہ ہان سفید سا تھا

وہ کہتی تھی مجھکو تو نہین یاد
کرتی ہو تم اپنے دل سے ایجاد

وہ تو رہ رہ کے ٹالتی تھی
یہ ذکر وہی نکالتی تھی

وہ کہتی تھی دیکھو طول ہوگا
ان باتون سے کیا حصول ہوگا

اک بولی کہ ہوگا جانے بھی دو
کاغذ کا حال کچھ نہ پوچھو

نسخہ تھا وہ علاج دل کا
تعویذ تھا اختلاج دل کا

اک بولی کہ واہ کچھ نہین تھا
ای بی تمھین ہو گیا ہے یہ کیا

اک بولی کہ کسطرح سے مانین
آنکھون دیکھے کو جھوٹ جانین

نرگس نے کہا سمجھ گئی مین
کچھ ہو سہی جو چھپا رہی ہین

سچی ہین گر قسم تو کھائین
کعبہ کی طرف تو ہاتھ اٹھائین

اللہ کی شان ہمسے فطرت
لو اور سنو خدا کی قدرت

لو ہمکو ہنسی مین ٹالتے ہین
کچھ منھ سے نہین نکالتے ہین

وہ مفت کا طول دے رہی ہین
کس بات کو دل مین لے رہی ہین

اک سمجھی ہین اپنے دل مین ہمکو
یہ عمر ہوئی جنگل مین ہمکو

ایسے نہین بیوقوف واللہ
جو مغز سخن سے ہون نہ آگاہ

صحبت بھی انھین کی ہے اٹھائی
اک ساتھ ہے پرورش بھی پائی

جو کہتے سنتے ہم وہ مانتی تھین
خاص اپنی کنیز جانتی تھین

شورے کے شریک تھے ہمین سب
کہتی نہ تھین ہمسے کو غمسار راز
تھا نام وفا شعار سب کا
پیچھے پیچھے جو ہم سے تھے رہتے
رتبے مین شکل سے یون بڑھے تھے
تو آج سے ہم ہوے دراندار
گستاخی میری معاف ہی یہ
کچھ رکھتی ہی تھوڑی عقلمندی
پھل اپنی وفا کا ہمنے پایا
صحبت مین مخل کا کام کیا ہی
دن بھر مین کہین سے دیکھ لینگے
جو دل مین ہو شوق سے کرین وہ
گل پھولا ہی کچھ نہ کچھ ضرور آج
ملکہ نے لپک کے پکڑا آنچل
کیون رنج سے تاؤ کھا رہی ہو
احمق نہ بنو جو اس مین آؤ
نادان ہو تمکو کیا ہوا ہی
غش آنے کا ہم کو غم بچے ہین
اس طرز سے کیا مآل آخر
تم لوگ اگر ہوے دراندار
ہو تم تو بڑے عقیل و دانا

حل ہوتے تھے ہمسے انکے مطلب
مونس تھے ہمین ہمین تھے دمساز
اور عرف تھا رازدار سب کا
سایہ سے تھے محل کے لوگ کہتے
پانون پڑ پڑ کے سر چڑھے تھے
پیدا ہوا اور محرم راز
کہنی کی نہ وجہ صاف ہی یہ
ایسی نہین ناسمجھ یہ بندی
یان بیٹھنے سے بھی ہاتھ اٹھایا
خلوت مین مخل کا کام کیا ہی
راتون کو تڑپ کے کاٹ دینگے
لونڈی رخصت سلام لین د
ہین سب سے جو منقبض حضور آج
فرمایا بہت کرو نہ اب بل
کیون غصہ سے تھرتھرا رہی ہو
بس بس نہ زیادہ غیظ فرماؤ
یہ کون سے رنج وغم کی جا ہی
مرتے مرتے تو ہم بچے ہین
ہم آپ ہی ہین شکستہ خاطر
پھر اور ہی کون محرم راز
خوب آتا ہی بات کا بنانا

ہو جاتے ہین جبکہ ایک منہ چار — بن جاتا ہو لاکھ ہو جو طرار

اُلٹی خفگی جتاتی ہو تم — احمق مجھے پھر بناتی ہو تم

ہم بن چکے تم بنا چکین خوب — اور چٹکیون مین اُڑا چکین خوب

تھا کب یہ طریق پوچھنے کا — جسطرح سے تمنے آج پوچھا

ہو عقل مین تم اگر فلاطون — مین بھی نہین ایسی ناسمجھ ہون

طعنہ طعنہ ہنسی ہنسی ہی — اچھی اچھی بُری بُری ہی

معنون معنون مین کہدین سب — بتلاؤ اب اور کیا ہی مطلب

سچ بھی تشخیص وہ تمھاری — اسمین ہی لکھی دوا ہماری

نسخہ ہی وہ درد لا دوا کا — آخر مین سبب بھی ہی شفا کا

گل پھولنے کا یہ اصل ہی حال — جب باغ مین تھی مین بے پر و بال

گھبرایا وہ دفعتہً مرا دم — سمجھی کہ بس اب نکل گیا دم

ناگہ وہ خیال دل مین آیا — کوٹھے پہ جو مجھکو کھینچ لایا

یان پہونچی تو دیکھا ایک پرزاد — قد جسکا تھا رشک سرو شمشاد

رخسار وہ اُسکے گرد آلود — تھے آئنہ جمال مقصود

دروازہ باغ عیش وا تھا — اور تازہ وہ گل کھلا ہوا تھا

تھی پہلی نظر تو سرسری سی — جھلکی کچھ دیکھ لی ذری سی

جب بار دگر نگہ لڑائی — دل کانپ گیا وہ چوٹ کھائی

سن سن کرنے لگا جو اندام — رعشہ نے مرے قدم لیے تھام

دل روکنے کی مین خوض مین تھی — بس غش جو ہوئی تو حوض مین تھی

بس اور تو سُن چکی ہو تم سب — بیکار رہی اُسکا تذکرہ اب

یان دوسرے مرتبہ کے غش مین — جب پڑگئی پھر مین کشمکش مین

اسوقت وہی بزرگ آیا — اور شکل حیات ساتھ لایا
پرچہ جو وہ ایک سفید سا ہی — تصویر بت پری لقا ہی
تعویذ ہی دل گرفتگی کا — پہلا وہ ہی دل کی بھی لگی کا
ہی اصل یہ داستان ہماری — روشن جکہین سرگذشت ساری
کیونکر ہو وہ جو تم نہ چاہو — ری بی ابتو نہین خفا ہو
نرگس نے یہ سُنکے آنکھ ماری — سوسن چلاّ کے یون پکاری
جی ہمتو جبھی سمجھ گئے تھے — انداز عشق کے تھے وہ ایسے
چھپتا ہی چھپائے سے کہین عشق — پوشیدہ رہا تو وہ نہین عشق
کُھلتا ہی ضرور راز الفت — ہو جاتی ہی خود بخود وہ صورت
ناہید یہ سُنکے بولی اکبار — تقریر تمام ہی یہ بیکار
ہمپر بھی ہی جا جو یہ اظہار — چھپتا نہین راز عشق زنہار
اِس چرچے سے پر مفاد کیا ہی — اِس ذکر سے پھر مراد کیا ہی
بموقع ہی سب یہ طول تقریر — دیکھو نہ کہین مین ہو زبان گیر
سُنیگا کوئی تو قہر ہوگا — ہم سب کے حق مین زہر ہوگا
اِنپر تو نہ آیگا کچھ الزام — ہو یگا ہمارا نام بدنام
پوچھے جاینگے پہلے ہم سب — پکڑے جائینگے پہلے ہم سب
پہلے تو ہی اپنی روبکاری — آخر مین کہین ہی انکی باری
اب دیکھیے حُسن اتفاقات — ڈرتھا جو انہین وہی ہوئی بات
زہرہ نامے تھی ایک محرم — موجود تھی آڑ مین وہ اسدم
نرگس سوسن نسیم زہرہ — چارون کا تھا شش جہت مین شہرہ
چارون ملکہ کی تھین عناصر — دمساز و رفیق و یار و ناصر

سنکر تقریر یہ فضولی
بولی وہ کہ لو مجھی کو بھولی

یان ذکر یہ ہو رہے ہین بتک
آیا نہ ہمارا نام لب تک

سوسن کی تو دیکھو فقرہ بازی
اللہ رے اُسکی جعل سازی

کیا بات بنانا جانتی ہے
کیا رنگ جمانا جانتی ہے

اے یہ تو گئی تھی تھک کے سونے
یان آئی کہان شریک ہونے

اُف رے ترے دیدے کی دلیلی
گھس پل کے پہونچ گئی اکیلی

پھڑکی ہون اکیلی رات بھر مین
اچھو تو سہی بدلا لون نہ گر مین

چھپ کر نہ کرون جو کام اپنا
زہرہ رکھون نہ نام اپنا

یہ کہکے چلی وہ تاؤ کھاتی
سوسن کو برا بھلا سُناتی

اب یان کی ہے اسطرح روایت
ناہید جو کرچکی نصیحت

بولی ملکہ کہ کوئی جائے
زہرہ کو تو میرے پاس لائے

کل اُسنے یہ گر سُنی حکایت
تو ہوگی کمال اُسے شکایت

اُن سب نے تو بس متابعت کی
ناہید نے پر مبالغت کی

ٹھہری نہ صلاح آخرکار
خاموش ہوئین وہ چار ناچار

چپ ہوتے ہی ہوگیا تحیر
پھر بندھ گیا یار کا تصور

دیکھے جو یہ طور اُس قمر کے
ہونے لگے ذکر اِدھر اُدھر کے

دو فقرون مین کر لیا مخاطب
وہ ذکر کیے جو تھے مناسب

سوسن نے سنائی اک کہانی
نرگس نے دکھائی خوش بیانی

اک کہتی تھی داستان الفت
کرتی تھی اک بیان الفت

یان اُسکے سُلانے کے کیے طور
ان باتون سے نیند اُچٹ گئی اور

لیکن ازبسکہ تھی وہ عاقل
لیٹی وہ الف سے بنکے غافل

پائی جو ذرا انھوں نے فرصت | آرام طلب ہوئی طبیعت
غافل اس گل سے ہو گئیں وہ | تھک کر لیٹیں تو سو گئیں وہ
مانع کوئی جب نہ اسنے پایا | تصویر کو آنکھوں سے لگایا
گریان ہوے ایکبار مردم | دُر لائے پئے نثار مردم
کچھ پاس لحاظ کا نہ لائی | دی شرم صنم کی رونمائی
چوما رخ و صدر و پائے تصویر | سو جان سے ہوئی فدائے تصویر
چھاتی سے کبھی لگایا اسکو | پہلو مین کبھی لٹایا اسکو
کہتی تھی یہ دل سے ہوکے بیشرم | کیون اب تو تری بغل ہوئی گرم
گہ آپ کو اسپہ وارتی تھی | گہ ہائے ستم پکارتی تھی
کہتی تھی کبھی دبی زبان سے | کچھ تم تو کہو اجی زبان سے
بت بنگئے کسلیے خدارا | کیسا یہ مزاج ہے تمھارا
گستاخی سے میری گر خفا ہو | بیباکی سے دل جو ہٹگیا ہو
تم پوچھو تو اسکی وجہ دہراؤن | یہ راز کی بات لب تلک لاؤن
یہ میری نہین خطا ہے اے ماہ | بھڑکائی ہوئی ہے آگ واللہ
افسون کوئی پڑھ کے مارتا ہے | رہ رہ کے کوئی ابھارتا ہے
کانٹا سا کھٹک رہا ہے دل مین | شعلہ سا بھڑک رہا ہے دل مین
ہو پہلے سے تم تو اس سے آگاہ | اور مین تو ابھی پھنسی ہون ناگاہ
تمنے بھی تو سلطنت کو چھوڑا | کس بات پہ سب سے منھ کو موڑا
حال اپنا سا اور کا بھی جانو | لگ جاؤ گلے سے کہنا مانو
گو اپنی خلاف شان ہے یہ | پر اب نہین ہمکو دھیان ہے یہ
کیسا تھا یہ عشق منھ سے بولو | اب چپ نہ رہو زبان کھولو

الٹی کرتی ہون مین سماجت — آخر کبتک کرون لجاجت
کچھ بات یہ کام کی نہین ہی — صورت کوئی نام کی نہین ہی
اچھے نہین اسطرح کے اطوار — مشہور نہو کہین دل آزار
پھر دل تمھین مہ جبین نہ دینگے — پہلو مین جگہ حسین نہ دینگے
ہو جائے نہ یہ کہین زبان زد — بے دید یہ مہروش ہی از حد
ایسا نہو لوگ نام رکھین — اس عشق کا روگ نام رکھین
بس میرے کیے کی لاج رکھنا — سیدھا اپنا مزاج رکھنا
یہ کہکے ہوئی خموش وہ گل — کچھ دیر تلک کیا تامل
پھر بولی یہ ٹھنڈی سانس بھر کے — آنسو ٹپکا کے آہ کر کے
ہی ہی مجھے کیا یہ ہو گیا ہی — دیوانی سڑن ہون کیا بلا ہی
یہ تو تصویر جانجان ہی — ای دل وہ مگر یہان کہان ہی
تصویر سے طالب سخن ہی — گویا نہین نام کو دہن ہی
یہ کہکے اٹھا جو دل مین اکدرد — بیٹھے بیٹھے ہوا بدن سرد
طاقت نے کہا سلام میرا — اب یان نہین کوئی کام میرا
پھر زور جو ضعف نے دکھایا — تیورا کے گری وہ چکر آیا
سنبھلی کچھ کچھ سنبھالنے سے — پر عشق ٹلا نہ ٹالنے سے
وحشت کا گذر ہوا قضارا — ویران وہ گھر ہوا قضارا
ہر سمت ہوا جو ہو کا عالم — خوف آنے لگا مکان سے پیہم
جھونکے کھاتی ہوئی ہوا سے — گلشن مین گئی محل سرا سے
سنبل کو سمجھ کے کاکل یار — الجھن مین پڑی وہ تو گرفتار
شمشاد پہ قد کا دھوکا کھایا — دل کھول کے سینہ سے لگایا

نرگس سے کبھی لڑاتی تھی آنکھ
جب یار کی یاد آتی تھی آنکھ

وہ نور کا گھر یہ بے بصارت
ظاہر ہے یہ فرق فی الحقیقت

سمجھی کبھی گل کو روے جانان
پر پائی نہ اُسمین بوے جانان

کھائے جو یہ تین چار دھوکے
چلائی یہ بیقرار ہو کے

یا ان آنکھون پہ پڑ گئے ہین پردے
اے باد صبا تو ہی خبر دے

یہ محو جمال یار ہون مین
یہ بیخود و بیقرار ہون مین

اپنے بیگانے مین نہین فرق
اسدرجہ ہون اُسکی یاد مین غرق

کر رحم تو ہی نسیم للّٰہ
اُس گل کی سنگھا شمیم للّٰہ

گو باغ تو پُر بہار ہے یہ
پر میری نظر مین خار ہے یہ

گلگشت مین سب کو دیکھ آئی
راحت نہ کسی چمن مین پائی

شبنم پہ تو اوس پڑ گئی ہے
صورت اُسکی بگڑ گئی ہے

سوسن نہین لب تلک ہلاتی
نرگس نہین آنکھ تک ملاتی

سنبل کچھ پیچ کھا رہا ہے
گل بل اپنا دکھا رہا ہے

سرکش ہے ہر ایک سرو و شمشاد
سُنتا ہے وہ کب کسی کی فریاد

بلبل ہے دید گل مین مشغول
خوشبو سے ہے اپنی مست ہر پھول

پتّے ہین تالیان بجاتے
طوطے ہاتھون کے ہین اُڑاتے

جنیا تیزی دکھا رہی ہے
سیولی خوشبو اُڑا رہی ہے

شبو دم صبح بھر رہی ہے
سجدہ ہر شاخ کر رہی ہے

پتّے پھل پھول شاخ ڈالی
انمین سے نہین ہے کوئی خالی

کس سے کہون حال زار اپنا
یان کون ہے دوستدار اپنا

تو کر اگر اتنی مہربانی
کچھ اُسکی خبر سُنا زبانی

واقف تو ضرور ہوئیگی تو
چھپتی نہین میرے گل کی خوشبو

ہر پھول مین ہے یہ بو اُسی کی
لپٹین ہین چار سو اُسی کی

یان آئی ہے وان سے ہو کے گیا تو
اِترائی ہے یون جو اے صبا تو

پایا نہ جواب جب تو بولی
گھوڑے پہ ہوا کے ہے صبا بھی

یان کوئی نہین جو کام آئے
اپنے سب ہو گئے پرائے

اِس باغ کی کیا ہو ابتری ہے
ہر آنکھ جدا جدا پھری ہے

توبہ یہان پھر خدا نہ لائے
بے دیدون کے پاس کون آئے

وحشت کے سبب ہولے لڑکر
گلزار سے پھیر پڑی بگڑکر

ابرو پہ گرہ شکن جبین پر
اک پل بھی نہ دم لیا کہین پر

اُکتا اُکتا کے غم سے ہر بار
پڑھتی تھی وہ اِس غزل کے اشعار

غزل

پوچھے وہ خود مجھے زبان سے
لاؤن تقدیر یہ کہان سے

جلتا نہین سینہ مین اگر دل
اُٹھتا ہے یہ پھر دھوان کہان سے

وحشت مین گئے تھے سیر کرنے
کانٹے چن لائے بوستان سے

عاشق کو ترے ستا رہا ہے
بدلا کچھ لے تو آسمان سے

سینے مین ہے تیرا عکس تصویر
بہلاتے ہین دل کو میہان سے

کیا راز دلی زبان پہ لاؤن
پہونچیگا ابھی کہان کہان سے

کیا خوب ہوا ظہور تاثیر
پتھر ہوئے بت مری فغان سے

تم بھی جا ہو اگر مری طرح
پردے اُٹھ جائین درمیان سے

بس نام کو دیکھے اک نشانی
منظور تھا ربط بے نشان سے

اعضا بچھے ہین جسم بیدل
یوسف چھوٹا ہے کاروان سے

دے دی گر ہمنے جان اک روز
بچھڑ گئے ہر ایک سے ہم ای ہوش
ہر شعر یہ بار بار وہ گل
گہ سوچتی باغ کی حکایت
کہتی تھی الجھ الجھ کے ہر بار
طبقہ یہ خزان سے کے ہو حوالے
قمری کو یہ سرو دار ہو جاے
سوسن کی زبان کو کوئی کاٹے
بلبل ہو اسیر دام صیاد
قمری کا ہو طوق تو گلوگیر
سنبل کو نصیب تازیانے
پھولون یہ یہان سے کے اوس پڑ جاے
سبزہ صف بزم مرگ ہو جاے
میلی ہو چاندنی پڑے خاک
فوارون کے بند ہون خزانے
گڑ جاے زمین مین یہ صنوبر
ناسور یہ داغ لالہ ہو جاے
ایسی چنبا کی ہو تباہی
مٹی مین ملے یہان کی خوشبو
ایسا کوئی ان پہ بوجھ ڈالے
ہو وقع یہ فاختہ کی کوکو

کیا پاؤ گے تم اس امتحان سے
ملنا ہے یہ ہجر جان جان سے
روتی تھی زار زار وہ گل
گہ کرتی نسیم کی شکایت
یہ باغ مری نظر مین ہے خار
ہتجائین یہ سب اکڑنے والے
ہر پھول برنگ خار ہو جاے
سانپ آکے یہان کی اوس چاٹے
جلدی یان سے اڑے یہ ناشاد
ہو موج ہوا سے پا بزنجیر
یان آسے سموم خاک اڑانے
جڑ سے اک اک شجر اکھڑ جاے
صد برگ ہزار برگ ہو جاے
سیوتی کا بدن بگڑ کے ہو چاک
نالے بلبل سے کے ہون ترانے
ہو خشک سموم سے گل تر
کالا یہ کوڑ یا لہ ہو جاے
ہوے یرقان اسے الٰہی
اڑتی نظر آئے خاک ہر سو
ان پیڑون کے پھوٹ پڑین یہ چھالے
انگارون کا ڈھیر ہو لب جو

جل جل کے ہوں خاک یاں کے اشجار
پھر نکلے نہ کوئی شاخ زنہار

جلجائے یہ آشیان بلبل
ہو آتش دوزخ آتش گل

ڈالی مین رہے نہ پھول کوئی
پھل یان سے نہو حصول کوئی

اُس دن سے ہوا یہ اُسکا دستور
منھ کرکے اُدھر نہ سوئی وہ حور

اُس باغ سے ایسی پھر گئی وہ
بھولے سے بھی وان نہ پھر گئی وہ

کانٹے شکوون مین رات ساری
سوئی نہ ذرا وہ غم کی ماری

گھر روتی تھی اپنی بیکسی پر
کڑھتی تھی اپنی بے بسی پر

جیون تون شب ہجر کی بسر وہ
تڑپی بستر پہ تا سحر وہ

فرقت کی وہ رات تھی بلا کی
تکلیف اُٹھائی انتہا کی

وہ نصف شب ایک سال کی تھی
افراط غم و ملال کی تھی

پہلی وہ شب تھی امتحان کی
منزل وہ غضب تھی امتحان کی

ناگاہ ہوئی سحر نمودار
گل ہوگئی شمع ماہ اک بار

نکلا گل صبح کھلکھلا کر
چھپنے لگے نجم جھلملا کر

اُٹھین جو چار دن وہ سوتے سوتے
دیکھا اُسے خوابگہ مین روتے

یہ دیکھکے بیچوا اس آئین
گھبرا کے وہ اُسکے پاس آئین

بولین کہ یہ کیا ہوا ای سمنبر
سوئین نہین شاید آپ شب بھر

اچھی نہین یہ تو بات صاحب
تھی آج تو پہلی رات صاحب

رو رو کے جو یون بسر کرو گی
کیا ہجر صنم مین جان دو گی

پوشیدہ تو اپنا حال رکھو
بدنامیون کا خیال رکھو

بہلاوے مین اپنے دل کو ڈالو
جس طرح سے ہو سکے سنبھالو

سالم رکھو حواس اپنے
آنے نہ دو غم کو پاس اپنے

گر طور یہی ہین رہینگے بیطور | کیا ہوتا ہے یہ تو تم کرو غور
رونے سے مآل کار کیا ہے | بیکار یہ نالہ و بکا ہے
کچھ گریہ کرے اثر تو رو ؤ | رونے سے ملے وہ گر تو رو ؤ
کیا عشق نہین کسی کو ہوتا | پر یون نہین اپنی جان کھوتا
بدنامیون کے سوا یہ دیکھو | انجام کا ماجرا یہ دیکھو
گر ہجر مین مر گئین قضا را | ارمان رہا دل ہین دل کا سارا
نہ وصل نہ دید یار ہوگی | وہ مرگ بھی ناگوار ہوگی
ایسی جو کرتے ہین جسارت | بے عقل وہ لوگ ہین نہایت
دل دیکے تو پہلے روگ لیلین | آخر کو پھر اپنی جان بھی دین
پھر دل کے دیے کا فائدہ کیا | اور روگ لیے کا فائدہ کیا
جب جان گئی تو رہ گیا کیا | پھر چاہ کہان کی عشق کیسا
اس عشق کو میری بندگی ہے | سب کچھ ہوگا جو زندگی ہے
لب تک آنے نہ پاے فریاد | دل اسکے خیال سے رہے شاد
تن آتش غم سے پھنک رہا ہو | اُف سے نہ زبان آشنا ہو

صحبت

گو آج نہین ہے صورت وصل | کل ہوگی ضرور نوبت وصل
کیون سو گئے خفتہ بخت ہم سب | کھاتے ہین یہی غم و الم سب
منھ دیکھو تو آئنہ اُٹھا کے | کیا شکل بنائی دل لگا کے
صورت بالکل بدل گئی ہے | جی جسم سے کیا نکل گئی ہے
چہرہ بھی ست گیا ہے سارا | نقشہ کچھ اور ہے تمھارا
برباد نہ یون کرو جوانی | کچھ دیکھو بہار زندگانی
اک دو ہی پہر مین ڈھل گئین تم | از سر تا پا بدل گئین تم

بس اٹھو زیادہ اب نہ بکواؤ
منہ دھوؤ نہ دل پہ میل کچھ لاؤ

کنگھی کرو بال ہیں پریشان
جوڑا بدلو یہ جلد اے جان

ہم جیتے ہیں گر تو اک دن
ہو جائیگی دید یار ممکن

گھبراؤ نہ اتنا اے سمن فام
تو تھوڑے دنوں تو صبر سے کام

آسان ہو جائیگی یہ مشکل
صدقے ہم اتنا ہو نہ بیدل

خاطر شکنی جو تھی نہ منظور
جوڑا بدلا اٹھی وہ رنجور

منہ دھو کے کنگھی چوٹی کرکے
بیٹھی مسند پہ بن سنور کے

حاضر ہوئیں پھر خواصیں آکر
تسلیم کی سب نے سر جھکا کر

پوچھا وہ سومری کدھر ہے
کی عرض کہ اسکے درد سر ہے

بچپنے سے اسکی رو رہی ہیں
کل رات سے جان کھو رہی ہیں

بلوایا تو وہ گئی بلانے
زہرہ نے کیے مگر بہانے

پیشانی دو ابھری دکھائی
ساتھ اسکے کسی طرح نہ آئی

غصے میں بھری پھری وہ خالی
کی عرض نہیں وہ آنے والی

کہتی ہے کہ درد اب سوا ہے
لرزہ سے بجا رہی ہوا ہے

فرمایا شفا دے رب باری
دلسوز ہے وہ بڑی ہماری

بس ہو کے اسی قدر یہ باتیں
گذریں وہ دن یہ تین راتیں

اب ماہ کے دل کو ہاتھ میں لیں
تا زہرہ کا راگ لا نہ دیکھیں

مہلت تو یہاں ہوئی نہ ممکن
ان اتنے میں آیا تیسرا دن

منگوا کے میانہ جھٹ وہ طرار
تڑکے سے ہو گئی بس اسوار

اس باغ سے تھوڑی دور تھا شہر
آئی جو وہاں وہ آفت دہر

شہزادی کی ماں کے پاس پہنچی
لیکن بالکل اداس پہنچی

گھبرائی وہ دیکھکر یہ انداز
پاس اُسکو نہ کچھ لحاظ آیا
الجھی تھی وہ سر جھکائے محجوب
کچھ اُسنے جو ناک بھون چڑھائی
بی بی بھی وہ بسکہ سن رسیدہ
جھڑکی دی کہ دور ہو یہان سے
پر دل مین لیے رہی وہ یہ بات
اک روز علی الصباح اُٹھکر
لڑکی تو یہان یہ ہو بھی جسم
دن سالگرہ کے آگئے ہین
سے آؤن مین آپ اُسکو جاکر
زہرہ کی ہوئی تلاش ہرچند
معلوم ہوا یہ آخر کار
یہ سُنکے چلی وہ مہ اُدھر کو
ناہید کی مان کو ساتھ لیکر
جب تک رہین راہ مین یہ خرم
پڑھ دو رہی المعرفت کی روداد
شب بھر تھی جدا اُنکی آنکھ جھپکی
بیتاب تھی مثل مرغ بسمل
رہ رہ کے پچھاڑین کھا رہی تھی
پوشاک کی دھجیان اڑا رہی تھی

پوچھا تو کیا در سخن باز
قصہ فرسا را سبق سُنایا
یہ یکتی تھی جسطرح سے مجذوب
آنکھون کی قسم جب اُسنے کھائی
ظاہر مین ہوئی بہت کشیدہ
کھٹا نہ یہ پھر سخن زبان سے
سوچا کی اپنے گون کی کچھ گھات
دایہ سے کہا کہ اے سمنبر
کل کہتے تھے مجھسے شاہ عالم
پنڈت صد قسم بتا گئے ہین
فرصت کرون یہ بھی دے دلا کر
لیکن نہ ملی وہان وہ پرفند
گھر اپنے چلی گئی وہ ہشیار
دایہ کے کیا سپرد گھر کو
اسوار ہوئی وہ یاسمن پر
لکھتا ہون اُدھر کا قصہ غم
اُس سر در تھی منتشر و ناشاد
شدت تھی وہ درد سے تڑپ کی
ابتر تھی کمال حالت دل
رو رو کر دریا بہا رہی تھی
پیٹی ہوئی چوڑیان بڑھا رہی تھی

گہنا بھی اُتار ڈالا سارا
سمجھاتی تھیں سب کی سب وہ ہرچند
وہ کہتی تھیں چوڑیان نہ توڑو
اسوقت نہ کچھ کہو خدارا
اسوقت یہ آخری ہی اُلجھن
گھبراؤ نہ تھوڑی دیر دم لو
للہ نہ میرے پاس آؤ
پھر چھو گیا ہاتھ گر کہین پر
کیون گھیرا ہی سب طرف سے کیا ہی
برہم تھا بہت مزاج اُسکا
ایک ایک سے وہ بگڑ رہی تھی
سب کو جو بُرا کہا زبان سے
پھر بھی اُسے فکر انتہا کی
کرتی تھی یہ اپنے دل سے باتین
کیا ہوگا مآل کار اسکا
انجام کی خیر ہو الٰہی
کہتی ہوئی اسطرح وہ گلرو
تنہائی جو بھا گئی وہان کی
گلگشت مین سب طرف وہ ٹہلی
پتّہ کہین باغ کا جو کھڑکا
بولی اِسوقت کیا ہوا ہی

اُلجھن ہوئی دم رُکا قضارا
پر سُنتی تھی کب کسی کی وہ پند
وہ کہتی تھی میرا ہاتھ چھوڑو
ٹھنڈا ہونے دو دل ہمارا
اب اچھی طرح سے ہوگا مدفن
پھر روؤن اگرچہ مین قسم لو
جاؤ جاؤ یہان سے جاؤ
ورنہ پٹکونگی اپنا سر زمین پر
قیدی سے مجھے کیون بنا رکھا ہی
تھا زور یہ اختلاج اُسکا
بیوجہ ہر ایک سے لڑ رہی تھی
ناہید بھی اُٹھ گئی وہان سے
کچھ سُدھ تھی نہ اپنے دست و پا کی
کہتی تھی بُری طرح سے راتین
ڈر ہی سب مجھے بار بار اسکا
حاصل نہو داغ روسیاہی
پہونچی گلشن مین مثل خوشبو
کرنے لگی سیر بوستان کی
لیکن نہ طبیعت اُسکی بہلی
کانپا سب جسم دل وہ دھڑکا
بیوجہ جو دل دھڑک رہا ہی

کسکا ہو ویگا سامنا آج — مشکل ہی جو دلگا تھا منا آج
گھبرائی بہت وہ غم کی ماری — یہ کہکے پھری بس ایکباری
زہرہ کو نہ سہ درسے مین پایا — پھر در کی طرف قدم اُٹھایا
بیٹھی تھین جہان یہ بی محلدار — پہونچی جیسے ہی وان یہ ایکبار
کچھ باتون کی درسے آئی آواز — پردے کے اُدھر سے آئی آواز
گھبرا کے جو کان اُدھر لگایا — یہ کہتے ہوئے کسی کو پایا
ہشیار برادران خبردار — آئین سحرکار ہان خبردار
بستر سے اُٹھی اُدھر محلدار — بھاگی یہ محلسرا کو ایکبار
گرتی پڑتی وہان یہ آئی — گھبرا کے سخن یہ لب پہ لائی
زہرہ نے کیا فتور رہی ہی — لو آئین بڑی حضور رہی ہی
ہی شرم اب انکے ہاتھ سب کی — عزت گئی انکے ساتھ سب کی
بس روچکین ابتو صبر فرمائین — کپڑے بدلین جو اس مین آئین
انکو تو وہ کیا بھلا کہینگی — لیکن ہمکو برا کہینگی
صحبت کا ہوگا نام بدنام — دھر دینگی ہمارے سر پہ الزام
کیونکر ہوگا یہ مرحلہ طی — بس آج قضا کا سامنا ہی
مین جاتی ہون اُنکو ساتھ لانے — یہ جانین اور انکا کام جانے
افسون یہ پڑھ کے اُسی گھڑی پری — گلشن مین چلی وہ مثل صرصر
پہونچی تھی ابھی نہ درتلک وہ — رستے مین ملین جو یکبیک وہ
استادہ ہوئی وہین یہ رک کر — دونون کو کیا سلام جھک کر
دونون مین سے ایک بھی نہ بولی — پیچھے پیچھے یہ ساتھ ہو لی
پوشاک بدل چکی تھی وہ گل — جا پہونچے جو سب یہ بے تامل

سنکر خبر ورود مادر — آئی وہ در محلسرا پر
تسلیم کو اسنے سر جھکایا — ماں نے اُسے چھاتی سے لگایا
بولی کہ ارے یہ کیا ہوا ہے — لڑکی کیوں تیرا حال کیا ہے
کچھ منھ سے تو بول خیر تو ہے — مجھسے بھی تو کہہ ملال جو ہے
کیوں تونے بنائی ہے یہ صورت — کیا ہو گئی تیرے منھ کی رنگت
کیوں شکل تری بگڑ گئی ہے — کس فکر میں زرد پڑ گئی ہے
کس چیز کا ہے خیال تجھکو — کس امر کا ہے ملال تجھکو
صدمے سے نہ یوں خموش رہ تو — جو بات ہو صاف مجھسے کہہ تو
بولی وہ کہ کیا بتاؤں اماں — کچھ ہو تو زباں پہ لاؤں اماں
حالت مری کچھ نہیں دگرگوں — جیسی تھی اب بھی ویسی ہی ہوں
ہاں دل میں ہوا تھا ایک دن درد — اُس روز سے ہو گئی ہوں کچھ زرد
بولی وہ دوا ہوئی کہا ہاں — اچھی ہوں مگر ہے جی پریشاں
مغموم ہوئی یہ سنکے وہ ماہ — بولی کہ کرو علاج للہ
ٹل جائیگا یوں جو ٹالتی ہو — پھر کیا جو مرض کو پالتی ہو
تھوڑا ابھی مرض بہت بڑا ہے — نادان ہو تمکو کیا ہوا ہے
ناہید کو پھر دیا یہ فرماں — چلنے کا کرو یہاں سے ساماں
سنبھلیگا تب مزاج انکا — جب ہوگا وہاں علاج انکا
تعجیل سے پھر اُٹھی یہ کہکر — بیعذر چلی وہ یاسمن بر
تھی حکم کی دیر بس فقط ان — موجود تھا سب طرح کا ساماں
لیکر بیٹی کو بے تامل — اسوار ہوئی وہ غیرت گل
اُنکی جب ہو چکی سواری — پھر اور بھی سب کی آئی باری

طے کرکے راستہ وہ سارا
پہونچی جا کر وہاں قضارا

جب آئی محل میں وہ عقیلہ
بولی اُس سے یہ کرکے حیلہ

جاتا یاں سے نہ اب کہیں اور
دیکھوں میں تو مزاج کے طور

اوجھل نہ مری نظر سے ہو تم
پہلو میں مثال دل رہو تم

یہ کہکے کیا اُسے نظر بند
بلبل یہ ہوا قفس کا دربند

گھٹنے لگی دل ہی دل میں وہ ماہ
یہ اور ہوا ملال جانکاہ

پر یاد نہ اُسکی تھی فراموش
رہتی ظاہر میں گو وہ خاموش

جب رہنے کا ہو گیا جو آزار
تجویز ہوئی یہ آخر کار

دکھلاؤ حکیم کو بلا کر
پلواؤ کوئی دوا بنا کر

سب کچھ ہوئی رفتہ رفتہ تدبیر
گویا ہوئی مگر وہ دلگیر

بدلی گئی پے بہ پے ٹھنڈائی
ہر روز نئی دوا پلائی

تدبیر کوئی اُٹھا نہ رکھی
اکسیر تلک بچا نہ رکھی

پر خاک ہوا اثر نہ ظاہر
دق ہو گئی وہ شکستہ خاطر

اک روز حکیم کو بلایا
رو رو کے وہ حال غم سنایا

بولا وہ کہ آپ ہوں نہ مغموم
ہوتا ہے قیاس سے یہ معلوم

تنہائی پسند ہے طبیعت
دیجیے اُنھیں اک مکان خلوت

بہتر ہے جو یوں سنبھل گئے طور
صورت کوئی ہوگی ورنہ پھر اور

اُسکا یہ غرض کہ اُسکے طور وہ ہوں
ہمجنس ہوں اُسکے اور وہ ہوں

مطلب تھا زبس اِس امتحان میں
بھیجا اُسے دوسرے مکان میں

جب پہونچی وہاں وہ غیرت گل
خالی پایا مکان بالکل

دل فرط ملال سے بھر آیا
رو رو کے ہر ایک کو ڈرایا

کی آنکھون سے سیل اشک جاری　　بولی یہ بصد فغان و زاری
وصل اُسکا نہ بے وصال ہوگا　　اپنا یونہین غیر حال ہوگا
اُٹھتی نہین اب مصیبت ہجر　　ہے شاق بکمال آفت ہجر
موت آئے تو اِس بلا سے چھوٹون　　ظلم و ستم و جفا سے چھوٹون
گل ہو یہ چراغ زندگانی　　تاراج ہو باغ زندگانی
جسطرح سے بیٹھتی ہون مین ہر روز　　بیٹھین یونہین مجھکو میرے لسوز
ہے ہجر یہ ستم یہ دُکھ یہ آفت　　قید اُسپہ یہ اور بھی قیامت
اب کیا ہے ذلیل بھی ہوے ہم　　جلدی تن سے نکل چکے دم
آئے کہین مرگ ناگہانی　　دنیا سے اُٹھے یہ سخت جانی
دو روز تلک رہا یہی طور　　جز گریہ نہ مشغلہ تھا کچھ اور
کچھ نکلی جو یون بھڑاس دل کی　　کم ہوگئی پھر تو یاس دل کی
بہلا دے مین اپنے دلکو ڈالا　　ہوش آیا تو آپ کو سنبھالا
شہزادی کو باحواس پاکر　　گھیرا سب ہمدمون نے آکر
چپ ہوگئی اک بلائین لیکے　　کہنے لگی اک دعائین دیکے
جی ڈرتا ہے اب یہان پہ آتے　　ہمکو نہین ایسے طور بھاتے
صورت یہ ہے جو ابتدا مین　　کیا ہوئیگا حال انتہا مین
صدمہ ہے یہ ہم بھی جانتے ہین　　کہنا بھی کسی کا مانتے ہین
کیا ہوگئی دشمنون کی حالت　　دو دن مین بدل گئی ہے صورت
منہ دھوؤ چمن کی سیر کو جاؤ　　باتین کرو ہنس کے دل کو بہلاؤ
گھٹ جائیگا چار دن مین یہ غم　　ملجائیگا زخم دل کا مرہم
اللہ مدد کریگا اے جان　　کیون کرتی ہو اپنی جان ہلکان

سنتی نہین تم کوئی نصیحت | واللہ یہ کیا بری ہے خصلت
ہنس بول کے تھوڑے دن گذارو | رو رو کے نہ اپنی جان مارو
کیا پاؤگی اپنی جان کھو کر | احمق نہ بنو عقیل ہو کر
للہ کسی کا کہنا مانو | دشمن نہین ہمکو دوست جانو
یہ کہتے نہین کہ عشق چھوڑو | یا دے صنم سے منھ کو موڑو
رہ تغافل کرو پر اے سمن فام | ہو جسمین نہ نام عشق بدنام
ہے خیر یہی رہو جو شر سے | سو عیب کرو مگر ہنر سے
کام اپنے نکالو سب دعا سے | جو کہنا ہو وہ کہو خدا سے
سنتا ہے وہ بیکسون کی فریاد | دیتا ہے ہر ایک کی وہی داد
بندہ پرور ہے وہ خداوند | رہنے کا نہین یہ کام بھی بند
ذات اسکی ہے قادر و توانا | آگاہ ہے اس سے اک زمانا
گر اسکی مدد شریک ہوجاسے | بگڑا ہوا کام ٹھیک ہوجاسے
سب کام بنے گا رفتہ رفتہ | پر چپ رہو ایک آدھ ہفتہ
رہنے کی کبھی نہین یہ مشکل | تدبیر سے ہم نہین ہین غافل
بیکار کڑھو نہ اب خدارا | لو ہنس دو کہ خوش ہو دل ہمارا
لب تک جو یہ اسکے بات آئی | وہ غنچہ دہن بھی مسکرائی
افسون مطلب کا پڑھ کے مارا | شیشے مین پری کو یون اتارا
ان باتون کی جب خبر ہوئی وان | سنکر ہوئے سب کے سب پریشان
بس جلد حکیم کو بلایا | احوال ادھر کا سب سنایا
بولا یہ سنکے وہ خردمند | کرتا ہون یہ عرض و نیمے سوگند
شادی کہین انکی جلد کیجے | دو روز بھی طول اب نہ دیجے

پر اُنسے بھی پوچھ بھیجے گا
بے اذن کبھی نہ بھیجے گا

یہ کہکے ہوا جو تسلیم رخصت
فکر اسکو ہوئی برائے نسبت

دن جا کے غرض کہ رات آئی
لیکن نہ کہین سے بات آئی

تشویش ابھی یہ تھی کہ ناگاہ
اک آئی خواص شاہ جم جاہ

کی عرض کہ کچھ کرینگے ارشاد
اسواسطے ہے حضور کی یاد

یہ سُنکے گئی وہان وہ ذیجاہ
جس قصر مین دیکھی جاتی تھی راہ

کچھ کہنے بھی پائی تھی نہ وہ گل
فرمایا جو شہ نے بے تامل

ہے دور یہان سے ایک سلطان
کچھ ملک ہین اُسکے زیر فرمان

طفل اُسکا ہے ایک حسین و خوشخو
نام اُسکا ہے تاجدار مہرو

اِس لڑکی پہ مبتلا ہوا تھا
بے سمجھے نکل کھڑا ہوا تھا

برباد رہا اسی طرح وہ
یان آنہ سکا کسی طرح وہ

ویرانون کی خوب خاک اُڑا کے
پہونچا پھر اپنے شہر جا کے

رد کا ہے اُسے وہان بدقت
لکھا ہے مجھے یہ خط بہ منت

دیتا ہون مین اک غلام لیجیے
اپنی لڑکی کو مجھکو دیجیے

منظور ہو تو شتاب لکھیے
قصد اور ہو تو جواب لکھیے

گر کہیے تو اُسکو بھیجدون مین
یا ساتھ یہان سے خود چلون مین

اب کہنا ہے جو تمھین کہو تم
ہان نا کا جواب جلد دو تم

وہ بولی کہ مجھکو تو ہے منظور
ہو جائے یہ امر حسب دستور

خط لکھیے بکمال ذوق سے آپ
بلوائیے اُسکو شوق سے آپ

نسبت ٹھہرائیے خوشی سے
شادی کر دونگی مین ابھی سے

کل بھیجیے بشب بخیر قاصد
پر جائے مثال طیر قاصد

پھولوں نہ خوشی سے پھر سمائی | ہنستی ہوئی وہاں سے وہ گل آئی
جب اپنی جگہ پہ کین وہ باتین | سوسن نے بھی سب سنی وہ باتین
نسبت کے قرار پانے کی بات | مشہور ہوئی غرض اُسی رات
وہ منتظر لقائے جانان | یہ سُنکے بہت ہوئی پریشان
پر عشق کی جب خبر سُنی یہ | سمجھی کہ نہو کہین وہی یہ
القصہ ہوئی سحر مع الخیر | خط لیکے چلا قاصد سبکسیر
یان گل پہ نسیم نے کھلایا | زہرہ کو الگ الگ بلایا
آئی تو یہ دی نوید اُسکو | خود دے دیا گھر کا بھید اُسکو
شہزادی کے پاس اُسکو لائی | کہ سُنکے خطا بھی بخشوائی
دل مل گئے چار دن مین پھر تو | ہل مل گئے چار دن مین پھر تو
ہو صاف دلون کی کیا لڑائی | دو روز مین ہو گئی صفائی
اسطرح سے جلد ہو گیا میل | جسطرح سے بچپنے مین ہو کھیل
گذرا یونہی الغرض جو اکماہ | پلٹا قاصد اُدھر سے ناگاہ
سلطان سے ملا وہ تیز رفتار | دے کر یہ خبر کیا خبردار
خوارزم کے سارے قافلہ کا | ہر جمعہ کا روز داخلہ کا
جب آیا محل مین شاہ جمہور | بی بی سے بھی سب کیا وہ مذکور
تھے اور ہی پھر تو کارخانے | ہر جا لگے بجنے شادیانے
طبلے کی صدا نے سر اُٹھایا | ڈھولک الگ اپنا راگ لایا
سارنگیون سے غلاف اُترے | سُر چڑھ جو گئے تھے صاف اُترے
نیچے نیچے سُرون مین گایا | اونچے اونچون نے منھ چھپایا
سرگرم تھی مشتری فلک پر | زہرہ کو تھی تھرتھری فلک پر

سنگت نے جو کچھ مزا دکھایا ۔ پھل اسکا کچھا وجی نے پایا

پہونچی یہ خبر ادھر بھی جس دم ۔ دل شاد ہوئی وہ کشتۂ غم

کچھ روز یہان رہا یہ اسلوب ۔ سلطان سے جو ملا وہ مطلوب

کوٹھے پہ چڑھے سب اونچے نیچے ۔ خالی ہوا گھر بھرے دریچے

گھبرائی یہ سُنکے ماہ سیما ۔ نرگس کو کیا نگہ سے ایما

تصویر کو لیکے وہ سمن فام ۔ افتان خیزان چلی سوے بام

پہونچی تو اسے اُسے ملایا ۔ اصلی نقلی کا فرق پایا

پلٹی مایوس ہوکے وہ گل ۔ بولی یہان آکے بے تامل

ظاہر ہے رنگ ہے جہان کا ۔ ہو فرق زمین و آسمان کا

ان سب کو تو ہے پسند آیا ۔ یان پھولی بھی آنکھ سے نہ بھایا

رنگ اُڑ گیا جب سُنی یہ روداد ۔ گھبرائی وہ تو اسیر ناشاد

صدمہ جو ہوا دل حزین پر ۔ تیورا کے گر پڑی زمین پر

چلائی کہ لو پھرا مقدر ۔ لو بنکے بگڑ گیا مقدر

دل سب کا الم سے خون کرونگی ۔ مر جاؤنگی پر نہ ہون کرونگی

کھانا نہ کسی کا بھی سنونگی ۔ کچھ کھاکے ہین اپنی جان دونگی

نرگس نے کہا کہ جان کیون دو ۔ بدنامی تم اپنے سر پہ کیون لو

کیا تمنے نہین سُنا ہے ایجان ۔ جو کہہ گئے ہین حکیم ذیشان

بے ہون کیے کچھ نہوگا واللہ ۔ گھبراؤ نہ اسقدر تم ایماہ

یہ ذکر تھا جو نسیم آئی ۔ بولی کہ ابھی خبر یہ پائی

مل ہو گئے سارے امروان تو ۔ اب آتے ہین اپنے پیچھے کو

یہ کہہ نہ چکی تھی وہ ہوا خواہ ۔ جب آگئے سب وہ لوگ ناگاہ

چپ ہو گئی وہ تو سر جھکا کے
سب بیٹھین وہ اُسکے گرد آکے
تمہید اُٹھا کے ابتدا سے
دھمکا کے عتاب بادشا سے
سمجھایا کہ ہے یہ ہونی آئی
اس امر مین کچھ نہین بُرائی
کچھ شرم کی جا نہین مرجان
سب راضی ہین کہہ و شوق سے ہان
تک تک کے ہر اک نے سر پھرایا
پر اُس سے جواب کچھ نہ پایا
ہان کہنا جو تھا خلاف بالکل
مُنہ کھولا نہ مثل غنچۂ گل
بولی نرگس وہ سب جو جا لین
اک چپ سے نے سب بلائین ٹالین
جا کر ملکہ کو جب سُنایا
سر فکر مین اُسنے بھی جھکایا
اک بولی وہ ہے غیور واللہ
پھر جا کے کہینگے اے حضور واللہ
ہرگز نہین جائے فکر کی ہے
لڑکی کہین مُنہ سے بولتی ہے
وہ بولی کہ یہ تو سب بجا ہے
پر مجھکو خیال یہ بڑا ہے
تقدیر سے تو نہین ہے لہنا
پیش آئے حکیم کا نہ کہنا
اک بولی یہ وسوسہ بُرا ہے
کیا کچھ وہ خدا کا دوسرا ہے
لڑکا بھی نہین جو ہو یہ دہشت
کر لے کہین دوسری نہ عورت
لڑکی کیطرف غلط گمان ہے
اور لڑکی بھی وہ جو بے زبان ہے
ہے آپ کے حکم کی وہ پابند
کس وجہ سے وہ نہین رضامند
کم گوئی یہ اُسکی جانتی ہین آپ
کیون دل مین یہ دھیان لاتی ہین آپ
سمجھا سکیے سب اُسکو ہرچند
راضی ہوئی یہ نہ وہ خردمند
جب شام کو آئے ظل سبحان
گھبرا کے یہ سب چلین جہان ان
سلطان سے اُنے کہا اکیلی آئین
کچھ عورتون کو نہ ساتھ لائین
دوڑی یہ سُنکے اک پریزاد
لائی اُنھین جا کے حسب ارشاد

انا چھو چھو دُدا کھلائی | پھر ایک حضور شاہ آئی
اک اک نے بلائین دور سے لین | پھر سب ملکہ کے گرد بیٹھین
بولا یہ بادشاہ خوشخو | اس وجہ سے ہے بلایا تمکو
لڑکا یہ تمھین پسند آیا | لڑکی سے کیا جواب پایا
وہ بولین کہ دونون امر ہین نیک | بیوی کو مگر ابھی ہے شک ایک
فرمایا کہ اسنے یہ عجب ہے | وہ بولی کہ اسمین اک سبب ہے
ہان منھ سے نہ جب تلک کہیگی | شادی بنیک بڑھی رہیگی
وہ بولا کہ مین تو ہونگا بدنام | بوجھ تمھین سبب سے ہے کام
ہرگز نہ سنونگا ایک بھی مین | دیکھونگا نہ روز نیک بھی مین
کچھ ہان کی مجھے نہین ضرورت | ناسمجھے مین اب اور ہوگی عجلت
وہ بولی کہ پہلے سُن تو لیجے | پھر دل مین جو ہو وہ آپ کیجے
میری نہین اسمین کچھ خطا ہے | یہ حکم حکیم نے دیا ہے
ہم آپ کہا کرین زبان سے | مطلب ہے فقط اُسی کی ہان سے
طول اسمین اگر دیا بھی تو کیا | جبراً قہراً کیا بھی تو کیا
اک دن کی نہین یہ بات صاحب | اک عمر کا ہے یہ سات صاحب
بولا وہ کہ پھر نہ مجھ سے کہنا | تم حکم حکیم ہی پہ رہنا
نقل اُسنے جو غیظ کی بنائی | جھنجھلا کے وہان سے یہ اٹھ آئی
جب غر کر ہوا محل مین آکر | پہونچی یہ خبر اُدھر بھی جاکر
اس حسن بیان سے خوش ہوئی وہ | اس بات پہ ماسنے خوش ہوئی وہ
سوسن نے کہا یہ شاد ہوکر | اب شادی سے کچھ مجھے نہین ڈر
اڑی ہوئی ہین حضور اب تو | ہے ہمسے ہو بلا یہ دور اب تو

در گور وہ انکی شکل و صورت — زوج اُسکی ہوا اُنکے ساتھ نسبت
نرگس نے کہا خدا نہ کردہ — تو یہ یہ کہان کہان وہ بردہ
وہ زرد یہ آفتاب تابان — وہ ریگ سوان یہ قطب دوران
سوچا بھی نہ کچھ ہوا وہ بدذات — کیا کہتا ہون چھوٹا منھ بڑی بات
زربافت مین ہو گزی کا پیوند — مانے گا اُسے کوئی خردمند
نسبت نہین ماہ اور کتان مین — ہو فرق جہنم و جنان مین
یہ مہر وہ نقف وہ خار یہ گُل — یہ نور و ضیا وہ نار بالکل
نوکر یہان ویسے ہین سپاہی — کچھ خیر ہو مرد واہی واہی
نسبت اُسے کیا ہی ابن قمر سے — صدقے مری ایڑی چوٹی پر سے
کچھ مست سے ایاغ بھی ہی — تھوڑا خلل دماغ بھی ہی
پر پیچ ہی یہان کسی کی گفتار — دیوانہ بکار خویش ہشیار
جسطرح نہین یہ حور راضی — ہووین نہ بڑی حضور راضی
زہرو نے کہا غضب کی جا ہی — بلوا اے ہوے مین عیب کیا ہی
بولی یہ نسیم ماہ پارا — مانا کہ وہ عرش کا ہی تارا
ان آنکھون مین پر نہین سماتا — ہم مین سے نہین کسی کو بھاتا
وہ بولی کہ پھر طلب تھی بیکار — بس تھی تصویر بہر دیدار
تصویر فقط جو آئی ہوتی — تو کاہے کو یہ بُرائی ہوتی
وہ بولی کہ ہان یہ اُنسے کہیے — بلوایا جنھون نے اُنکو گھر سے
ہمسے جو وہ سب صلاح لیتے — ہی ہمتو جواب صاف دیتے
وہ بولی کہ یہ بھی جانے دیجے — انجام اب اسکا غور کیجے
شادی کی جو کچھ ہوئی نہ صورت — کیا ہونا ہی یہ تو کہیے حضرت

وہ بولی یہ فکر وان ہی موجود
مارا چہ ازین خیال بے سود

بگڑے کہ بنے ہمین غرض کیا
دیکھینگے جو ہوئیگا تماشا

بولی سوسن کہ ہان بجا ہی
پر انکو اُدھیڑ بن یہ کیا ہی

حاضر مین نہین ہی کوئی محبت
بسم اللہ نکالین دل کی حسرت

مطبوع ہو گر تو ہمسے کہدین
قربان کیا تھا شوق سے لین

پرہیز آپس مین کیا ہی اے بی
آخر وہ دوا ہی کس مرض کی

بولی وہ کہ واہ نوج درگور
بی تم تو بہت ہوئی ہو منہ زور

کچھ خیر ہی تو حواس مین آؤ
تم آپ نہ اپنے کام مین لاؤ

کیا خوب ہو تم کہان کی چوکھی
صحبت مین بیتا ہی نہین انوکھی

نرگس نے کہا بگڑ لی کیون ہو
کیا بات ہی تو یہ لڑتی کیون ہو

سمجھے کہ ہی ظاہری یہ نفرت
رکھتی ہو مگر دلی محبت

ایسا بھی ہو گر تو عیب کیا ہی
کب دل سے کسی کا بس چلا ہی

وہ بولی کہ بس ہٹو یہان سے
کہا بیٹھونگی مین بھی کچھ زبان سے

تم آپ ہی ہو گی عاشق زار
کرتی ہو مری بلا انھسے پیار

جو دوڑی گئی ہو دیکھنے کو
اس چاہ کو اُسکی دل سے پوچھو

بولی ملکہ سے پھر وہ خوشخو
سمجھائیے اے حضور انکو

ہین کون یہ طعنے دینے والی
کیا کچھ ہی یہ میری چھیڑ نکالی

پھر مین بھی نہ چپ رہونگی واللہ
اک سانس مین سو کہونگی واللہ

دکھلائے جو اُسنے چشم و ابرو
چپ ہوگئین سب کی سب وہ خوشخو

بولی یہ مگر نسیم اک بار
غصہ کی تو جا نہین ہی زنہار

باتین تھین یہ سب بے تکلفی کی
رمزین تھین فقط یہ دل لگی کی

نرگس نے کہا کہ جانے بھی دو
اب اور ہی کوئی ذکر چھیڑو

سوسن نے کہا کہ یہ تو بتلاؤ
اب پوچھین تو کیا کہین یہ فرماؤ

جب تک ہو بڑی حضور کو کد
اُس روز تلک ہے یہ بلا رد

جسوقت ہوئین وہ نسیم راضی
پیش آئیگا پھر وہ حال ماضی

ہو قہر وستم کا سامنا پھر
دشوار ہے اُنکا تھامنا پھر

پھیر کوئی بتاؤ مجھکو
کیا دوگی جواب سوچ رکھو

اک بولی کہ کیا بتائین ہم آج
تشویش بہت بڑی ہے واللہ

مختل ہین یہان حواس اپنے
ہے کون مشیر پاس اپنے

نرگس نے کہا کہ ہم بتائین
اسوقت حکیم پاس جائین

ذہرا ئین یہان کا حال سارا
لیکن یہ کنایہ و اشارا

ثابت ہو اُسپہ یہ کسی طور
بھیجا ہوا ہے وہ یا کوئی اور

انجام کا پاس کرکے جائین
مردانہ لباس کرکے جائین

فی الواقع ہے وہ مرد دانا
شاید کام آئے وان کا جانا

اک بولی کہ کون جائیگا پھر
تجویز اُسے کرو تو آخر

وہ بولی اگر مین اذن پاؤن
آنکھون سے سوئے حکیم جاؤن

بولی ملکہ کہ کوئی جائے
کام اپنا مگر نکال لائے

اک بولی کہ جلد ہی آئے گا
رستہ نہ بہت دکھائے گا

نرگس جو یہ پاگئی اشارہ
تبدیل کیا لباس سارا

یون آئی لباس کے وہ اندر
ظلمات مین جسطرح سکندر

پردہ تھی وہ شب جو رکھنے والی
کاندھے پہ سیاہ شال ڈالی

نکلی تو کسی طرح دگھر سے
واقف تھی مگر نہ رہ گذر سے

تشویش مین ہر قدم اُٹھاتی — چلتی کبھی تھک کے بیٹھ جاتی
جاتی تھی جدھر یہ غم کی ماری — آئی پہلو سے اک سواری
پوچھا تو کھلا یہ بھید اکبار — خود اُسمین حکیم جی ہین اسوار
یہ سنتے ہی مسکرائی وہ گل — دوڑی ساتھ اُسکے بے تامل
رستے سے سدھاری نا امیدی — دکھلا گئی رُخ کو روسفیدی
جو گھر سے ہین خالصاً نکلتے — پاتے ہین مراد راہ چلتے
کرتا ہو کریم کارسازی — کم ہوتی ہو راہ کی درازی
مشکل مین نہ آدمی ہو بیدل — ملتا ہو یم طلب کا ساحل
طی راہ ہوئی تو آخر کار — یکجا ہوے دونون وہ خوش اطوار
دُہرایا بیان کا واقعہ سب — پر موجز و مجمل و مذبذب
بولا وہ ارسطوے زمانہ — آلودۂ غم ہو یہ فسانہ
ثابت ہوا ہمکو اس بیان سے — محزون ہو وہ سوزش نہان سے
ہو عشق کسی کا سر پہ اسوار — بیوجہ کبھی نہین یہ انکار
جسطور سے یہ کہا ہو احوال — دُہراؤ اب اُسکے عشق کا حال
ناچار سنائی وہ کہانی — جو یاد تھی ماہ کی زبانی
اول تو وہ قصہ ہی تھا مرغوب — اور دوسرے اِسنے بھی کہا خوب
بولا وہ کہ بس بر آیا مطلب — اک بات کہون اسی مین سے اب
سمجھا مین یہ سرگذشت ساری — امید بر آئی اب تمھاری
بتلاؤن مین اک سوال تمکو — شہزادہ سے تم وہ جاکے پوچھو
قاصر جو ہوا جواب سے وہ — معتوب ہوا عتاب سے دکا
سلطان کا بھی اُسپہ قہر ہوگا — مردود تمام شہر ہوگا

سمجھی وہ حکیم جی کی یہ بات
وہ بولی کہ آپ کیجیے تکلیف
ہوا کے کسی کو حال سنیے
یا آپ کو وان بلائینگی وہ
اسوقت تو آپ کیجیے ارشاد
ہو اک تو زمانہ پر سر جنگ
یہ ہو غضب دکھائیگا پھر
بولا یہ سر آپ حکیمان
تھا آج تو میرے آنے کا دن
تم عیش و طرب مین شب گذارو
مشکل وہ کرون سوال آکر
کہنا سنے دو اتنی شب مع الخیر
برخاست ہوئی غرض وہ صحبت
شادان تھی نہیں وہ غیرت گل
یان سب کو تھا انتظار نرگس
ناگاہ وہ پیک تیز رفتار
سنے کان اُسی طرف کو سب کے
اک بولی کہ ہو صدائے نرگس
پوچھا تو کہا کہ آدمی ہو
انک ایک سے آنکھ اُدھر لڑائی
پوچھا تو بیان کی وہ روداد

شرح اسباب والعلامات
لیجائیے وان ضرور تشریف
پھر نبض سے کے دیکھنے کو کہیے
یا سے لیکے خود انکو آئینگی وہ
اور ہمکو نہ کل تلک رہے یاد
اور دوسرے وقت ہو بہت تنگ
پھر کون جو دن کو آئیگا پھر
مین آنکھون سے اپنی جاؤنگا وان
مہلت ہی مگر ہوئی نہ ممکن
آرام سے اپنے گھر سدھارو
سوجھے نہ جواب زندگی بھر
کل صبح کو اسکی دیکھنا سیر
وہ گھر مین گیا ہوئی یہ رخصت
معلوم ہوئی نہ راہ بالکل
آنکھین تھین امیدوار نرگس
پہونچی تو سنائی سب کو گفتار
آواز یہ سنکے چونک اُٹھے
کوئی نہین ماسوائے نرگس
بولی ملکہ کہ ہان وہی ہو
ناگہ وہ سیاہ پوش آئی
خوش کر دیے سب کے [illegible]

کچھ کہنے مین ہو گیا کم و بیش ‏ — ‏کچھ جان کے کر گئی پس و پیش
القصہ اُتار کر وہ پوشاک ‏ — ‏باہر ہوئی جامہ سے وہ بیباک
تھی نصف سے بھی گذر گئی شب ‏ — ‏سونے گئے خاصہ کھا کے وہ سب
تھی عیش و طرب کی بسکہ وہ رات ‏ — ‏اُس رات کا کاٹنا تھا کیا بات
ناگہ ہوئی بزم نجم برہم ‏ — ‏زاہد کا ہوا خروس ہمدم
مرغان چمن بھی چہچہائے ‏ — ‏حمد اپنے خدا کی لب پہ لائے
چلنے لگی باد صبح فرفر ‏ — ‏غنچے ہوئے سارے پھول کھلکر
خورشید جو جلوہ گر ہوا تھا ‏ — ‏بے نور رخ قمر ہوا تھا
آئی گئی جب نسیم گلزار ‏ — ‏آہٹ سے ہوئی وہ ماہ بیدار
باقی تھے جو آسمان پہ تارے ‏ — ‏صدقے اُسپر سے سب اُتارے
القصہ ہوا جو روز عشرت ‏ — ‏جاگا وہ مہ سپہر حکمت
دن چڑھنے سے بیقرار ہو کر ‏ — ‏وعدے پہ چلا سوار ہو کر
پر آیا نہ یان وہ اشرف الناس ‏ — ‏پہلے گیا تاجدار کے پاس
دی پہلے تو اُسنے اِسکو کرسی ‏ — ‏پھر بعد ہوئی مزاج پرسی
پوچھا کہ ہے کب تلک وہ تقریب ‏ — ‏یا راے مین کچھ ہوئی ہے تقلیب
وہ بولا کہ مین نہین ہون آگاہ ‏ — ‏کیا رکھتے ہین قصد شاہ جمجاہ
اب فکر مجھے بھی ہے زیادہ ‏ — ‏کھلتا نہین اُنکا کچھ ارادہ
یہ بولے کہ کچھ نہین ہے تاخیر ‏ — ‏مانجھے کی تو ہو رہی ہے تدبیر
پر یہ تو ہو مجھسے صاف ارشاد ‏ — ‏بنیے گا حضور خانہ داماد
وہ بولا کہ یہ تو ہے نئی بات ‏ — ‏کیون ملینگے والد خوش اوقات
یہ بولا کہ یہ بھی دور کیجے ‏ — ‏اس بات کا اب جواب دیجے

یہ شادی جسمین ایک شرط یہ ہی
وہ بولا کچھ اور ہی کہا جی
حل سیکیجے گا گر سوال اُنکا
بے اِسکے ہی عقد غیر ممکن
ٹیڑھا ہی بہت سوال واللہ
اِن باتون کے بھی سوا ہی اک بات
سایہ بھی ہی جن کا اُس پری پر
کیا تاب کوئی جو کر سکے بات
بے اذن کوئی چلا تو جائے
ہوش اُسکو نہین ہی تن بدن کا
تاخیر کی اِس مین ہی یہی بات
آغاز کا اپنے سُنکے انجام
آسیب کا ذکر سُنکے بھڑکا
بولا کہ بلا کا سامنا ہی
افسوس یہ دل کہان یہ آیا
ہر طرح سے جان کو ہی مشکل
مان باپ کو مُنھ دکھاؤنگا کیا
بولا یہ حکیم ذی کیاست
گر دیجیے گا جواب شافی
گھر اپنا ہی بس مکان جانان
وہ بولا کہ ہان یہ سب تو سچ ہی

اُسکی بھی کچھ آپ کو خبر ہی
کچھ پوچھینگی پہلے شاہزادی
تو دیکھیے گا جمال اُنکا
سُن لیجے گا جائیگا جس دن
رکھیے گا ذرا خیال واللہ
غم جسکا ہی بادشہ کو دن رات
ڈرتا رہتا ہی جس سے گھر بھر
کیا دخل جو ہو سکے ملاقات
جس گھر مین ہی وان ہوا تو جائے
کچھ خوف نہین ہی مرد و زن کا
اور اِسکے سوا نہین کوئی بات
کچیا گیا بس وہ عاشق خام
بی شادی سے ڈر گیا وہ لڑکا
آسیب کا زور تھامنا ہی
کیا مجھکو بُری جگہ پھنسایا
بدنامی ہی دا ایسی مین حاصل
جاؤنگا تو خالی جاؤنگا کیا
رہنے مین تو کچھ نہین قباحت
رخصت کو وہ جن کی ہو گا کافی
اغیار کا پھر گذر کہان وان
ہی تاب قیام بھی تو کچھ شی

ہاں ہو گئی عقل میرے پر آن | اب دینا ہی کیا جواب آسان
قسمت مین مگر یہی تھا تحریر | دیکھینگے دکھائیگی جو تقدیر
بیفکر کو دے کے فکر جانکاہ | دربار کی لی حکیم نے راہ
ضغطہ مین تو اسطرف پڑا وہ | سلطان سے اپنے آملا وہ
کچھ دیر ٹھہر کے حسب دستور | ڈیوڑھی پہ گیا کمال مسرور
پچھوایا محل مین خیریت ہی | بولا کوئی خیر و عافیت ہی
آواز حکیم کی جو پائی | ناہید کی ہان قریب آئی
بولی کہ کہان تھے بندہ پرور | سرکار نے یاد کی مکرر
معمول مین بھی ہوا ہی جو فرق | کس کام مین آپ رہتے ہین غرق
کی عرض بجا ہی سب یہ ارشاد | بیشک ہوئی ہوگی کل مری یاد
فرمائیے آپ تو اب اتنا | شہزادی کا ہی مزاج کیسا
شادی کا کب تلک ہی سامان | مشکل ہوئی پوچھنے کی آسان
اذن اُنسے بھی آپ نے لیا تھا | پوچھا تو جواب کیا دیا تھا
وہ بولی کہ ہان ہزار پوچھا | ایک ایک نے بار بار پوچھا
پر بولی نہ مُنھ سے وہ پریزاد | کچھ اچھا بُرا کیا نہ ارشاد
وان بگڑے ہوے ہین شاہ عالم | سرکار ہین اسطرف کو برہم
یہ آپ کے حکم کی ہین پابند | اس بات پہ وہ نہین رضامند
اس موقع پہ کام آئیے آپ | تدبیر کوئی بتائیے آپ
وہ بولا جناب من بہت خوب | فرمائیے اب نہ مجھکو محجوب
کام آؤن مین کیا مجال و طاقت | مین کون ہون کیا مری لیاقت
مجھ ایسے ہزار ہین ملازم | ادنےٰ ہی یہ کمترین خادم

تشویش بس اسقدر نہ کیجے — پہلے مجھے وان تو بھیج دیجے
ہون آؤن ذرا اُدھر بھی جا کر — پھر عرض کرون بیان مین آکر
تھی باغ سے اُس محل کی جو راہ — موعود وہان جو پہونچا ناگاہ
تھا وعدے کا اک خیال سب کو — تھی منتظری کمال سب کو
آیا تو خبر یہ اندر آئی — نرگس گھبرا کے در پر آئی
کی آ کے حکیم سے ملاقات — دُہرائی سب اُس نے رات کی بات
وہ بولی کہ کون تھا وہ حضرت — کیا تھا لباس کیسی صورت
بولا وہ یہ سُن کے کر تبسم — گویا پردے مین جسطرح تم
چُپ ہو گئی سُن کے یہ وہ طرار — سمجھی کہ سمجھ گیا یہ ہشیار
یہ سوچ کے بات کاٹ ڈالی — بولی کہیے مزاج عالی
بولا وہ کہ شکر ہے خدا کا — ہر روز ہے سامنا قضا کا
سو سے بھی زیادہ ہو چکا سن — چلتے پھرتے ہین اور کچھ دن
ہر دم یہ ہے اب تو دم شماری — آنے کو ہے آج کل سواری
جو آپ نے مزاج کا ہے احوال — ہے اور کسی کا بھی یہی حال
شادی مین ہوا ہے غم کسی کو — وے آگئے ہین فکر ہم کسی کو
اس بات پہ اُسنے کی جو تسلیم — پھر اُسنے کیا سوال تسلیم
آیا وان سے وہ اپنی جا پر — یعنی کہ در محل سرا پر
ناہید کی مان کو پھر بلایا — پوچھا اُسنے تو یون سُنایا
اچھی صورت ہے چشم بد دور — اُس مہ کو ہے جان و دل سے منظور
پر عقل سے یون ہوا ہے ثابت — ہو جو نہین وہ ماہ ساکت
خاموش جو ہے اُس التجا پر — موقوف رکھا ہے اک بنا پر

اس بات کو امتحان کیجے — تشخیص ہماری دیکھ لیجے
یہ کہکے چلا وہ سوئے دربار — اٹھ آئی وہان سے یہ خوش اطوار
رستے مین ملا جو شہر سے وہ پیر — کی پہلے یہ دست بستہ تقریر
کچھ عرض کریگا یہ نمک خوار — خلوت لیکن ہی اسکو درکار
یہ سنتے ہی ساتھ والے سرکے — در بند ہوے ادھر ادھر کے
بولا وہ بزرگ دور اندیش — اس عقد مین جو ہوا ہی پیش
معلوم ہوئی جفر سے یہ بات — انکا انکا یہ انہین سات
سو طرح سے ہون خطاب انسے — ملنے کا نہین جواب اسنے
جو دل مین ہی انکے راز مخفی — آگہ نہین اس سے گھر مین کوئی
جب تک نہ وہ راز ہوگا افشا — ہونے کا نہین یہ جشن برپا
پوچھیگا کوئی جو وجہ انکار — ہو جائیگا بس وہ راز اظہار
تحقیق کو اسکی یان جو آیا — جو دیکھا تھا ٹھیک ٹھیک پایا
پوچھوائی جو مین نے وجہ انکار — لائی یہ پیام اک پرستار
کردے جو مرے سوال کو حل — آسان پھر ہی ہر ایک مشکل
مین نے جو کہا سوال کیجے — فرمایا کہ اپنی راہ لیجے
جب مجکو ہوئی جواب سے یاس — فوراً گیا تاجدار کے پاس
کچھ ذکر ادھر ادھر کے کرکے — سب واقعہ کہکے راہ بھر کے
بولا مجھسے وہ غیرت گل — ہی عقد مین کسلیے تامل
مین نے کہا کر دو یہ تو ارشاد — حضرت کے بنو گے جنانہ داماد
بولا کر لونگا یہ گوارا — والد کا اگر ہوا اشارا
مین نے کہا یہ بتاؤ للہ — ہو انکے سوال سے بھی آگاہ

پوچھا کہ ہی وہ سوال کسکا
سب کہدون امور اصل وزائد
بے اذن جو کوئی جاے گیا جان
بولا کہ یہ طرفہ ماجرا ہی
مین نے یہ دیا جواب فی الفور
اُس مرد جوان سے آج یہ بیر
پوچھے جو حضور سے وہ خوش ذات
فرمایا کہ دل سے یہ رکھو دور
یہ کہکے گیا محل مین وہ شاہ
ناہید کی مان نے وان یہ جاکر
بولی ملکہ کہ آزماو
اُٹھین یہ سُنکے اُنمین دو چار
خدمت مین ہوئین جب اُسکے حاضر
لیکن بولی نہ مُنھ سے وہ گل
چھینٹے دیدے کے گو اُبھارا
حجت سے ہوا بگاڑ آخر
سوسن نرگس نے اُنکو گھیرا
نرگس نے جو پوچھا مسکراکے
بولی وہ کہ صاحبو یہ کیا ہی
لو ہمسے سُنو ادھر پھرو تم
بولین کہ کہو کہا کہ دم لو

مین بولا نہین جواب جسکا
الزام نہ تاکہ پھر ہو عائد
سنتا ہون کہ جسکا ہی گذر وان
اسوقت جو آپ سے سُنا ہی
کیا کیا سُنیے گا آپ ابھی اور
گر آیا ہی اس طرح کی تقریر
جھوٹی نہ پڑے غلام کی بات
تکذیب ہمین نہ ہوگی منظور
گھر اپنے چلا یہ مرد ذیجاہ
سب حال بیان کیا سراسر
کیا ہرج ہی پوچھنے کو جاؤ
اس کام کے جو کہ تھین سزاوار
سب کو کیا راز دل سے ماہر
غنچہ گل کا کھلا نہ بالکل
دم پر نہ چڑھی وہ ماہ پارا
ہونے لگی چھیڑ چھاڑ آخر
شہزادی نے مُنھ اُدھر سے پھیرا
ہنس دی وہ کچھ آنکھ سی بناکے
کیون بات کو طول دے رکھا ہی
دل تنگ کسی سے اب نہو تم
شک ہو تو نہ کہنے کی قسم لو

خاطر انکی اگر ہے منظور — کیون ہوتی ہو تم ملول و رنجور
راضی ہین بس ایک شرط پر یہ — کیا تاب ہی پھر پھرین اگر یہ
وہ شرط ہی بے مثال واللہ — ہی سہل سا اک سوال واللہ
پُچھواؤ یہ تاجدار سے بات — کیونکر ہوئی حُسن سے ملاقات
کچھ عشق کے جذب کو بتادو — کچھ محفلِ دید کا پتا دو
کچھ پاس ہی حُسن کی نشانی — یا خالی ہی سب یہ لن ترانی
گر ٹھیک دیا جواب اِسکا — تو کچھ نہین پیچ و تاب اِسکا
اور یہ نہین تو اڑے رہین وہ — جھک مار اکرین پڑے رہین وہ
وہ بولین کہ جائین پھر کہان ان — گر یہ ہی تو ہین سب امر آسان
اُٹھین یہ سُنکے وہ فرحناک — کہتی تھین کہ اب نہین ہی کچھ باک
آسان ہی اُسپہ یہ طلسمات — تو یہ مشکل ہی کونسی بات
عاشق ہی وہ اور یہ عشق کا راز — کچھ بات ہی بن پڑی خدا ساز
رستے کو کیا سخن سے کوتاہ — ہوتھین بشاش وان یہ ناگاہ
یہ راز نہان بیان کیا سب — گذرا جو تھا عیان کیا سب
شادی کی جو یہ نوید آئی — سرخی چہرون پہ سب کے چھائی
سمجھے یہ امر سہل وہ سب — ہونیوالا تھا گو کہ یہ کب
امید ہی واقعی بُری چیز — رہتی نہین نیک و بد کی تمیز
صورت جو مراد نے دکھائی — ناچار بُری بھی بات بھائی
اک ایک کی فکر ہو گئی دور — چہرے بشاش قلب مسرور
گشتہ بیان ہو رہی تھی حسرت — جو شکل مراد اک آئی عورت
تھی خاص جو وہ خواص شاہی — واقف ہر راز سے کماہی

کی عرض کہ ای جناب چلیے   ہی منتظری شتاب چلیے
یہ سنکی چلی ہوئی وہ ہمراہ   حاصل ہوئی پھر حضوری شاہ
پاکر خلوت کا سا کچھ انداز   سرکا ایک ایک محرم راز
شہ نے فرمایا حال اُدھر کا   اسنے کیا ذکر اپنے گھر کا
وہ بُولا ملا جواب گر ٹھیک   یہ بولی کہ پھر نہین ہی تشکیک
سب قول و قرار ہی اسی پر   کُل دار و مدار ہی اِسی پر
وہ بولا کہ یہ بھی کچھ نہین دور   مجکو بھی یہ امتحان ہی منظور
دربار کا جبکہ وقت آیا   دستور اُسے حسب حکم لایا
پہلے پہلو مین اُسکو جا دی   پھر دل کی طرح سے دشمنی کی
کرتا تھا سوال گو کہ اک عار   ناچار کیے تھا شوق اظہار
انصاف سے دیکھین سامعین گر   کتنا تھا سوال بھی وہ بدتر
شرما گیا گو حجاب تک بھی   لیکن نہ ملا جواب تک بھی
ان دونون کا کیا بُرا تھا مقسوم   یہ اس طرف اور اُدھر وہ محروم
بازی ہمت جو اُسکی ہاری   مہلت کے لیے زبان پکاری
رخصت ملی غم ہوا یہ تازہ   اُٹھا وہ بصورت جنازہ
کیا نخل بیان مین شاخ پھُوٹی   یہ غم مین پڑا وہ رن سے چھوٹی
پہونچا خیمے مین جب وہ جا کر   بولا یہ وزیر کو بُلا کر
لو ہو گیا اپنا فیصلہ آج   کم ہو گیا سارا ولولہ آج
اب تاب ثبات ہی فراری   عاجز کرتی ہی بیقراری
سر مین نہین عقل کا ٹھکانا   ہی زور جنون کا اب زمانا
عزت کہتی ہی بھاگ چلیے   حسرت کہتی ہی ہاتھ ملیے

قسمت کا لکھا مٹائیگا کون
ٹھہرے تو شکست اُٹھائیگا کون

وہ بولا کہ خیر ہی کہا واہ
ہر وقت ہی شر بشر کے ہمراہ

باتین ہوئی ہین خلاف دستور
بیہودہ ہی بادشہ کا دستور

جواب کہا پہلے گر یہ کہتا
تو کسلیے اتنے دن مین رہتا

وہ بولا کہ کچھ بتائیے تو
سُن آئے ہین کیا سنائیے تو

سب کہکے کہا کہ یہ کہا ہی
سوچو تو جواب مدعا ہی

بدذاتی وزیر کی یہ سب ہی
وہ مرد کمال بے ادب ہی

پھیرا اُسنے جو یون نگہ کو
یہ راے اُسی نے دی ہی شہ کو

مشہور رہو گر جو زہر دیجے
یون میٹھی چُھری سے ذبح کیجے

بے شک نہ جواب صاف ہی یہ
نہ قول سے انحراف ہی یہ

بولا وہ کہ بل بے فتنۂ دہر
کیا ظلم شعار نے کیا قہر

دستور کے بل پہ بادشاہی
کس خسرو نامور نے چاہی

تکلیف اٹھائی رنج جھیلے
یہ بھی کوئی کھیل تھا کہ کھیلے

دونون باتین ہین وان مساوات
لیکن گئی مفت آپ کی بات

سُنکر یہ حال شاہ جمجاہ
بدظن ہوئے کمال واللہ

ان لوگون کی یہ بداعتدالی
دلوائیے کہین نہ گوشمالی

پاس آیا اگر تو کچھ نہین دور
تجویز کرین سزاے مغرور

کیا سہل ہی قول دے کے پھرنا
ہو غم مین نہ چار سو سے گھرنا

ٹھہرین اب آپ یا ان نہ اکدم
ایسا ہی تو پھر کے آ سُنئیگے ہم

پایہ نہین کچھ کم آپ کا ہی
ادنےٰ خادم جم آپ کا ہی

ٹھہرانے کی یہ نہین کوئی بات
پیش آتی ہین اکثر ایسی آفات

پٹی اس طرح کی پڑھا کے
روٹھے کو وہ پھلا منا کے

آگے آگئے تھے پیش خیمے
جاتے تھے وہ دونون پیچھے پیچھے

جو لوگ یہان پہ تھے معین
گھبرائے کہ کیون ہوے یہ بدظن

کیا آئے تھے اور کیا ملے یہ
کیون آتش غیظ مین جلے یہ

پلٹے جانے سے اُنکے ناچار
گذرا پرچہ مین کل یہ اخبار

بلبل کی طرح خبر یہ اُڑ کر
پہونچی دم مین سوے گل تر

بولی رکھ رُخ پہ ہاتھ وہ گل
گلچین کا پڑا نہ ملتے چنگل

کیونکر ہوتی یہ بات حاصل
ناقص وہ کمال اور یہ کامل

جس شوق مین ہو گی کچھ بھی خامی
ہونے کی نہین کبھی تمامی

چھک جاتا ہی اک ذرا مین کمظرف
بے سمجھے پڑھے پہ آتا ہی حرف

آسان نہین ہی عشق کرنا
مشکل ہی جھوٹ کا بھی مرنا

کھا سکتا نہین کوئی غم عشق
دشوار ہی سیر عالم عشق

ثابت قدمون کا یان گذر ہی
ایسے ویسون کو کیا خبر ہی

بستی یہ وہان ہی اور نہ یان ہی
ہستی و عدم کے درمیان ہی

اس رمز کو پا گئی کہ کیا ہی
اُف اُف برزخ کا یہ پتا ہی

بس بس اے کلک نغز گفتار
کیون کرتا ہی راز عشق اظہار

اس بات کو کون دیکھتا ہی
کیا وجد ہی کیا یہ کہہ رہا ہی

مطلب پہ آکہ وقت ہی تنگ
ہی اور ہی راگ کا اب آہنگ

اک ایک کی رد و قدح سے کیا
عشاق کی ذم و مدح سے کیا

دفتر مین لکھا ہوا تو ہی نام
تجھے بکنے سے تجھکو کیا کام

عاشق پہلے تو نام رکھا
پھر اب یہ کیا کہ نام رکھا

ای دل تصویر کھینچکر لا
آمیدِ مصوری کی بر لا

خلوت مین یہ سب تری زبانی
سن لینگے ہم ایک دن کہانی

پہلو مین بٹھا لے شوق کو تو
لکھ پرچہ طلب کا ذوق کو تو

دکھلا مردانہ آج ہمت
دیکھون کتنی ہی تجھ مین جرأت

کر گوشون کو کرے محو تقریر
اندھون کے دلون پہ کھینچ تصویر

دشمن کے منھ سے واہ نکلے
حاسد کے جگر سے آہ نکلے

دی ہین حق نے تجھے زبانین
دونون سے کلام کر تو جانین

مشتاق ہین سامعین ذیشان
کیسے کیسے بزرگ ہین یان

ناقص کے ہین قدردان یہی سب
پہچانتے ہین زبان یہی سب

اس عہد مین یادگار ہین یہ
سر دفتر روزگار ہین یہ

حق بین ہین قبیح بین نہین ہین
گلچین ہین نکتہ چین نہین ہین

اس شہر کا ہی تو نام انھین سے
رونق ہی سخن کی عام انھین سے

بے مثل و نظیر ہین یہی لوگ
مشتاق نفیس ہین یہی لوگ

یہ بزم شگرف اور یہ احباب
بے مثل و بے نظیر و کمیاب

محفل نہین گلشنِ ارم ہی
گلدستۂ دوستان بہم ہی

اگلے لوگون کی اِمنین بو ہے
جس جا یہ بیٹھین لکھنؤ ہی

آباد ہی شہر انھین کے دم سے
ان لوگون کو کوئی پوچھے ہم سے

بلبل سے سنے گلون کی تعریف
خارون سے نہ ہو سکیگی توصیف

گو صورت خار ہی یہ خامہ
پر رشک ہزار ہی یہ خامہ

گویا عاشق کی یہ زبان ہی
معشوق ہی اسکا قدردان ہی

وصف انکا بہت ہی کم سے ہی کم
سر کٹنے کا ڈر ہی ای قلم تھم

اچھا نہین بحر طبع کا جوش
ای نطق زبان ہوش خاموش

ای دلولے دل کے تو بھی ہو کم
ای شوق بیان دوستان تھم

ای شوخی فکر نارسا بس
ای قصہ بیان مدعا بس

ای کلک یہ گفتگو کہانتک
دوڑیگا خیال تو کہانتک

ای ذہن ادھر کو ہو مخاطب
جودت تیرا ہون اب مین طالب

صحبت ہی یہ آج کی غنیمت
دکھلا دے کلام اپنی وسعت

مضمون کو کہان ہی لینے جانا
وہ جانتا ہی مرا ٹھکانا

رنگین سخنی ہی زیور طبع
ہشیار ہو ای کدیور طبع

گلدستہ نیا سا اک بنا کر
احباب کو نذر دے تو لاکر

ابتداے داستان احوال پر اختلال آوارۂ دشت وبیابان قمر جہان بلاکش سے اور رستا می اس جزو بے نظیر دلچسپ کی ملاقی ہونا عاشق کا اپنے محبوب ماہوش سے درمیان مین بڑی کھکھیڑ اُٹھانا گردش فلک کجرفتار سے اور فگار ہونا غنچۂ دل کا غم مفارقت تصویر کے خار سے

ای ساقیٔ لالہ فام ومینوش
مجھ رند کو کیون کیا فراموش

سرمست مے ازل کو بھولا
یہ کون سی بھول پی کے بھولا

محفل کی تھی زیب وزین مجھسے
رندون کو بڑا اکھاڑا تھا چین مجھسے

کاوش جو خمار مے نے کی ہے — ہشیاری میں طرفہ بیخودی ہے
اب دل کی لگی بجھا دے ساقی — مرتا ہوں دوا پلا دے ساقی
اس درجہ ہوں ہجر مے سے سرشار — ڈھونڈھ آیا کہاں کہاں میں ناچار
دے بنت عنب شتاب مجکو — دکھلا رخ آفتاب مجکو
دل ہجر سے ہے کباب ساقی — باقی نہیں ضبط و تاب ساقی
اچھا پلا وہ بادۂ تند — کچھ دیر نہ جس سے ذہن ہو کند
بند آنکھ کو کر کے جب میں جھوموں — منہ شاہد مدعا کا چوموں
کیفیت بزم کو بڑھاؤں — اک رند کی داستاں سناؤں
ہم مشرب بندہ ہے وہ ذی ہوش — خمخانۂ عشق کا ہے مینوش
عشاق میں مرد باخبر ہے — رندوں میں کمال نامور ہے
سرمایۂ عشق قیس ناشاد — ہم پنجۂ زور دست فرہاد
نقش دوم کشیدۂ عشق — مد نظر دو دیدۂ عشق
مشتاق ہوئی جو طبع عالی — ساقی نے شراب دی نرالی
اب دیکھیے میری خوش بیانی — پھر سنیے سنی ہوئی کہانی
وہ رہرو وادیٔ ہلاکت — آوارۂ دشت و شہر غربت
چھوٹا ہوا اپنے خانماں سے — جنگل میں تھا جور آسماں سے
تھا خاک کا اوڑھنا بچھونا — ملتا تھا تھک کے بھی نہ سونا
نیرنگی آسماں کو دیکھو — کانٹوں میں قمر جہاں کو دیکھو
پیدل پہ سوار حضرت عشق — سر پر وہ بار دولت عشق
دشوار ہے اک قدم کا چلنا — آساں نہیں یہاں سنبھلنا
کہتا تھا بجبر اٹھا کے ہر گام — اے زور ہمارے ہاتھ کو تھام

طاقت بیتاب ہو گئی ہی — تسکین خراب ہو گئی ہی
ای شوق کرا بتو دستگیری — عاجز ہی شباب مثل پیری
یہ سر ہی وبال دوش ابتو — کچھ بھی نہین ہمکو ہوش ابتو
آنکھون سے بھی سوجتا نہین آہ — بے دیکھے ہوے تو چلتے ہین راہ
ای طاقتِ رفتہ آخدارا — دل توڑا ہی ضعف نے ہمارا
آرام قرار کو نہین ہے — راحت دل زار کو نہین ہی
بیچین کیے ہی بیقراری — غم کرتا ہی آکے غمگساری
اک تیر کا زخم کھاے ہین ہم — اک قلب پہ چوٹ اُٹھاے ہین ہم
فرقت مین کسی کی مبتلا ہین — مجبور ہین قید سے بلا ہین
زورون پہ ہی اختلال اپنا — غربت مین ہی غیر حال اپنا
گھیرا ہی ہزار خواہشون نے — کاہیدہ کیا ہی کاہشون نے
سر پھرتا ہی گردش فلک سے — رنگ اُڑتا ہی درد کی چمک سے
اتنے دنون ہاتھ پانون مارے — شل ہو گئے دست و پا ہمارے
محزون ہون دہر کی ہوا سے — مغموم ہون بخت نارسا سے
طالع گردش دکھا رہا ہی — گردون مجکو پھرا رہا ہی
تلوون سے چینون جو بیٹھکر خار — اتنا بھی ہی وقت تنگ کو بار
شادی سے جو ہی بگاڑ مجھسے — غم کرتا ہی چھیڑ چھاڑ مجھسے
سوزِ فرقت سے جل رہا ہون — حسرت سے ہاتھ مل رہا ہون
وہ نخل ہون جو پھلا نہ پھولا — وہ شی ہون جسے ہر ایک بھولا
وہ درد ہون جو سہا نجاے — وہ حال ہون جو کہا نہ جاے
وہ تیشہ ہون اپنا سر جو پھوڑے — وہ سخت ہون اپنا دل جو توڑے

درد و الم و ملال ہون مین | جور و ستم و کلال ہون مین
بیداد ز جور چرخ بیداد | فریاد ز دست عشق فریاد
شدت پہ ہی زور ناتوانی | سر پر ہی سوار سرگرانی
غمخواری کرے کسے غرض ہی | تپ ڈرتی ہی جس سے وہ مرض ہی
ہمدرد کوئی نہ ہمنشین ہی | دلسوز کوئی قرین نہین ہی
اک دل تھا وہ بھی کھو گیا ہی | سونا پہلو بھی ہو گیا ہی
رغبت کسی چیز پر نہین ہی | کچھ اپنی مجھے خبر نہین ہی
تڑپا کرے جان زار کب تک | ہو خواہش دید یار کب تک
اب ضبط فراق کا ہی دشوار | بے صبر ہی جان عاشق زار
آخر ہی کچھ اسکی انتہا بھی | اس درد کی ہی کہین دوا بھی
اک جان کو کھوئیے کہانتک | دو آنکھون سے روئیے کہانتک
گمنام دیار بیخودی ہون | وابستۂ کار بیخودی ہون
مطلب نہین دہر مین کسی سے | دھوتا ہون ہاتھ زندگی سے
بیجس یون ہون لباس تن مین | مردہ جس طرح سے کفن مین
بدنامی سے سابقہ پڑا ہی | ناکامی سے وسوسہ بڑا ہی
اس راہ ستم سے نابلد ہون | اندیشۂ جور بخت بد ہون
اقبال نے جب سے منہ کو پھیرا | ادبار نے سب طرف سے گھیرا
تنہائی ہی میری حال پرسان | مین صورت زلف ہون پریشان
کب تک چشم فلک مین کھٹکون | ہی خوف کہ راستا نہ بھٹکون
تلوون سے ہین خار برسر جنگ | پیدل چلنے سے آگیا تنگ
پس ماندۂ کاروان ہون ای شوق | بتلا تو کہ مین کہان ہون ای شوق

رہتی ہی جو جھک سوار سر پر
پاتا ہون منون کا بار سر پر

گھیرا ہی حصار گرد غم سے
جنگل کو بھی ہی غبار ہم سے

ذرے مرے سر چڑھے ہین آکر
خوش ہین مجھے خاک مین ملا کر

گرد اپنے بگولے گھومتے ہین
کانٹے تلوون کو چومتے ہین

دشمن کی دوستی ستم ہی
یہ اور بھی میرے حق مین سم ہی

ہر گام پہ دیتے ہین خلش خار
آنکھون مین جہان ہی تیرہ و تار

عریانی ہی بسکہ جامۂ تن
جنگل دیتا ہی اپنا دامن

کہتا کبھی ای فلک یہ کیا ہی
ایذائین کہان تلک یہ کیا ہی

کیون اتنا مجھے ستا رہا ہی
کیون دل کو مرے دکھا رہا ہی

مین نے ترا کیا کیا ہی ظالم
کب کا یہ عوض لیا ہی ظالم

گہ دل کی طپش سے ہوکے ناچار
پڑھتا تھا اس غزل کے اشعار

غزل

وارفتۂ شوق دید ہا سے
دل لیگیا اک جھلک دکھا کے

سجدہ کرلے قبول او بت
بندے ہم بھی تو ہین خدا کے

اللہ رے سوز ہجر جانان
مارا مجکو جلا جلا کے

پتھر پڑین عقل پر ہماری
چپ کر دیا اُسکو بت بنا کے

ہمراہ چلے ہین سب بگولے
اُٹھا جو مین سر پہ خاک اُڑا کے

کہتے ہو نہین ہی مثل اپنا
دکھلاؤن مین آئنہ اُٹھا کے

بندہ نہین ہی سکندر ای خضر
بہکائیے بس اُسی کو جا کے

لو آنکھ بچا کے لیگئے دل
بیٹھے تھے ابھی جو پاس آکے

ای رہرو وادی خطرناک
رکھو کانٹون پہ ہر قدم بڑھا کے

تالے رنگین تمھارے ای ہوش — بلبل ابھی لیگئی اُڑا کے
پڑھتی تھی جو اس غزل سے وحشت — آتے آنکھون مین اشک حسرت
بیتابی دل جو زار باقی — سو بار اُسے اُٹھا بٹھاتی
بوسے بھی سبک زیادہ پاکر — لیجاتی اُسے ہوا اُڑا کر
دیدے کے الم ہزار اُسکو — لاغر کیا مثل خار اُسکو
پھوٹی قسمت کو روئے چھالے — دل کے وہ تمام زخم آلے
برباد جو اس مثل نکہت — اُڑتی تھی غبار بنکے رنگت
تھک کر بھی کہین نہ چین پاتا — دم لیتا تو درد دل ستاتا
آنکھون سے تھے رخ پہ اشک جاری — پھولون پہ پڑی تھی اوس ساری
اللہ رے اضطرار اُسکا — دم رُکتا تھا بار بار اُسکا
سر عقل سے ہوگیا تھا خالی — چہرے پہ ذرا نہ تھی بحالی
سب حسن تو ہوگیا تھا راہی — تھی دھوپ سے رخ پہ اک سیاہی
انی کہین منزلون بناتا — کھانے کے عوض وہ رنج کھاتا
تھم جاتی کبھی جو آنکھ روکر — پتھراتے تھے ڈھیلے خشک ہوکر
ب پڑھتی سموم کے چلے سے — پڑتے تھے بدن پہ آبلے سے
رتا کہین جی جو چھوٹ جاتا — ہر آبلہ صاف ٹوٹ جاتا
ھیلا آنکھون مین جو کھٹکتا — حال اپنا وہ خود نہ دیکھ سکتا
ھولے سے جو اُس طرف کو آتی — ساتھ اُسکے صبا بھی خاک اُڑاتی
وکے ہوسے اُسکو لاغری تھی — تھاے ہاتھون کو بے پری تھی
ملک تھا اُسکا اور نہ وہ تاج — وہ دل کا غنی تھا شکل محتاج
تاب قبضے مین اُسکے کشور عشق — سر پہ تھا داغ افسر عشق

لشکر تھا غم و الم کا ہمراہ / اور طبل و علم تھے نالہ و آہ

بیچو بہ تھے دشت کے بگولے / سر جنکا بھلا فلک تو چھولے

تھی منزل ماہ برج خاکی / گرد اُسکے تھیں چوکیاں ہوا کی

آگے پیچھے ہراس اور یاس / دہنے بائیں ہزار وسواس

وارفتگی ساتھ ساتھ اُسکے / تھامے ہوئے صبر ہاتھ اُسکے

ساتھ اُسکے تھی منزلوں کی سختی / ہشیار کمال خفتہ بختی

ناکامی سے لیتا آتا تھا کام / مجبوری سے تنگ تھا وہ ناکام

گہ رنج کے ہوش پر نظر تیز / گہ غصہ حواس پر کہ بگریز

گہ عقل پہ کچھ عتاب کرنا / گہ عزل توان و تاب کرنا

آنکھوں کی حیا سے تھی یہ چشمک / دیکھوگے نہ اُس پری کو کب تک

گہ غصہ تھا پاؤں پر کہ چل جلد / گہ دم پہ یہ ظلم تھا نکل جلد

بالین پہ جو شب کو خواب آتا / بیداریوں کا ادب اٹھاتا

کم ہوتا تو درد پر تھی شدت / بیتابی کو ملتی تھی نہ رخصت

فریاد نے گر کیا کبھی جوش / کم گوئی یہ کہتی ہی کہ خاموش

پہلو سے اگر کبھی اُٹھا درد / صبر آکے پکارا بیٹھ نامرد

سر کھینچا اگر کبھی فغاں نے / کھولا نہ دہن کا در زباں نے

سونے دیتا نہ بخت بیدار / رونے دیتا نہ ضبط زنہار

راحت سے پرے دل جگر ہی آزار / آزاد ہی عشق کا گرفتار

بے شبہہ وہ مرد باوفا تھا / لاریب وہ ثابت آشنا تھا

ثابت قدم رہ طلب تھا / صابر بھی وہ بے زبان غضب تھا

رویا کیے پھوٹ پھوٹ چھالے / کانٹے بھی نہ پاؤں سے نکالے

وامق فرہاد قیس رنجور — ان سب کی ہے ہاے واے مشہور
یہ راہ کمال سخت گو تھی — پر اُف بھی زبان سے نہ نکلی
کیونکر نہ ہو وہ ثنا کے لایق — ہوا پنے جو پیشرو یہ فایق
کیا لکھنے لگے فضول ای ہوش — ہوتا ہی سخن کو طول ای ہوش
اب مطلب داستان پہ آؤ — بس ذکر قمر جہان پہ آؤ
القصہ اسی طرح وہ غمنوش — تھا دشت بلامین خانہ بر دوش
تصویر تھی بسکہ پاس اُسکے — تھے اس سے تو کچھ حواس اُسکے
بات اسکے سوا نہ دوسری تھی — بیکس کی اسی سے زندگی تھی
اب ہوتا ہی بیان یہ امتحان اور — کرتا ہی بدی یہ آسمان اور
اتنی بھی نہ بات اسکو بھائی — تجویز کی صورت جدائی
کہنے والا جو کہ گیا ہی — اس طرح سے اُسکی ابتدا ہی
وہ شیفتۂ جمال تصویر — آشفتۂ خط و خال تصویر
آنکھین کبھی اپنی اُس سے ملتا — رکھتا سینہ پہ دل جو جلتا
کہ قلب سنبھالتا تھا اُس سے — کہ رنج کو ٹالتا تھا اُس سے
کہ لیتا تھا بوسہاے تصویر — ہوتا تھا کبھی فداے تصویر
چھاتی سے لگاتا بارہا وہ — تھی قلب کے درد کی دوا وہ
سرمایہ تھی بے بضاعتون کی — دولت تھی کم استطاعتون کی
بیماری دل کی کہ دوا تھی — کہ جملہ مرض کی وہ شفا تھی
جینے کی وہی سبب ہوئی تھی — دور اُس سے تب تعب ہوئی تھی
نسخہ تھا علاج دل کے حق مین — کیا کیا لکھا تھا اک ورق مین
وید گلو تھی رات دن وہ — خاطر کو کیے تھی مطمئن وہ

افسوس یہ چرخ شعبدہ باز | ہی روز ازل سے تفرقہ ساز
راحت کس دل کو دی ہی اسنے | کب سیدھی نگاہ کی ہی اسنے
دل ایک جو دوسرے سے اٹکا | اسکی آنکھون مین صاف کھٹکا
چھوڑیگا نہ بے جدا کیے یہ | دم لیگا نہ بے جفا کیے یہ
چین آتا ہی اسکو دل دکھاکے | نادم ہوتا نہین ستاکے
اللہ ری اسکی چشم کوتاہ | ایسی تو یہ دیکھا کرتا ہی راہ
نالہ عاشق کا اسکو مرغوب | دو اک جگہ ہون واہ کیا خوب
ہشیار تم جہان حذارا | دشمن ہی یہ چرخ بد تمھارا
دیکھو یہ فلک ہی ناموافق | دل سے ہی عدوے جان عاشق
تقدیر جو اسکی لڑ گئی ہی | رہزن کی نگاہ پڑ گئی ہی
سنتا نہ سخن کبھی ایک اسکے | ہین ساتون فلک شریک اسکے
دیکھو وہ گئی ہین تم اکیلے | تصویر کوئی نہ تمسے لے لے
دانا ہو تو دام مین نہ آنا | باتون پہ فریب کی نہ جانا
القصہ مطیع رہبر عشق | طے کرتا تھا راہ کشور عشق
اک روز وہ دل ملول رنجور | تڑکے سے چلا تھا حسب دستور
ایسا جنگل اجاڑ تھا وہ | رستہ اتنا پہاڑ تھا وہ
راضی ہر حال مین رضا پر | پہونچا ناگاہ ایک جا پر
وہ دشت تھا رشک باغ شداد | جنگل وہ بہار سے تھا آباد
دیکھے سے تعلق اس جگہ کو | وصف اسکا زبان سے کیا بیان ہو
بستی تھی وہ شاہدان گل کی | شبنم مین کیفیت تھی مل کی
ہر شاخ جو پھول سے لچکے جھومی | متوالیون نے زمین چومی

بلبل باہم جو بحث پڑتے | ہر نغمہ پہ مُنہ سے پھُول جھڑتے
پتے اوراق دفتر حُسن | سبزہ خط سبز دلبر حُسن
رستہ ہم شکل خط گلزار | ہمقد پر پوشان سب اشجار
تھی باد صبا جو ناز بردار | تھی اُسکے گلے کا بوے گل ہار
ہر طرفہ بہار چار سو تھی | ہر پھول مین عطر بیز بو تھی
سب وجد مین تھے شمیم کے ساتھ | بیخود تھی ہوا نسیم کے ساتھ
پھُولون سے بھرے ہوے تھے تھالے | دید اُسکی نگہ کے تھی حوالے
گھِر آیا تھا اک طرف کو بادل | اک طرفہ بہار تھا وہ جنگل
پڑتی تھی پھُوہار اک طرف کو | مورون کی پُکار اک طرف کو
رم کرتے تھے اک طرف کو آہو | اک سمت کو تھی صداے یاہو
سبزے کی وہ نرم نرم کونپل | تھی دوب کہ سبز فرش مخمل
سبزہ تھا رخ زمین پہ آغاز | جنگل ہی تھا اک جوان طناز
جاتے جاتے غرض وہ گلرو | بیٹھے تھک کر کہین لب جو
شہزادے نے دل سے آہ کھینچی | اُس سمت سے بس نگاہ کھینچی
منہ پھیر کے اُس طرف سے بیٹھا | کچھ ہٹ کے گلون کی صف سے بیٹھا
وہ جسکا تھا وہ کہان تھا اُس جا | گل اور ہزار ہون تو پھر کیا
تھا آنکھون مین اور گل سمایا | ان پھُولون کا جلوہ کچھ نہ بھایا
کچھ اور ہی ہو گیا ذرا مین | پھرنا تھا کہ گھر گیا بلا مین
رونے کی صدا ہوا سے آئی | اک تازہ بلا سما سے آئی
بھر آنے سے دل کے ڈھل پڑے اشک | صدمہ جو ہوا نکل پڑے اشک
گھبرا کے سُنا بغور اُسکو | تازہ ہوا وہم اور اُسکو

کہنے لگا اپنے دل سے کیا ہی
اُٹھا جو شریک ہونے والا
دیکھا کمسن ہی اک پریزاد
دو نہرین تھین آنسوؤنکی جاری
دل پھٹتے تھے درد کی صدا پر
بولا قمر اُسکے پونچھ آنسو
بس خلق کا جب یہ طور دیکھا
بولی کہ قمر جہان تھین ہو
وہ بولا کہ اس سے کیا غرض اب
بولی کہ خدا کو درمیان دو
بولی ہو تم تو دل لگی باز
بولی کہتی ہون چپ نہ رہنا
بولی تم جسپہ مبتلا ہو
بولا کہ ہی میرے پاس جو جو
وہ بولی کہ کچھ کہو تو ہی کیا
وہ بولی بجا درست کیا خوب
وہ بولا پھر اور کیا بتاؤن
وہ بولا اگر ہوا مرے پاس
منھ پھیر سہیل کی طرف کو
بولا وہ سہیل سے کہ جاؤ
سر خم کیا اُسنے مسکرا کے

دیکھا تو قریب کی صدا ہی
ڈھونڈھا تو ملا وہ رونے والا
سر کھوئے کھڑی ہی زیر شمشاد
تر تھی وہ زمین خشک ساری
روتے تھے پرند بھی ہوا پر
کیون روتی ہی پھوٹ پھوٹکر تو
خوب اُسنے اسے بغور دیکھا
بولا نہین بولی ہان تھین ہو
آپ اپنا بیان کیجے مطلب
بولا کہ تم اپنے دل مین سمجھو
بولا کرتی ہو تم تو اغماز
بولا کہ ذرا سمجھ کے کہنا
کیا دوگے جو اُسکا سامنا ہو
دیدونگا یہ سب عوض مین تمکو
بولا کہ ملال و درد و ایذا
یہ چیزین ہین آپ ہی کو مطلوب
وہ بولی کہ جو کہون وہ پاؤن
دینے مین کبھی نہ ہوگا وسواس
بولی کہ بس انکو مجھکو دیدو
لو چین کرو مزے اُڑاؤ
ٹھہری وہ سہیل پاس آکے

بولی کہ ہی اب بھی کچھ شش و پنج — بس آئیے اب نہ دیجیے رنج

شہزادے سے پھر ہوئی مخاطب — بولی کہ ہو دید کے جو طالب

تصویر تمھارے پاس ہی جو — کچھ دیر کے واسطے مجھے دو

مثل اُسکے جو اُسکو پاؤنگی مین — دان تمکو ابھی بلاؤنگی مین

وہ بولا کہ کہہ رہی ہی تو کیا — کچھ خیر ہی اپنے ہوش مین آ

وہ بولی کہ مجھپہ سب ہی ظاہر — اس حال سے ہون مین خوب ماہر

جو کہتی ہون اُسکو مانیے آپ — دشمن مجکو نہ جانیے آپ

وہ بولا کہ کچھ کہو تو سمجھون — بے سمجھے ہوے مین کسطرح دون

بولی کہ سنوگے کچھ ابھی اور — کیا دل مین ہی کچھ کہو تو فی الفور

اے بندہ نواز مشفق من — یہ جوگ لیا ہی جسکے کارن

منہ بولی بہن ہی اُسکی اک یان — آئی ہی وہ اُسکے گھر مین مہمان

دونون کا نہین نظیر واللہ — اک اُسمین قمر ہی دوسری ماہ

ہمسایہ ہین دونون اور بہن — عشرت کی نشین ہین عیش کے دن

مین اُسکی ہون اک کنیز مشہور — مہمان ہی جسکے گھر تری حور

آشفتہ جو اُس پری کو دیکھا — بی بی نے مری یہ اُس سے پوچھا

کیا حال ہی اے بہن تمھارا — تشویش ہی کچھ کہو خدا را

القصہ وہ حال نکبت آثار — دُہرایا بہن سے اُسنے اکبار

تصویر تمھاری پھر دکھائی — جو مجکو بھی جان و دل سے بھائی

بی بی نے سُنکے یہ خرابی — دانتون کے تلے زبان دابی

از بسکہ رمل ہی اُسکا مشہور — کچھ لکھ کے ہنسی وہ غیرت حور

بولی کہ کہین نہ جاؤ اے ماہ — لو مجھسے اُسے یہین یہ واللہ

مجھسے کہا ڈھونڈھنے کو تو جا — وان مین جو گئی تو انکو دیکھا
تمکو بھی اِنھین کے ساتھ پاکر — پھر آئی جگر پہ چوٹ کھاکر
اُس روز سے یہ بندھا ہی دستور — روتی ہون اسی جگہ مین رنجور
دو دن مین جو اس ہوگئے گم — تھا تیسرا دن کہ آ گئے تم
تمنے دیا زخم دل کا مرہم — حاضر ہین تمھارے کام مین ہم
کچھ بھول گئی ہون تو عجب کیا — قصہ وہ مگر اسیطرح تھا
دے دیجیے یا نہ دیجے تصویر — جو کہنا ہو کیجیے ہو نہ تاخیر
رخ اُسنے کیا جو اپنے گھر کا — رنگ اُڑ گیا چہرۂ قمر کا
کرنے لگا فرط غم سے نالے — کی شکل حیات اُسے حوالے
تصویر وہ لیگئی اُدھر کو — غش آنے لگا اِدھر قمر کو
صرصر سے بھی تیز تر گئی وہ — برباد اُس گل کو کر گئی وہ
یہ اپنے کیے سے آپ نالان — خود کردہ سے تھا بہت پریشان
تصویر وہ لیگئی جدھر کو — باندھے تھا ٹکٹکی اُدھر کو
افزون تھا زبس خیال تصویر — خود غم سے بنا مثال تصویر
تھی دل کو زبس امیدواری — کی حد سے زیادہ انتظاری
پلٹی نہ وہ مثل عمر رفتہ — بیٹھے رہے وان یہ ایک ہفتہ
بیکار جو اُسنے دن گذارے — کچھ سمجھے پھر ایک روز بارے
بولے یہ سہیل سے کہ ای یار — کیسی تھی تمھاری عاشق زار
وہ بولا کہ ای حضور لاحول — ہوتا نہین عاشقون کا یہ ڈول
شیطان کی کی ہی اُسنے حرکت — ملعونہ پہ بھیجیے بھی لعنت
منزل مین ہوا فتور بیکار — ٹھہرے بھی یہان حضور بیکار

کچھ خوف سے مین نہ کر سکا عرض　　غربت مین تو احتیاط ہی فرض

سمجھا کے غرض اُسے بہر طور　　لے نکلا سہیل وان سے فی الفور

اب یان سے ہی ذکر راہ زن کا　　اندیشہ ہی دزد سے سخن کا

مضمون چوری کا بندھ گیا ہی　　مضمون کا چور اب ملا ہی

وہ سارقہ تھی بڑی سخنور　　دراصل رقیب کی تھی یا در

بیٹھی ہوئی جسکی تھی یہ بد خو　　نام اُسکا تھا گلعذار جادو

پھرتی تھی وہ ایک دن سر راہ　　اک گرد دکھائی دی جو ناگاہ

وہ گرد بھٹی جو ایک باری　　نکلی اُسمین سے اک سواری

بیخود کو متاع صبر دیکر　　پہونچی اپنے محل مین لیکر

آنکھون کو بچھاتی ہر قدم پر　　پھولون نہ سماتی ہر قدم پر

خاطر یہ نگاہ کی نہ اُسنے　　ان باتون پہ واہ کی نہ اُسنے

منگوا کے غرض شراب فی الفور　　دور اسنے کیا حجاب فے الفور

گہ بیٹھا ترنگ مین وہ آکر　　سنتی رہی سر کو یہ جھکا کر

بولی کہ سزا کیے کی پائی　　بیکار تجھے یہان مین لائی

ای غیر کی زلف کے گرفتار　　مین بھی تو ہون تیری عاشق زار

مین آؤن ترے تو آمرے کام　　ہو دونون کے عیش کا سرانجام

راضی ہوا وہ یہ مسکرائی　　حسرت نکلی مراد آئی

وہ لائق گلعذار جادو　　دراصل تھا تاجدار جادو

القصہ بپاس یار جانی　　خوب اُسنے جنگل کی خاک چھانی

لرد اُسکے نگر حصار پاکر　　پھر آئی قریب شہر جاکر

سحر اُسکا وہان جو ہو گیا مات　　کاشف کی تھی یہ بھی اک کرامات

پھیرے کیے گو ہزار اُسنے
پر پائی وہان نہ بار اُسنے

آئی ابکی جو پھر وہان سے
رستے مین ملی قمر جہان سے

دل اسکا سہیل پر جو آیا
دونون کو سحر مین پھنسایا

تھی بسکہ وہ انتہا کی ساحر
چالاک غضب بلا کی ساحر

یہ سحر کیا جو بے تامل
احوال کھلا قمر کا بالکل

بولی کہ بچھا کے دام تزویر
لون اس سے کسی بہانے تصویر

پھر سوچی کہ یہ نہین مرا کام
لیجائیگی آکے سوسن اندام

رونق جو یہ دے بہاریہ کو
بھیجون مین وہانسے جاریہ کو

یہ کہکے وہ سحر برطرف کر
اُس جا سے چلی مثال صرصر

اُس دشت کا تھا بہاریہ نام
رہزن تھی کنیز سوسن اندام

جب پہونچی وہ اپنے گھر مین جا کے
بھیجا اُسکو سکھا پڑھا کے

تصویر کو آکے لیگئی وہ
باتون مین فریب دیگئی وہ

پایا جو علاج روسیاہی
بیمار ہوا چنگل کو راہی

خارج ہی بیان مدعی اب
آغاز ہی ذکر واقعی اب

وہ کشور بیخودی کا خودکام
تاج سر عاشقان بدنام

تصویر کو کھو کے کھو گیا تھا
تصویر ملال ہو گیا تھا

حیرت زدہ ہر طرف کو تکتا
پھر دن دیوانہ وار بکتا

افسوس سے گاہ ہاتھ ملتا
گہ آتش رنج و غم سے جلتا

گہ نعرۂ دل خراش کرتا
گہ خاک مین کچھ تلاش کرتا

گہ سینہ پہ ہاتھ مارتا تھا
گہ ہائے غضب پکارتا تھا

گہ کہتا تھا ای سہیل ذیجاہ
اُٹھتے نہین پانون کیا کرین آہ

گہ جلتا تھا سوزش نہان سے
او پیر معمر او کہن سال
کیا پایا غریب کو ستا کے
مجھسے یہ عوض لیا کہان کا
گہ اپنے نصیب کا گلا تھا
گہ کہتا تھا اپنی ہی خطا ہی
دیکھی جو سہیل نے یہ صورت
کی عرض کہ کیجیے جو ارشاد
فرمایا کہ ہان ضرور جاؤ
سمجھا اُس طعن کو نہ اصلا
ہاؤ نے تکھتے رہگئے اُدھر کو
چلا یا تو گھر سے آئی باہر
آواز پر آئی جادو گرنی
کچھ پڑھ کے پکاری پھر وہ مکار
ٹھہرا یا سہیل کا سب اندام
اب جاؤن مین کسکے پاس ای ماہ
وہ بولی اگر یہ ہے ارادہ
اُس گُل کو وہ لیگئی چمن مین
کاوش ہوئی اُس سے انتہا کی
رہزن سے بھی اسنے رہزنی کی
لی فکر نہ غم کے ٹالنے کی

گہ کہتا تھا رو کے آسمان سے
کی تونے یہ مجھسے کسلیے چال
شادی ہوئی کیا تجھے رُلا کے
تازہ یہ الم دیا کہان کا
گہ شکوۂ بخت نارسا تھا
بیکار ہر ایک کا گلا ہی
سمجھانے کی آپڑی ضرورت
ڈھونڈھے اُسے یہ غلام ناشاد
تاخیر مین ہی فتور جاؤ
یہ سنتے ہی اک طرف کو جھپٹا
ڈھونڈھ اُسنے نکالا اُسکے گھر کو
پکڑا تو وہ رو دی غل مچا کر
دیکھ اُسکو لجائی جادوگرنی
کیون لڑتی ہو مردوے سے مردار
بولا کہ خدا مین ای سمن فام
لیچل مجھے اپنے ساتھ سد
آؤ در شوق ہی کشادہ
یان آگ لگی سمن کے تن مین
بولی اجل آئی بیوا کی
لو میرے بھی سات دشمنی کی
درپی ہوئی مار ڈالنے کی

وان بیٹھے وہ ایک جا یہ باہم   اسباب خوشی کیا فراہم

کچھ سوچی وہ ساحرہ یکایک   دی کھینچکے اک حصار دستک

سوسن سمجھی سے مجھے بُلایا   آئی تو وہان یہ رنگ پایا

ہین سینہ بسینہ لب بہ لب وہ   اک جا یہ ہین دونون بے ادب وہ

مے پیکے مزے اُڑا رہے ہین   یہ سمجھی سب مجھے دکھا رہے ہین

محزون ہوئی وہ زیادہ اس سے   افزون ہوا ورعناد اس سے

دو روز مگر چلا نہ قابو   سوتی وہ جگا کے اپنا جادو

جب تیسرے روز داؤن پایا   تلوار سے مار کر سلایا

وہ سوئی ہوا سہیل بیدار   دیکھا کہ جہان ہی تیرہ و تار

ہوش آیا ہوا جو سحر زائل   پردے اُٹھے نظر کے حائل

بولا کہ یہ کیا ہوا الٰہی   گھیرے ہی مکان کیون سیاہی

افسوس مرا قمر کہان ہی   کس تیرہ درون کا یہ مکان ہی

وہ گوشے مین چھپ گئی تھی ڈر سے   نکلا یہ اُن آفتون مین گھر سے

وہ شورش برق و باد و باران   وہ شور وہ غل وہ غم وہ طوفان

شہزادے کو گہ پکارتا تھا   گہ آہ کا نعرہ مارتا تھا

کرتا ہوا طعن آسمان پر   جاتا تھا نشان کاروان پر

تاریکی سے سوجھتی نہ تھی راہ   پر شوق سا رہنما تھا ہمراہ

یون ٹھیک تھا راہ پر وہ جاتا   ہوتے تو خضر کو رشک آتا

جب تک کہ ہون ہر طرف وہ آثار   دو کوس نکلگیا وہ جرار

وان کھو کے اُسے سمن ہوئی گم   بولی کیا ہمسے کر گئے تم

یوسف کے غم و الم مین گھر کر   ٹھنڈی ہوئی پھر کنوین مین گر کر

قصے سے وہ دشت ہو گیا پاک — مٹی مین ملا ہر ایک ناپاک
چار اور وہان جو باوفا تھے — اک سحر مین وہ بھی مبتلا تھے
لڑکے وہ تاجرون کے سب تھے — بچپن سے ساکنِ حلب تھے
اچھی جو نکالی تھی جوانی — تھا چارون کو شوق پہلوانی
سعدؑ و یوسفؑ حمیدؑ بہمنؑ — غازی صفدر جری تہمتن
چھوٹے تو یہ اُنکے دل مین آیا — کسنے ہمین قید سے چھڑایا
کون ایسا تھا عامل زبردست — کسنے کیا اسکے سحر کو پست
ملجاتا تو اُسکے ساتھ چلتے — آنکھین اُسکے قدم پہ ملتے
رہتے خدمت مین زندگی بھر — جان اپنی نثار کرتے اُسپر
احسان احسان کی جزا ہی — ہم بھی کام آئین تو مزا ہی
چار دن کے لیے بنا مقرر — نقشِ قدم سہیل رہبر
تشویش مین سب یہ تھے کہ ناگاہ — آئی آواز نعرۂ آہ
جھپٹا اک شیر اُس صدا پر — دہشت نے لیا انھین سراسر
غصے سے تھر تھرا کے بولے — ہونٹھون کو چبا چبا کے بولے
دنیا ہی نگہ مین اُسکی اندھیر — جاتا ہی جسکی تاک مین شیر
بیچارہ وہ اپنے حال مین ہی — کیا جانے کس خیال مین ہی
ہم مین سے کسی کی جان جائے — پر شیر نہ اب قدم بڑھائے
بھولے ساری یہ فاقہ مستی — کی سُنکے یہ اک نے پیشدستی
تھا بسکہ وہ اپنی جان سے سیر — ڈانٹا تو پھرا اُدھر کو وہ شیر
ہاتھ اُسنے جو ضرب کو اُٹھایا — زور اسنے شباب کا دکھایا
پنجے سے نہ وہ کلائی چھوڑی — جھٹکا جو دیا کمر بھی توڑی

یاں شیر خدا پکار کر وہ — ہنسنے لگا اُسکو مار کر وہ
ڈھونڈھا تو ملا سہیل خوشخو — پائی سب نے وطن کی خوشبو
پہچانتے اُسکو خاک وہ گل — وحشی کی شکل تھا وہ بالکل
پوچھا اُن سب نے آخر کار — کس گل کے فراق مین ہوے خار
بولا کہ فلک ستم کا ٹوٹا — مجھسے مرا شاہزادہ چھوٹا
کچھ کام کو مین ادھر جو آیا — اک ساحرہ نے مجھے پھنسایا
پیدا کیا وہ سبب خدا نے — مارا اُسے دوسری بلا نے
دو روز ہوا جو یان توقف — چھوٹا مجھسے وہ رشک یوسف
دے کر تسکین ہوے وہ گویا — پاوٗگے اُسے اگر ہو جویا
چھٹنے کا نام بھی نہ لو تم — ملجائیگا ایک دن چلو تم
دنیا کی خاک چھانینگے ہم — لائینگے جہان سے جلب تنگے ہم
بیعت کی لیکے ہاتھ مین ہاتھ — نام اپنے بتاکے ہو لیے ساتھ
ہمدرد اپنا اُسے جو پایا — اپنا قصہ بھی سب سنایا
پانچون ہوے مثل سبع سیار — تفتیش قمر مین گرم رفتار
آیا تھا یہان سہیل جسدم — کیا لکھون جو تھا قمر کا عالم
دو دن تھا ال جانفشانی — اُس دشت کی خوب خاک چھانی
تصویر کے ساتھ اسے بھی کھو کر — آگے چلا بخت بد پہ رو کر
دیکھا حسرت سے آسمان کو — روکا کبھی دل کبھی فغان کو
بولا کہ یہ امتحان کی تکرار — زیبا ہی بر اسے عاشق زار
کرنا نہ بس اب فغان و زاری — اگر دل پہ صلاح ہی ہماری
کاوش سے فلک کی غم نہ کھا تو — کاہش پہ نظر نہ کر ذرا تو

پتھر نہین تو بشر کا دل ہی / پر صبر ہی تجھسے متصل ہی
رستے مین یہ سب ہین سخت آلام / منزل پہ پہونچ کے ہوگا آرام
گذری نہین ایکسان کسی کی / سنتا نہین آسمان کسی کی
نیرنگیِ چرخ چنبری ہی / اک یہ بھی ہوائے سرسری ہی
اک چشم زدن مین کچھ نہین ہی / کیون اتنے سے کے واسطے حزین ہی
سب چھوڑ گئے تو کچھ نہین ڈر / مین ساتھ ہون تیری زندگی بھر
قادر ہی شریک حال تیرا / تقدیر کو ہی خیال تیرا
خاطر تھی زبسکہ اُس حزین کی / جو بات کی خوب دلنشین کی
نی دوست نہ آشنا نہ غمخوار / وہ منزلِ غم وہ راہ دشوار
بہلاتا نہ دل کو گر وہ اس طور / ظاہر مین شریکِ الم تھا کوئی اور
گو کہتا تھا اپنے نفس سے ہان / غم چند نفس ہی اور مہمان
اے منزل درد و غم کے رہرو / بیدل نہ ہو گو جفائین ہون سو
کاوش پہ اگر فلک ہی تو کیا / تر آنسوون سے پلک ہی تو کیا
ایذا اے برہنہ پائی یک سمت / کانٹون کی وہ کج ادائی یک سمت
غربت کی مصیبتین وطن دور / سہے داغ کی جا جگر مین ناسور
وہ صدمہ ہجر یار مطلوب / وہ ذوق درِ دیار مطلوب
وہ اشک کے قافلے کا چلنا / وہ رنگ نگاہ کا بدلنا
وہ سانس کا ہر قدم پہ رکنا / وہ قد کا کمان کی طرح جھکنا
وہ تاب و توان کی بیقراری / وہ زور فغان و آہ و زاری
اس سے بھی ہو اور اگر زیادہ / تو عشق کا چھوڑنا نہ جادہ
اب لیتے ہین چلکے کشور حُسن / پیتے ہین رحیق ساغرِ حُسن

دکھلا ہمت کی اپنی چستی
جو خوف سے بھاگ جائے سستی

گردون کی یہ بدبختیان ہین
کچھ اور دنون کی سختیان ہین

میدان وفا مین ہی یہی شرط
لیکن تھوڑی ہی زندگی شرط

ہوگا وہی ہی جو اُسکو منظور
ہم دور نہ کشور صنم دور

کرتا ہوا شاد صبر کا دل
طی کرتا تھا دشت غم کی منزل

کانٹون مین وہ نازون کا پلا تھا
پیدل کبھی کاہے کو چلا تھا

سب عشق کی یہ کرامتین تھین
مرجانے کی ساری صورتین تھین

یہ عشق ہی وہ بلائے دوران
جس سے جاتی ہی مفت مین جان

سودا تو ہے پیشہ دست اسکا
ہر جا پہ ہی بند و بست اسکا

گل ہی کہین اور کہین ہی یہ خار
ہی سہل کہین کہین یہ دشوار

تریاک کہین کہین بنا زہر
دریا ہی کہین کہین یہ ہی لہر

ہی داغ کہین کہین یہ کافور
مرہم ہی کہین کہین یہ ناسور

دیوانہ کہین کہین ہی ہشیار
نافہم کہین کہین سمجھدار

جانبر اس سے ہوئی نہ عذرا
وامق پہ کیا ملال گذرا

مجنون کو سکھا سکھا کے مارا
لیلی کو جلا جلا کے مارا

ہر رنگ مین ہی چمک اسی کی
شہرت ہی دور تک اسی کی

ملکون ملکون ہی راج اسکا
مشکل ہی بہت علاج اسکا

افسانہ ہی نل دمن کا مشہور
بلبل ہی عشق گل مین رنجور

پروانہ جو شمع پر فدا ہی
تو کبک قمر پہ مبتلا ہی

طرفہ اک شی ہی الغرض یہ
دارو ہی کہین کہین مرض یہ

ننگ و ناموس کا ہی دشمن
عقل و دانش کا ہی یہ رہزن

بینائی جب آنکھ کی ہر لیتا — پھر خاک نہین سجھائی دیتا
اسکا ہو جاے سامنا جب — مشکل ہی دل کا تھامنا تب
پڑجاتا ہی معرکہ قضا سے — اللہ بچاے اس بلا سے
جب عشق کی یون تعب اٹھائے — افسوس نہ کیون قمر پہ آئے
دراصل عجب بلا مین تھا وہ — رنج و الم و عنا مین تھا وہ
اک دشت بلا مین لٹ گیا تھا — ساتھی بھی اس سے چھٹ گیا تھا
تھا کون تسلی دینے والا — عنقا تھا خبر کا لینے والا
گہ باتین کچھ اپنے دل سے کرتا — گہ روکے وہ ٹھنڈھی سانس بھرتا
سمجھاتا جو دم لبون پہ آتا — چلتا کبھی تھک کے بیٹھ جاتا
گہ درد سے وہ کراہتا تھا — گہ صبر سے داد چاہتا تھا
گہ دشت کی خاک چھانتا تھا — گہ جینے کو روگ جانتا تھا
آتا جو کبھی تصور یار — جاتے تھے پانچون حواس اکبار
دل محو جمال یار پاکر — کہتا یہ صبا سے خاک اڑاکر
جس جا ہو مہ تمام میرا — پہونچا یہ اسے پیام میرا
عاشق ترا تنکے چن رہا ہی — جنگل مین سر کو دھن رہا ہی
ر پردہ نشین محفل حسن — رونق افزاے منزل حسن
جانے کو ہی سوے عدم وہ — زندہ ہی اور کوئی دم وہ
ق کرتا جنون جو سر پہ چڑھکر — رو دیتا تھا اس غزل کو پڑھکر

غزل

داہش اُسی بیمثال کی ہی — شہرت جسکے جمال کی ہی
لفت سب تجھسے کمال کی ہی — فرقت مین طلب وصال کی ہی

ڈرتے ہین پھر اک جھلک دکھادو — حسرت ہمین اُس جمال کی ہی
کانٹون نے خون پیکے میرا — ہر اپنی زبان لال کی ہی
فرقت کے کیا درازدن ہین — اک اک گھڑی ایک سال کی ہی
بیتابی دل نہ کیون فزون ہو — افراط غم و ملال کی ہی
پھوٹے ہین بہانۂ ورم سے — قدمون نے کبھی ہمسے چال کی ہی
اُن زلفون نے پیچ دیکے ای ہوش — یہ زیست ہمین وبال کی ہی
سے تھے شعر زبان پہ دردآمیز — پڑھتا تھا کبھی غزل جنون خیز
گہ خاک کو لیکے مُنھ پہ ملتا — گہ جوشش جنون سے جلد چلتا
وہ عاشق راست بازو پامرد — چندے رہا خوب بادیہ گرد
تھا قلب کشا کشون سے بیکل — دیکھا عجب اک فضا کا جنگل
کانٹے آنکھون سے چل کے وہ راہ — دو دن رہا گرم رو وہ دلخواہ
دیتا ہوا اپنے دل کو تسکین — جاتا تھا وہ نامراد و غمگین
ناگہ نظر آیا اک بیابان — تھا نام کو بھی جہان نہ انسان
انسان تو کیا سمجھ کے جاتے — جن ڈرتے تھے اُس جگہ پہ آتے
کوسون نہ درخت تھا نہ پانی — مشکل تھی وہان پناہ پانی
تھی آب کی جستجو کماہی — مضطر تھی زمین پہ ریگ ماہی
ہر ذرہ وہان کا بندہ پرور — چشمک زن آفتاب محشر
ڈر کرتا تھا وان جو پاسبانی — آتی تھین صدائین بھی ڈرانی
تھا دھوپ سے دن کا رنگ کالا — پر شام سے روز تھا اُجالا
اُس دشت بلا مین وہ جفاکش — دراصل سپند تھا بر آتش
جوتا پانون مین اور نہ مرکب — آسان تھا اُس جگہ گذر کب

لیکن وہ غریق لجۂ غم
تھا صبر کے حق مین فخر عالم

یا یہ کہ یہ اپنے حال مین تھا
یا اور ہی کچھ خیال مین تھا

اُس دشت کو الغرض بہرطور
طے کر گیا ہفتے بھر مین فی الفور

آخر ہوئی منزل امتحان کی
قسمت پلٹی قمر جہان کی

کاٹی تھی کچھ اور تھوڑی سی راہ
دیکھا جو سواد شہر ناگاہ

سُرخی رُخ باصفا پہ آئی
زردی مین کچھ کمی سی پائی

جو جو یہ بڑھا بڑھی بشاشت
تازہ ہوئی روح آئی راحت

بیتابی کے جمع تھے جو اسباب
ہلچل ہوئی سب ہوے جو بیتاب

درد و الم و ملال و حسرت
ہونے لگے باری باری رخصت

مُنھ پھیر کے کسل بھی سدھارا
کم زوری نے اپنا رخت اُتارا

غالب جو ہوئی ذرا طبیعت
دریا کی طرح بڑھ آئی طاقت

کوتاہی کی ہر مرض نے گھٹ کر
تسکین بھی آگئی پلٹ کر

تخفیف مین آئے جملہ اظلم
آخور کی بھرتی ہو گئی کم

آرام جو کر کے آئی راحت
تکلیف پہ کی کمال شدت

بھاگ اُٹھی جنون کی سب نئی فوج
برسون کی قدیم رہ گئی فوج

اس جاہ و حشم سے وہ دل آرا
پہونچا در شہر پہ قضارا

اُس شہر کے کیا بیان ہون اوصاف
رشک شرفا جہان کے اجلاف

ہم وسعت لکھنؤ تھا وہ شہر
ہم صورت لکھنؤ تھا وہ شہر

ہر راہ برنگ کہکشان تھی
رفعت مین زمین آسمان تھی

مشہور دیار حسن تھا وہ
گلزار بہار حسن تھا وہ

جاتا تھا قمر جہان ادھر سے
آئی تھی برات اک اُدھر سے

بولی بڑھکر مراد خاطر
یہ نیک شگون ہی بہ ظاہر

بولا وہ ماہ ہاں یوہین ہی
انشاء اللہ ہاں یوہین ہی

پوچھا جو کسی سے شہر کا نام
بولا کہ دیار حسن خود کام

جنت کی طرح سے پر فضا ہی
مشہور ر جنگل بھی جابجا ہی

ناکام ہین جو یہان پہ آتے
منھ مانگی ہین سب مراد پاتے

وہ آگے بڑھا رُکا یہ خوشخو
سجدے کے لیے جھکا یہ خوشخو

پھرتا ہوا سب طرف بصد جاہ
جا نکلا سرا مین شب کو وہ ماہ

بھٹیاری کے یان مکان جو پایا
لینے دینے کا ذکر آیا

اکہ بازو کا وہ دیا کھول
تھا جسکا خراج مملکت مول

ای توسن خامہ صبا دم
شاباش تجھے نہ کیون کہین ہم

اک چال سے کاٹی راہ ساری
پہونچا دی شہر تک سواری

اب شہر کی گشت کر ذرا اور
دیکھون تو کہ ہی یہان کا کیا طور

گذری ملکہ پہ کیا مصیبت
کس طرح کٹے یہ روز فرقت

تحریر وہ داستان غم کر
مہجور کا تذکرہ رقم کر

ناکردہ گناہ کی کہانی
منظور ہی پھر مجھے سنانی

وہ غنچۂ بوستان یکرنگ
تھی دہر کی کشمکش سے دل تنگ

ہونے کو تھی گردش فلک اور
ناگہ وہ سوال کا بندھا طور

چندے رہی اس سے شاد و خرم
آخر کو ہوا وہ عیش برہم

ترک کر لگی سب سے بات کرنے
رو کر لگی دن کو رات کرنے

ہر رات تھی اک بلاے دوران
ہر روز تھا اسکا دشمن جان

ہمجنسون سے بھاگتی تھی وہ ماہ
راتون کو جاگتی تھی وہ ماہ

نیند آنے کو گر ہوئی تو ٹالا
روکر اُسے آنکھ سے نکالا

مل مل کے یون سُجائین آنکھین
معلوم ہوا کہ آئین آنکھین

مہندی کی عوض مین ہاتھ ملتی
گلشن مین گلون سے ہٹ کے چلتی

کنگھی کرنے سے دم اُلجھتا
زلفون کا پیچ کم سُلجھتا

سرتا پا تھی وہ محوِ حیرت
آئینہ خود اُسکی تکتا صورت

بگڑی رہتی بناؤ سے وہ
بھاگی رہتی جماؤ سے وہ

دن رات تھا شغل آہ وزاری
اک نہر تھی آنسوون کی جاری

رونے کی جو پڑ گئی تھی اک خو
گرتے تھے ہنسی کے ساتھ آنسو

تھی تکیہ کلام آہ اُسکی
اک سرو پہ تھی نگاہ اُسکی

پیمانۂ خون تھی چشمِ حق بین
گرتے تھے پلک سے اشک رنگین

آنکھون مین نگاہ تک کھٹکتی
صورت نہ کسی کی دیکھ سکتی

گو نام خدا جوان تھی وہ
پر ضعف سے دھان پان تھی وہ

چلنے مین کبھی ہوا جو آتی
تھی سر کو پکڑ کے بیٹھ جاتی

دم چڑھتا جو ٹھنڈی سانس بھرتی
سر پھرتا جو آہ ضبط کرتی

فرقت سے بدن نزار رہتا
دن رات اُسے بخار رہتا

تھی بھوک مین رو نہ پھول کھاتی
اشکون سے وہ تشنگی بجھاتی

لب پر نہ غذا کا نام آتا
دانہ اُڑ کر نہ منہ مین جاتا

کس کرب سے شب کو کاٹتی تھی
غصے سے لب کو کاٹتی تھی

کروٹ سے بھی کچھ نہ جی بہلتا
دل کو رہ رہ کے کوئی ملتا

آرام تو بھولے سے نہ پاتی
بےچینی کمال تھی ستاتی

اعضا شکنی تھی اسکی ہمدرد
اکدم ہوا جسم سے نہ کم درد

چپ ہوتی تو پہروں کچھ نہ کہتی
بکتی تو نہ پھر خموش رہتی

ہمراز یں تھیں بسکہ اُس سے مالوف
تھیں چارہ گری مین دل سے مصروف

سچ پوچھیے تو سواے وصلت
کچھ اور نہین علاج فرقت

اک روز وہ سب صلاح کرکے
آبیٹھین قریب اُس قمر کے

بولین کہ ابھی سُنا ہے اے ماہ
آپہونچا وہ مہر آسمان جاہ

وہ بولی کہ واہ مین نہ مانون
اک بولی صحیح ہے بلا لون

وہ بولی کہ اب نہ آئیگا وہ
کیون راہ کے دُکھ اُٹھائیگا وہ

اک بولی نہ آنا غیر ممکن
یون آے کہ جیسے آج کا دن

جی تمنے جلاکے کر دیا خاک
کیا کہتی ہو کچھ بھی ہے تمھین باک

کچھ اور نہ اب کہو زبان سے
بس باغ چلی چلو یہان سے

وان خوف وخطر نہین کسی کا
ہر وقت گذر نہین کسی کا

یان جائین تو جائین کس طرف سے
آنے کو بلائین کس طرف سے

خالی وہ مکان جو پائینگے ہم
تم بیٹھنا ڈھونڈھ لائینگے ہم

یہ سُنکے اِدھر وہ گل ہنسائی
نرگس ملکہ سے اذن لائی

رخصت سے جو جان آئی تن مین
تھی مثل بہار وہ چمن مین

اُس قصر مین بیقصور آئی
جنت مین وہ رشک حور آئی

یان آنا جو آیا اسکے دل مین
تھا وہ بھی تو آگیا چگل مین

جب رات ہوئی تو بولی وہ گل
اب ہے جانے مین کیون تامل

ایک ایک سے بولی کون جائے
اک بولی جو خالی پھر نہ آئے

نرگس نے کہا کہ وہ ہمین ہین
ہر نقش مراد کے نگین ہین

ہین ذہن کی طرح سے رسا ہم
پھرنے مین ہین صورت صبا ہم

سے آئینگے داؤن گھات سے ہم — جو کینگے نہ اپنی بات سے ہم
چاہا رب نے تو لائین پر لائین — خالی جو پھرین تو منھ نہ دکھلائین
وہ دور تو مین بھی کچھ نہین دور — پر دیکھون خدا کو کیا ہی منظور
یہ کہکے وہ شاطرون کی اُستاد — گھر ہی سے بنی فقیر آزاد
مقصد کی جو اُسکو جستجو تھی — نکلی تو برنگ آرزو تھی
تصویر جو مانگنے سے پائی — شکل آسکے مراد نے دکھائی
تقدیر نے خوب رہبری کی — پہونچی تو اُسی سرا مین پہونچی
دیکھا تو اُسی کو پہلے دیکھا — رہنے کو وہان اُسی سے پوچھا
وہ بولا کہ مین بھی ہون مسافر — خالی تو ہی اک مکان بظاہر
پر تم بھی یہین رہو تو کیا ڈر — وہ بولا کہ ہی جگہ تو بہتر
بولا وہ تم آؤ دل مین جا ہی — آنکھین جو بچھائین ہم بجا ہی
وہ بولا کہ خوش رہو سدا تم — پاؤ اپنا بھی مدعا تم
وہ بولا ہوا کہان سے آنا — بولا کہ کہین نہین ٹھکانا
بولا کہ کہان یہ جاؤگے اب — بولا کہ جدھر کو لیچلے رب
بولا کہ فقیر کیون بنے ہو — بولا کہ یہ حال کچھ نہ پوچھو
دل دُکھتا ہی ایسی گفتگو سے — دو رنگ مین ہین بقول شخصے
عشق است وہزار شعلہ درتاب — عقل ست وہزار پنبہ درآب
اب تم کہو کس ملال مین ہو — کیا حال ہی کس خیال مین ہو
ظاہر مین تو ہو قمر جہان کے — رہنے والے ہو پر کہان کے
آئے غربت مین کیون وطن سے — کیون نکلے بہار مین چمن سے
یان آئے ہو گر تو کام کیا ہی — مشہور تمھارا نام کیا ہی

بولا وہ اک آہ سرد بھر کر
حالت نہین بس یہ حال ہی اب
خورشید ہون فی قمر جہان کا
شہر اپنا دیار ہنجود ی ہی
واقف نہین صورت چمن سے
قسمت نے کہان کہان پھرایا
ہون طرفہ بلا نصیب و رنجور
وہ بولا کہ کیا یہ دل مین آیا
سودا الفت کا مشفق من
باتون سے تو ہوتا ہی یہ ظاہر
منزل پہ پہونچ کے اسقدر یاس
یہ سُنکے جو اُسنے چشم تر کی
موجود نگہ کی تھی تراز و
چہرے کا خوشی سے رنگ دمکا
وہ بولا کہ مہربان کیا ہی
مطلب پہلو مین ہم طلب مین
قاصد سے قریب تر ہی مقصود
مطلوب کے سمت سے طلب ہی
ہی قصد پر اب ظہور مطلب
کی اُسنے جو رمز کی یہ تقریر
گلشن سے ہوا سے وصل اگر

دونون ہاتھون کو دل پہ دھر کر
چلنا پھر نا محال ہی اب
ذرہ ہون غبار کاروان کا
باغ اپنا بہار ہنجودی ہی
کیا کام غریب کو وطن سے
دل سے کھینچکے اس طرف بھی لایا
آشفتہ ہوا ہی نام مشہور
کیون روگ شباب مین لگایا
زر داد ن و درد سر خرید ن
ہو نام خدا الکمال صابر
بیکار ہی اب یہ فکر و وسواس
اُسنے تصویر پر نظر کی
تو لا تو نہ فرق تھا سر مو
ہنس دی وہ کہ لو نصیب چمکا
یہ بولا کہ طرفہ ماجرا ہی
غفلت سے پڑے ہین کس غضب مین
ایک ایک کے سامنے ہی موجود
طالب کو مقام عذر کب ہی
دشمن مقصد کی دیر ہی اب
ہو کر بیتاب اُٹھا وہ دلگیر
بلبل کو نیچلی اُڑ اکر

وان شوق مین سب کے سب پریزاد ‌ تھے باغ مین گل کی طرح سے شاد

یون تھی وہ اپنے ہمسنون مین ‌ دن عید کا جس طرح دنون مین

باراتون مین وصل یار کی رات ‌ یا وقت سحر میان اوقات

پھولون مین گلاب گل مین خوشبو ‌ آنکھون مین نگہ نگہ مین جادو

پر اُسکی نگاہ حسرت آلود ‌ تھی در پہ امیدوار موجود

مطلوب اگر ہو مثل طالب ‌ پھر سہل ہین سخت بھی مطالب

دونون کا ہوا جو ایک ہی نام ‌ وان ہجر کہان دوئی سے کیا کام

اک شکل ہی آنکھون کی نظر مین ‌ ہونے کو ہین فرش رہگذر مین

آمد کا خیال ہی جو ہر دم ‌ آتی ہی صدا اے خیر مقدم

ہنس دینے کو جی مین آرہا ہے ‌ جذب اپنا اثر دکھا رہا ہی

اک نور سا باغ مین ہی چھایا ‌ کہتا ہی کوئی کہ لو وہ آیا

ناگہ وہ برید یار شاطر ‌ فورًا ہوا سامنے سے حاضر

بولی اُٹھکر یہ اک مصاحب ‌ کیا مانگ کے لاے شاہ صاحب

وہ بولی کہ جو کہا وہ لائے ‌ پھیری خالی نہ کرکے آئے

شہزادی یہ سُنکے مسکرائی ‌ وہ اتنے مین اور پاس آئی

بولی کہ مین اُس خدا کے صدقے ‌ رکھ لی مری شرم آج جسنے

لو شہر مین وہ نگار آیا ‌ لو موسم وصل یار آیا

اِک وجہ سے مین نہ ساتھ لائی ‌ پر آنکھون سے اپنی دیکھ آئی

انعام ہمارا ہمکو دیجے ‌ مطلوب کو اپنے ہمسے لیجے

کیسے اب تو مراد پائی ‌ کیا دیجیگا ہمکو مُنھ دکھائی

پھیلی جو چمن مین نکہت یار ‌ بالیدہ ہوے تمام اشجار

سب باغ کے نونہال جھومے — جھک کر شاخون نے پانون چومے
پھولون نے کیا نثار زر کو — اک دھوم ہوئی ادھر اُدھر کو
نرگس تکتی تھی راہ اُسکی — تھی در کی طرف نگاہ اُسکی
گل پھولون نہ جامے مین سماتے — کانٹے تھے اُنگلی سے کچھ بتاتے
سوسن کی دعا ہوئی جو مقبول — اکبار تمام ہنس پڑے پھول
بھینی بھینی وہ بو تھی ہر سو — جیسے دولھا دلھن کی خوشبو
ایسے کسی باغ مین ہین کب گل — تھے گوہر شب چراغ سب گل
سبزے پر طرفہ روشنی تھی — مخمل پر چاندنی بچھی تھی
دیکھی جو خوشی کی یہ علامت — بولی وہ حور سرو قامت
ای قاصد عاشقِ پریشان — سو جان سے مین تیرے مُنھ کے قربان
سچ ہی جو بیان کیا ہی تونے — یا دل مرا رکھ لیا ہی تونے
بولی وہ سچ ہی سب یہ ای ماہ — کچھ جھوٹ نہین ذرا بھی واللہ
وان پہونچی نہ ہون تو ٹانگین ٹوٹین — دیکھ آئی نہ ہون تو آنکھین پھوٹین
وہ دور نہ تم نہ مین کہین دور — دیکھو گی جو دیکھنا ہی منظور
اک رات کی اور رہی جدائی — شادی کی گھڑی قریب آئی
ہنسکر اُسنے جو یہ سُنایا — کچھ آیا یقین کچھ نہ آیا
بولی گھبرا کے وہ پریزاد — سچ سچ کرتی ہو تم یہ ارشاد
وہ بولی کہ پھر ابھی بلاؤن — اس جھوٹ کو سچ مین کر دکھاؤن
شرما کے جو اُسنے سر جھکایا — جھٹ اُسنے نسیم کو بُلایا
زہرہ بھی سمجھ گئی اشارا — اُٹھی ہنسکر وہ ماہ پارا
منظور تھا راز کا چھپانا — ان دونون نے ملکے پردا تانا

نرگس بڑھکر پکار رہی آؤ
سمجھی ملکہ کہ دلگی ہی
سوسن بیٹھی ہوئی تھی خاموش
کہتی تھی کہ ماجرا یہ کیا ہی
جب روے قمر کا عکس آیا
بولی اکبار ہو کے شادان
باہر کی تو اب کسے خبر ہی
یہ کہہ رہی تھی ابھی وہ طرار
دو نون اکبار تھرتھرا کر
پردا فو رًا گرا جو در کا
ناگہ وہ گہن سے چاند نکلا
بیٹھا ہوا جو جہان تہان تھا
سوسن غش مین گری زمین پر
بولی کہ یہ واردات کیا ہی
کیا واقعی آگیا وہ گلرو
دیکھا جو نظر اُٹھا کے اکبار
رُخ یار کا بے نقاب دیکھا
تھرانے لگا جو نازک اندام
پر سنبھلی نہ اس سے بھی وہ مدہوش
برچھی کا نظر کی زخم کھا کر
ناہید نے دوڑ کر سنبھالا

پردا ہی میان مین واری آؤ
نرگس چہلین یہ کر رہی ہی
دین و دنیا کیے فراموش
بی بی نرگس کو کیا ہوا ہی
پردے کو کتان کی طرح پایا
کچھ اور بھی دیکھا ہی مین قربان
سب روشنی پردے کے ادھر ہی
پردا ابھی ہوا جو دور اکبار
بیہوش گرین زمین پہ آکر
اک ابر رُخ قمر سے سرکا
خورشید بھی جس سے ماند نکلا
محو دید قمر جہان تھا
شہزادی کھڑی ہوئی جھجک کر
کیون غش ہوے سب یہ بات کیا ہی
پھیلی ہی جو بھینی بھینی خوشبو
محشر کے عیان ہوے سب آثار
مہتاب نے آفتاب دیکھا
گھبرا کے ستون در لیا تھام
سر رکھکے ستون پر ہوئی غش
گرنے لگی جب وہ غش مین آکر
آنچل پھر اُسکے سر پہ ڈالا

مسند پہ لٹا کے یون پکاری — شانے کو ہلا کے یون پکاری
کیا حال ہے منہ سے بولو بی بی — دم گھٹتا ہے آنکھین کھولو بی بی
مین تم پہ فدا ہزار جان سے — کیا دیکھا کہو تو کچھ زبان سے
رو رو کے ہزار غل مچایا — پر اُس سے جواب کچھ نہ پایا
غش ہے یہ سمجھ گئی وہ ہشیار — تدبیرین جو کین ہوئین وہ بیکار
ہشیار ہوئی نہ جب وہ بالکل — آخر کو اُٹھی وہان سے وہ گل
بس جیسے ہی اِک قدم اُٹھایا — گردون کا زمین پہ دھوکا کھایا
اِک چاند نظر پڑا چمن مین — رعشہ سا عیان ہوا بدن مین
بیساختہ منہ سے نکلی اِک آہ — ناہید گری زمین پہ ناگاہ
نرگس نے دوڑ کر اُٹھایا — اُس باغ کے صحن مین لٹایا
شہزادے کے پاس آئی فی الفور — دیکھا تو یہان ہے رنگ ہی اور
پہلے ہی سمجھ گئی وہ طرار — بولی یہ قمر سے آ کے اکبار
سب غش ہوے اے جناب والا — یہ کون سا شعبدہ نکالا
اب دیر نہ زینہار کیجے — شہزادی کو ہوشیار کیجے
ناہید کے پاس سے جو آؤن — اُس ماہ کو ہوشیار پاؤن
نرگس یہ کہکر چلی اُدھر کو — تنہائی ادھر ملی قمر کو
آنکھین تلوون سے مل کے اکبار — دل کھول کے خوب سا کیا پیار
رُخ پر سے ہٹا دیا جو آنچل — سرکا بس چاند پر سے بادل
چار آنکھین ہوئین تو قہر آیا — دل ہلگیا رعب حُسن چھایا
سر زانو پہ رکھکے آخر کار — بیہوش ہوا قمر بھی اکبار
پہونچی جس وقت بوے کاکل — خوشبو سے بسا دماغ بالکل

لیکر انگڑائی آخر کار
ہشیار ہوئی وہ غش سے اکبار

دیکھا تو بغل مین روشنی ہی
اک چاند سے رخ کی چاندنی ہی

غش مین کوئی اپنے ساتھ پایا
سینے پہ کسی کا ہاتھ پایا

کچھ کچھ ہر چیز کو چھپا کے
اٹھ بیٹھی وہ ناز سے لجا کے

گھبرا کے ہر طرف نگہ کی
سمجھی کہ نہ دیکھتا ہو کوئی

دیکھا تو وہی بلاے جان تھا
پہچانا تو فرق پھر کہان تھا

جب کوئی ادھر ادھر نہ پایا
اس بے ادبی پہ غصہ آیا

بولی کہ غشی نہین یہ زنہار
ازبسکہ کمال ہی یہ عیار

ہشیار ذرا جو مجھکو پایا
بیہوش بس آپ کو بنایا

یہ باتین وہ اپنے دل سے کرکے
ہٹ بیٹھی قریب سے قمر کے

جب دیر تلک رہا وہ خاموش
تب سمجھی کہ واقعی ہی بیہوش

شک دور کیا یقین نے آکر
سر زانو پہ رکھ لیا اٹھا کر

چھاتی سے لگا کے اسکو جھٹ پٹ
اس مکھڑے کی لین بلائین چٹ چٹ

بولی صدمے غضب اٹھائے
ای جان بڑے تعب اٹھائے

اللہ رے ظلم چرخ سفاک
یہ نور کا جسم اور یہ خاک

یہ پھول سے تلوے اور یہ خار
یہ گرد یہ آئنے سے رخسار

شاباش ترے دل و جگر کو
کیا طی کیا دشت پر خطر کو

ہمت پہ تری نثار ہون مین
لونڈی تری ای نگار ہون مین

میرے لیئے سب یہ دکھ اٹھائے
کوسون یوہین تم اکیلے آئے

سنسان وہ منزلون کا میدان
کس طرح سے طی کیا مری جان

ایسا مرے عشق نے ستایا
تمکو کہین خوف بھی نہ آیا

کہنے یہ بتائی راہ تمکو | کیونکر ہوئی میری چاہ تمکو

کیون خاک مین سلطنت ملائی | کیا جی مین یہ بیٹھے بیٹھے آئی

وہ کون تھا ایسا دشمن جان | کہنے لگی کیا ترا شہر ویران

ن جبنے

کیون ذکر مرا زبان پہ لایا | مان باپ سے تجکو کیون چھڑایا

مجھ مین وہ ایسی بات کیا تھی | کی اُسنے بڑھا کے بیچ جسکی

تکلیف عبث اُٹھائی ای جان | کیا چیز پسند آئی ای جان

کہنے پہ عبث تم اُسکے آئے | بیکار غم و الم اُٹھائے

الفت جو تمھین ہوئی ہماری | سب ہین یہ خوبیان تمھاری

تمنے جو کشش اُٹھائی جانی | کی مجھپہ کمال مہربانی

کچھ روز دن کے بعد تم گر آتے | زندہ ہرگز نہ مجکو پاتے

صدقے مین تمھارے بچگئی جان | مانونگی عمر بھر یہ احسان

تمنے جو بہت اُٹھائی ایذا | تھوڑی ہمنے بھی پائی ایذا

مشہور ہی یہ تو ای فلک جاہ | ہوتی ہی دل کو دل سے اک راہ

کچھ رنج تمھین ہوے جہان پر | بن بن گئی یان بھی اپنی جان پر

جس روز سے آے تم چمن مین | طاقت سی آگئی تھی دل مین

لیکن فرقت کا تھا جو آزار | بیچین کیے تھا شوق دیدار

بگڑی ہوئی یون تو تھی طبیعت | پر آج بہت بُری تھی نوبت

جسوقت سے وان گئی تھی نرگس | اُس وقت سے مین پڑی تھی بیحس

روگ آنکھون کو انتظار کا تھا | شوق آنکھون کو دیدیار کا تھا

اُلجھن نے ستا رکھا تھا مجکو | دیوانہ بنا رکھا تھا مجکو

تم جبکہ ہوے چمن مین داخل | واہو گیا میرا غنچۂ دل

طاقت سے گیا ملال دل کا | اُٹھ بیٹھی ہوا یہ حال دل کا
بشاشش بہت جو دل کو پایا | کہتی تھی کہ کیا ہوا خدایا
تھی اس کشش و پیچ مین کہ ناگاہ | ظاہر ہوئی نرگس ہوا خواہ
آئی جو قریب تر یکایک | بولی ہنس کر کہ لو مبارک
آیا وہ سپہر حسن کا ماہ | اِک وجہ سے مین نہ لائی ہمراہ
مجھکو جب یہ یقین نہ آیا | اُسنے فوراً مجھین بُلایا
پردا بھی کیا اُسی نے اے ماہ | مین نے نہین کچھ کہا تھا واللہ
اُس پردے کی پر بساط کیا تھی | اُن سب کی وہ احتیاط کیا تھی
گو دونون کھڑی ہوئین وہ بن کے | نور آتا تھا سب اِدھر کو چھن کے
دیکھا جو یہ حُسن عالم آرا | پہلے وہی غش ہوئین قضارا
پردا جو اُٹھا وہ درمیان سے | سوسن چلی دیکھنے کو یان سے
دو گام چلی تھی لڑکھڑا کر | جو گر پڑی وہ بھی غش مین آکر
ناگاہ یہ میرے دل مین آیا | کیون غش ہوے سب کے سب خدایا
کس جادو چشم کا ہی جادو | کس چاند کا ہی یہ نور ہر سو
کس بانکی ادا کا تھا اشارا | کسنے انھین اک نگہ مین مارا
دیکھا تو نظر تم آے اکبار | اک تیر جگر کے ہو گیا پار
اللہ نے وقت وہ دکھایا | دل ڈھونڈھتا تھا جسے وہ پایا
اب کیا کہون تمسے چرخ کے جور | تھا دل مین کچھ اور ہو گیا اور
چاہا تھا کہ لاؤن تمکو جا کے | غش ہو گئی اک قدم بڑھا کے
ہوش آیا تو تمکو بر مین پایا | اک نور تمام گھر مین پایا
مین لینے چلی تھی تمکو اے ماہ | مجبور ہوئی غشی سے واللہ

بولو کہیں ناصبور ہوں میں | ہوں یا نہیں بقصور ہوں میں
اس بات پہ توڑ کے ہو بیکار | افتادے سے آدمی ہے ناچار
رکھ لینگے یہ بھی ضد تمھاری | لو یہ بھی سہی خطا ہماری
دیکھو ادھر آنکھیں کھول کر تم | خوش کر دو منھ سے بول کر تم
ای مہر لقا و غیرت ماہ | اپنا تو یہی ہے قول واللہ
گر بر سر و چشم من نشینی | نازت بکشم کہ نازنینی
لیکن اس وقت دل ہے بیتاب | سب جمع ہیں رنج و غم کے اسباب
کچھ وجہ بتا دو پھر نہ بولو | لب اتنے ہلا دو پھر نہ بولو
یہ کہکے پکاری کرکے اک آہ | بیہوش ابھی تو خود ہے یہ ماہ
کرتی ہوں یہ خطاب کس سے | پاؤں گی میں جواب کس سے
بے آس ہوئی یہ کہکے وہ ماہ | کھینچی گھبرا کے دل سے اک آہ
کس یاس سے ہر طرف نظر کی | اشکوں سے مژہ تمام تر کی
تکتی تھی بغور گہ قمر کو | گہ دیکھتی تھی ادھر ادھر کو
چہرے کی کبھی بلائیں لیتی | دامن کی کبھی ہوا وہ دیتی
روتی کبھی زار زار وہ گل | کرتی کبھی اسکو پیار وہ گل
گہ چاند سے رخ پہ صدقے جاتی | گہ زلف کا لخلخہ سونگھاتی
پنکھا کبھی زور زور جھلتی | تلووں سے کبھی تھی آنکھیں ملتی
چھاتی سے کبھی لگاتی اسکو | گہ عطر کوئی سونگھاتی اسکو
راز اپنے وفا کے کھولتی تھی | بند اسکے قبا کے کھولتی تھی
تعویذ جو پہنے تھی وہ خوشخو | گھبرا کے پنھا دیے سب اسکو
جھک کر کبھی سانس دیکھ لیتی | قسمیں کبھی چپکے چپکے دیتی

چھینٹے کبھی آنسوون کے دیتی
رو کر کبھی نبض دیکھ لیتی

روئی بھی پکارا بھی کئی بار
لیکن نہ ہوا وہ ماہ ہشیار

حیرت مین آکے رہگئی وہ
سر اپنا جھکا کے رہگئی وہ

تھا اُسکو وہی ملال جانکاہ
نرگس پھری اُس طرف سے ناگاہ

دیکھا تو خموش ہی وہ گلرو
بیٹھی ہی سوچ مین دو زانو

اِس زانو پہ تو سر قمر ہی
اُس پر ہاتھ اپنا اور سر ہی

نرگس بیٹھی قریب آکے
بولی سرہانے سے اُٹھا کے

کیون آنکھون مین یہ بھرے ہین آنسو
کیا فکر ہی کیون ہو سر بزانو

یہ کاہے کا سوچ ہی مری جان
کچھ حال کہو مین تم پہ قربان

نوبت ہی بہت بُری تمھاری
اب کسلیے اتنی بیقراری

بولی وہ دل سے کھینچکر آہ
دیکھو تو انکا حال لِلّٰہ

یہ وقت ہوا ہی روتے روتے
پر یہ نہین ہوشیار ہوتے

بولی کہ ہی کیا سمجھ تمھاری
ہین سب یہ بناوٹین مین واری

وہ بولی کہ شرم کر خدا سے
کیا کہتی ہی توبہ ڈر خدا سے

سب طرح سے آزما چکی ہین
قسمین بھی بہت دلا چکی ہین

مکّار یہ باوفا نہین ہی
عیار یہ مہ لقا نہین ہی

مانا کہ مرا کہا نہ سُنتا
قسمون سے بھی مطلقا نہ سُنتا

کہہ بیٹھی تو بیدھڑک یہ کیا بات
نرگس تو بھی بڑی ہی بدذات

وہ بولی ہوا قصور مجھسے
آزردہ نہ ہون حضور مجھسے

بیہوش ہی واقعی یہ گلرو
فرق اسمین نہین ہی یکسر مو

اچھا کیوڑہ یہ مجھسے لیجے
خوب اسکے مُنھ پہ چھینٹے دیجے

پھر انکو گلے لگائیے آپ
تھی بسکہ نہ ہوش مین ذرا وہ
جب کیوڑے نے تر کیا دہن کو
بوے محبوب آئی سے فی الفور
خوشبو مین تمام ہو گئین گرد
ہوش آیا ذرا جو اُس قمر کو
پا کر تجھکو یہ خود نہ کھو جاے
وہ کہنے لگی خدا نکردہ
جب اچھی طرح ہوا وہ ہشیار
بولی کہ مبارک اے سمن فام
شہزادہ یہ سُنکے مسکرایا
اُٹھی یہ کہکے وانسے وہ گل
باتون کی جب نہ آئی آواز
وان بھی جو قمر کے دل مین آیا
سنبھلی تھی وہ نہ پیچھے ہٹ کر
تڑپی مچھلی ہزار وہ گل
ترسا ہوا مدتون کا تھا وہ
مسند پر لاکے جب لٹایا
گردن مین دو نون ہاتھ ڈالے
گستاخیان جب قمر نے یہ کین
گردن کو جھکا لیا ادا سے

خوشبو اپنی سونگھائیے آپ
نرگس نے جو کہا کیا وہ
اور ٹھنڈی ہوا لگی بدن کو
طرہ سب پردہ ہو گئی اور
جان آئی ہوے دل و جگر سرد
نرگس نے کہا کہ تم تو سر کو
ایسا نہ ہو شادی مرگ ہو جاے
اسنے کیا اُٹھ کے جلد پردہ
گستاخ اُدھر ہوئی وہ طرار
دلوائیے اب ہمارا انعام
سر شرم سے زانو پر جھکایا
اک پل بھی نہ پھر کیا تامل
اُٹھی یہ مست عشوہ و ناز
پردہ بیچ کا ہٹایا
اسنے جو اُٹھا لیا جھپٹ کر
لیکن اسنے سُنا نہ بالکل
سُنتا کہنے کو اُسکے کیا وہ
تکیہ زانو کو بس بنایا
ارمان دل زار کے نکالے
شرما کے آنکھین بند کر لین
منھ اپنا چھپا لیا حیا سے

بیجا جو قمر کا ہاتھ آیا
دو چیزون کو ایک جا پہ پایا

بس اُسنے جھجک کے آنکھ کھولی
ظاہر مین بگڑ کے وہ یہ بولی

کیون تمنے یہان یہ ہاتھ ڈالے
تم کون ہو اسکے چھونے والے

سنبھلے ایک جا پہ ٹھٹک کے بیٹھو
مسند سے ذرا سرک کے بیٹھو

انسان بنو جو اس مین آؤ
دیکھو اب میرا مُنھ نہ کھلواؤ

نرگس نے یہ تمکو سر چڑھایا
قسمت نے یہ تمکو دن دکھایا

اپنے تئین دیکھو مجکو دیکھو
کچھ خیر ہی کیا ہوا ہی تمکو

یہ وقت کی خوبیان ہین ساری
کچھ اسمین نہین خطا تمھاری

پھر تمسے مین کہتی ہون خبردار
اب ہاتھ اِدھر نہ آئے زنہار

وہ بولا کہ دون کی نہ لیجے
آپ اپنی طرف خیال کیجے

مین بھی اسی سوچ مین پڑا ہون
یہ سچ ہی کہ خواب دیکھتا ہون

حیرت ہی کہ مین کہان کہان تم
کیونکر نہ مرے حواس ہون گم

وہ بولی کہ بس یقین مانو
تم سب یہ خیال و خواب جانو

بولا وہ ایک بار خوش ہو
بس تم بھی اسی طرح سے سمجھو

وہ بولی کہ یہ بھی ہین نئے طور
مین کچھ کہون تم جواب دو اور

وہ بولا نہین یہی تو ہی بات
وہ بولی کہ تم بڑے ہو بد ذات

وہ بولا کہ مین بہت ہون تم کم
بولی کہ عجب بلا مین ہین ہم

وہ بولا کہ دل لیا تھا پھر کیون
وہ بولی نہین دیا تھا پھر کیون

وہ بولا کہ بس یہی تھا مطلب
دل لیکے یہ بیرخی ہی کیون اب

بولی کہ یہ کیون نہین ہو کہتے
بیدل تم اسلیے ہو رہتے

عاشق ہو ہمارے چشم بد دور
وہ بولا جو تمکو بھی ہو منظور

بولی کہ جواب صاف دیجے — وہ بولا کہ میرا دل بھی دیجے
بولی کہ کوئی گواہ لاؤ — بولا کہ جناب عشق آؤ
بولی کہ یہ جھوٹ ہی کہا پھر — ہی آپ کا دل گواہ حاضر
بولی کہ چہ خوش یہ کیا ہی شاہد — وہ بولا کہ پھر خدا ہی شاہد
چپ ہو گئی جب وہ مسکرا کے — یہ ہنس دیا چھاتی سے لگا کے
وہ بولی کہ سیکھو آدمیت — آجائے کوئی تو ہو قیامت
یہ بات نہ کہ چکی تھی وہ ماہ — کھنکاری جو نرگس آکے ناگاہ
بولی کہ بُرا ہو تمھارا — بس ابتو الگ ہٹو خدارا
بالکل نہین چھو گئی ہی غیرت — یہ کیسی تمھاری ہی طبیعت
یہ کہتے ہی بس مچل گئی وہ — دل کی صورت نکل گئی وہ
کچھ دور قمر جہان سے جا کے — بیٹھی زانو پہ سر جھکا کے
بولی کہ صدا ہو کیا سناتی — یان کیا ہی کیون نہین ہو آتی
آئی یہ سُنکے وہ ادب دان — بولی کہ مین اس گھڑی کے قربان
صد شکر بر آئی میری امید — ہی آج قران ماہ و خورشید
دو چاند ہین ایک شب کے بر مین — کیا چارون طرف ہی نور گھر مین
سجدے کو جھکی زمین پہ چھٹ پٹ — لی دونون کی پھر بلائین چٹ پٹ
بولی وہ کہ اور سب کہان ہین — بولی کہ چمن کے درمیان ہین
تدبیرین کین مین نے جب ہزارون — ہشیار ہوئی ہین اب وہ چارون
کیا عرض کرون مین حال اُنکا — تھا مجھکو بڑا خیال اُنکا
ان جھگڑون مین اتنی آگئی رات — یان ٹھہری نہ آکے کی کوئی بات
جان آئی ہوئی ہین جب وہ ہشیار — لونڈی تو بلا مین تھی گرفتار

تشویش مین دو طرف نظر تھی ——— اک ٹانگ اِدھر تھی اُدھر تھی

وہ بولی کہ اُنکو بھی بلا لو ——— تم بھی یہین تھوڑی دیر بیٹھو

وہ بولی کہ مین نہ جاؤنگی اب ——— حاضر ہوئینگی آپ وہ سب

فرمایا کوئی خواص ہی یان ——— بولی کہ ضرور ہوگی جی ہان

ہی کوئی کہین کوئی کہین ہی ——— دو سو مین سے ایک بھی نہین ہی

اب اُٹھ کے جو بیٹھی ہونگی ناہید ——— ایک ایک پہ ہوتی ہوگی تہدید

یہ ذکر ابھی کر رہی تھی وہ حور ——— دکھلائی دی روشنی جو کچھ دور

بولی کہ لو آئی خود وہ ذیجاہ ——— خاصے کے خوان بھی ہین ہمراہ

اب پہلے تو جامہ خانے چلیے ——— پھر وانسے خاصہ کھانے چلیے

کس ناز سے دیکے ہاتھ مین ہاتھ ——— اُٹھی لیکر قمر کو وہ ساتھ

آتے آتے غرضکہ ناگاہ ——— پہونچی بارہ دری مین وہ ماہ

مسند پہ ہوا قمر فروکش ——— جامہ خانے گئی وہ مہوش

ہر ہفت ہوئی بدل کے پوشاک ——— بن آئی کمال چست و چالاک

شب خوابی کا سب لباس پہنا ——— ہلکی ہوئی سب بڑھا کے گہنا

کیا سادی طرح تھی آفت جان ——— جس پہ سے سو بناؤ قربان

دل پستے تھے حشر کی وہ رفتار ——— اک قہر تھی گھنگرؤن کی جھنکار

آثار کنوارے پن کے سب تھے ——— بے مستی دہان اچھوتے لب تھے

آنکھون مین حیا بدن مین پھرتی ——— وہ صاف شکم وہ ڈھیلی کرتی

آنچل جو اُلٹ کے سر پہ ڈالا ——— پیدا ہوا گرد ماہ ہالا

ہر گام پہ ایک قہر ڈھاتی ——— نکلی بن ٹھن کے مسکراتی

اک ہاتھ پہ پائچے اُٹھائے ——— نیچی نظرین بدن چُرائے

شہزادے سے منہ کو موڑ کر وہ	بیٹھی مسند کو چھوڑ کر وہ
حاضر ہوئے آکے جب بکاول	خاصہ سب نے کیا تناول
نرگس نے جو پھر اشارا پایا	بی زہرہ کا طائفہ بلایا
بسم کر دیا اُسنے ناچ گاکے	خوش کر دیا یہ غزل سُناکے

غزل

یہ نکہت زلف یار آئی	یا عطر فشان بہار آئی
لا پھول پلا دے جلد ساقی	سُنتے ہین کہ پھر بہار آئی
تم آئے تو دیکھنے کو ای جان	آنکھون مین جان زار آئی
پھر دل پہ کھنچی شبیہ ساقی	پھر بادہ کشی کی بار آئی
لیلی تری زلفین دیکھنے کو	شب بنکے ہزار بار آئی
فرقت کی شبین گذر گئین ہوش	اب نوبت وصل یار آئی
القصہ اسی طرح وہ گائی	ہر بار نئی غزل سُنائی
ٹھہری جس وقت ناچ گاکے	بولی نرگس یہ مُسکرا کے
کیون صاحبو کیا ہے اب ارادہ	رات آگئی ہے بہت زیادہ
سونے کی سویرے سے ہے عادت	برخاست کرو بس اب یہ صحبت
اُٹھی جو وہ یہ کلام کر کے	بی زہرہ چلین سلام کر کے
موقوف ہوا جو ناچ گانا	حاضر ہوا نیند کا بہانا
صحبت کے سارے لوگ سرکے	سب اُٹھ گئے ایک ایک کرکے
پائی جو خواصون نے اجازت	وہ بھی ہوئین باری باری رخصت
ناہید اُٹھی تو بولی وہ گُل	بی تم تو ذرا کرو تامل
وہ بولی کہ اب نہین مرا کام	رات آئی بہت کرو بس آرام

وہ بولی کہ تو بہ جلدی کیا ہی — سونے کو تمام دن پڑا ہی

بولی نہین مجھکو نیند واللہ — اک دم مین گئی اور آئی ای ماہ

جب وہ بھی گئی بہانہ کر کے — ہاتھ اسکی طرف بڑھے تڑپ کے

پنجے مین جو آگئی کلائی — طاقت سر دست ہاتھ آئی

زانو پہ بٹھایا اُس قمر کو — چھاتی سے لگایا اُس قمر کو

دونا ہوا حُسن رحل زانو — چوما بادب وہ مصحف رو

صحبت کو جو سب سے خالی پایا — ایک ایک نے حال دل سُنایا

دُکھڑون مین گذر گئی وہ سب رات — شہزادے کے دل کی رہگئی بات

اُٹھ بیٹھی وہ ماہ مُسکرا کر — کھنڈت ڈالی سحر نے آکر

ناہید خبر جو لینے آئی — جو سمجھی تھی وہ نہ بات پائی

شہزادہ سدھارا سوے حمام — بیٹھی پاس آکے وہ سمن فام

بولی شوخی سے مُسکرا کے — ای تم بھی تو اب نہا دُھلا کے

وہ بولی کہ جائین یا نہ جائین — مطلب آپ اپنا تو بتائین

یہ ذکر تھا سب جو ہو گئے جمع — پروانے تھے گرد بیچ مین شمع

بیٹھی تھی سر جُھکائے وہ گُل — بستہ تھی کلی دہن کی بالکل

آپسمین تو ہنس رہی تھین وہ سب — پر سب کا سمجھتی تھی وہ مطلب

اک بات بنا کے ٹالتی تھی — ایک ایک پہ ہنس کے ڈھالتی تھی

شاد اپنے پرائے ہو رہے تھے — وہ رمز وکنائے ہو رہے تھے

سوسن کی زبان چل رہی تھی — نرگس آنکھین بدل رہی تھی

ہنس ہنس کے نسیم گُل کھلاتی — زہرہ الگ اپنا راگ گاتی

چشمک یہ دیکھ بھال کر وہ — اِکبار اُٹھی وہان سے ٹال کر وہ

منہ دھونے کو جب وہ باہر آئی
چوکی صندل نے بس بچھائی

سونے کا آفتابہ آیا
صبح صادق نے منہ دھلایا

جو جو عارض پہ ہاتھ پھرتا
پانی سونے کا ہو کے گرتا

ہر قطرہ بنا خوش آب گوہر
موتی منہ پہ ہوے نچھاور

زندے ہونٹھون پہ دم گنواتے
مردے قم سنکے جان پلتے

غنچے کا دہان تنگ مین طور
منہ کھولا تو گویا گل کھلا اور

انگلی دانتون پہ جب وہ آئی
مچھلی نے جوے شیر پائی

رخسارون سے آفتاب و مہتاب
کم رتبہ و عیب دار و بے آب

ڈورے وہ نشیلی انکھڑیون کے
گویا کہ غزال دام مین تھے

دھو کر اسنے جو منہ اٹھایا
حیرت نے آئنہ دکھایا

شبنم کا لیکے ایک رومال
پونچھے آہستہ پھول سے گال

چمکا کندن سا رنگ فی الفور
آئینون پر جلا ہوئی اور

ہر آن نئی ادا دکھاتی
جامہ خانے گئی لجاتی

مسند پہ ہوئی وہ جلوہ آرا
جوڑا وہ ملا دلا اتارا

چوٹی گندھی ست لڑی کچوری
قد بھر تھی جو ناپنے سے پوری

دھانی جوڑا جو پہنا اکبار
مینا ہوا سونے پر نمودار

چہرہ جو عیان وہ پھول سا تھا
سبزے مین گل کھلا ہوا تھا

گہنا پہنا جڑاؤ سارا
جوبن کو بناؤ سے ابھارا

سرمہ دنبالہ دار دیکر
بانٹے ترکون کو اسنے خنجر

آفت تھی جدھر نگہ کو موڑا
صیادون کو بہر صید چھوڑا

صورت کو وہ بدل کے آئی
حجلہ سے دلھن نکل کے آئی

پہونچا ہر اک کے دل پہ دھچکا — کھایا جو کمر نے اسکی لچکا

اسکی ناز و ادا سے بھر کے — بیٹھی مسند پہ تکیہ کر کے

سرگرم نہانے مین بصد جاہ — تھا برج آتشی مین وہ ماہ

دالا گنین تھین غضب کی چالاک — ساتھ اسکے ہوئین برہنہ بیباک

تن پر نہ غبار رہنے پایا — مہتاب کے داغ کو مٹایا

نے لیکر آب زر مکرر — کیسہ بنتا تھا کیسۂ زر

لوٹا جب ہاتھ مین وہ لیتا — چشمہ آنکھون سے پانی دیتا

پانی سے سب وہ بہ گیا میل — خاشاک کو آکے لیگئی سیل

کندن ساجب وہ رنگ دمکا — حمام کا بھی نصیب چمکا

پھر کیوڑے گلاب سے نہا کر — نکلا حمام کو بتا کر

کشتی میکشش کے آگے آئی — پوشاک گلابی اسکو بھائی

کج فرق پہ رکھ کے تاج شاہی — ترچھا بانکا بنا سپاہی

گلگون جامہ جو رنگ لایا — اس پھول کو عطر مین بسایا

قبضہ تلوار کا پکڑ کے — پنجون کے بل اٹھا اکڑ کے

اس برج اسد سے ایک باری — نکلی مریخ کی سواری

سجکے پریون کے تخت آئین — راجہ اندر کا تخت لائین

آیا جسدم وہ محفل آرا — اٹھی مسند سے وہ دل آرا

بیٹھے مسند پہ دو دل آرام — اک حور لباس ایک گلفام

دو مصرع مطلع وفا تھے — تھے ایک اگرچہ وہ جدا تھے

ناہید اسکو خموش پا کے — بیٹھی باادب قریب آکے

شہزادی کا اشارا پا کر — شہزادے سے بولی مسکرا کر

تنہا آئے حضور کیونکر — پیدل یہ چلے اتنی دور کیونکر
بے دیکھے کس طرح دل آیا — کیونکر گل عشق نے کھلایا
کہکر احوال ابتدا سے — رویا وہ چرخ کی جفا سے
بولی کا ہے کو دے دی تصویر — بولا کہ بگڑ گئی تھی تقدیر
بولی رہزن وہ بیسوا تھی — اپنے مطلب کی آشنا تھی
ڈھونڈھا ہوتا بلا سے اُسکو — مارا ہوتا دغا سے اُسکو
بولا کہ گئے جو ہوکے جویا — اُنکو یہ ملا کہ ہمکو کھویا
نرگس بولی کہ ای مین قربان — عورت تھی وہ کہا کہ ہان ہان
بولی کہ پھرا جو یانسے بے پیر — اُسنے کمین کی نہو یہ تزویر
بولی ناہید کیا عجب ہی — عورت پر اُسکے ساتھ کب ہی
بولی وہ خیر دیکھ لینگے — شر ہوگا تو پھر سزا بھی دینگے
بھیجینگے اب وہ تحفہ دیگر — کچھ یاد کریگا زندگی بھر
پوچھا شہزادے نے یہ کیا ہی — بولی کہ رقیب کا گلا ہی
پاکر اُسے تہ کا آشنا وہ — کچھ سوچ سمجھ کے چپ ہوا وہ
ابرو جو چڑھے بگڑ گئی بات — گتھی مین سلجھ کے پڑ گئی بات
وہ چین جبین نے خط دکھایا — سر کا ایک ایک سر جو پایا
نرگس نے جو نگہ لڑائی — پڑھکر وہ خط ہوئی ہوائی
آنکھین وہ غضب بھری دکھانا — تھا تخلیہ کا یہ سب بہانا
رفتہ رفتہ جو کم ہوئی شرم — دو نون کی پھر بغل ہوئی گرم
دل کھول کے وہ ملے تھے باہم — یا دو سبب خوشی فراہم
جب سیب ذقن پہ ہاتھ آیا — پھل نور کا سرو قد نے پایا

گلچینی باغ حسن کی خوب | کھو یادہ خار دل ہے اسلوب
استنے مین صدا یہ آئی اکبار | خاصہ لانا ابھی نہ زنہار
پہلے یہان آسکے پوچھ جاؤ | ارشاد اگر کرین تو لاؤ
سُنکر اکبار یہ جدا وہ | دونون بیٹھے جدا جدا وہ
اذن اُسکا لیا تو خاصہ آیا | کھا کر دستار خوان بڑھایا
آنکھون مین نیند جب سمائی | سونے کو خوابگہ مین آئی
اب یان تو ہے عیش دلگی ہے | چُہلین ہین ناچ ہے ہنسی ہے
دن عید ہے شب برات ہے رات | کٹتی ہے عجب مزے مین اوقات
پھیرون مین بھی عنان خامہ | لکھون ایک اور کارنامہ

تصویر لیکر واپس آنا تاجدار کا راہ مین ملاقات کرنا سہیل خوش کردار کا صورت فقر مین بھید پاکے حکم لگانا وہان سے لینے دربار بادشاہ چگل مین جانا بعد گفتگوے بسیار باغ رشک ارم جانا جواب سوال ملکہ دینے کو اور خفیہ خبر منگوا کر تاجدار کا روانہ ہونا سہیل سے بدلا لینے کو ہنگامہ کارزار ہونا شام تک پیکار ہونا آخر شکست فاش کھا کر تاجدار کا فی النار ہونا

ساقی پھر ذہن ہو چلا کند | گلرنگ نکال بادہ تند
شیشہ کی سُن رہا ہون قلقل | رکھا ہے کدھر کو ساغر مل
آنکھون مین ہے خمار ساقی | نشہ کا ہے اُتار ساقی

پھر آب آتشین پلا دے — اس دل کی آگ کو بجھا دے
دشمن مرے دوست سے ملا ہی — جنگل مین اور گل کھلا ہی
بدمست جو بزم پاک مین ہی — پھر بنت عنب کی تاک مین ہی
جن سا نشہ چڑھا ہوا ہی — حد سے اپنی بڑھا ہوا ہی
اک سر سے بھوت اُتارنا ہی — اک دیو سیہ کو مارنا ہی
ہر صفحہ بنے گا رزم نامہ — چمکیگی دم مین سیف خامہ
وہ سارق صنع رشک بہزاد — پا کر تصویر تھا بہت شاد
کہتا آتا تھا اپنے دل مین — اب معرکہ ہوئینگے جنگل مین
پانچون جو دشت مین روان تھے — پس ماندۂ گرد کاروان تھے
فریاد اک دن سُنی جرس کی — آئی آواز ہم نفس کی
بولا ایک ایک بے توقف — اس قافلے مین نہو وہ یوسف
پانچون وہ جو اس ایک جا تھے — جب فکر ہوئی تو سب جدا تھے
دن بھر جنگل کی خاک اُڑا کر — پہونچے اُس کاروان مین جا کر
اک قافلۂ بزرگ پایا — یوسف کی جا پہ گرگ پایا
پانچون کو فقیر وضع پا کر — پوچھا اک اجنبی نے آکر
مردان خدا خدا نباشند — لیکن ز خدا جدا نباشند
جاتے جس کام کو ہین ہم سب — بر آئیگا وہ ہمارا مطلب
مرشد کب وان پہ تھے اکیلے — چار اور تھے اُنکے ساتھ چیلے
بولے کہ قدم چھوئے نہ سر کو — ایسا ہی تو آئیو سحر کو
جب جا لیا وہ تو یہ بھی اُٹھ کر — کرنے لگے کاروان مین چکر
ذی خلق تھے وہ عزیز ہر دل — حل کر لیا وہ سوال مشکل

خوش خوش حد سے زیاد پلٹے — لیکر نقش مراد پلٹے
مرشد سے بیان کیا کہ داتا — یہ قافلہ ہی چگل کو جاتا
دریافت جو کرچکے تھے احوال — پھر کان مین کہہ دیا وہ فی الحال
اپنے مطلب کی سُنکے تقریر — سوچا سمجھا سہیل دلگیر
پلٹا یا سنے جو کاروانی — ایک ایک سے یہ کہی کہانی
کہتے سُنتے خبر ہوئی عام — ناکام سب آئے چھوڑ کر کام
دیکھا جسنے بھچک رہا وہ — حیرت مین دیر تک رہا وہ
جب سرو کو قمریون نے گھیرا — جھنجھلا کر اُسنے مُنھ کو پھیرا
وہ منزل امتحان کا سالک — بولا کہ یہ سب ہین غیر ذالک
شکر اُس زن مرید کا ہی — کاغذ کی جو شکل پوجتا ہی
احسان عورت کا لیکے آیا — اک مرد خدا کا دل دکھایا
سب باتین خلاف مردمی کین — امردسے حرکتین بُری کین
وہ اور اُسکے ساتھ والے — ہونگے شیطان کے حوالے
مرشد نے یہ کہکے سر جھکایا — ڈرنے ایک ایک کو اُٹھایا
بے فکر کے پاس بے دل آئے — ناقابل کے مقابل آئے
اُس بیبسنے کی جو ایک تقریر — سوچا سمجھا ڈرا وہ بے پیر
روشن اُسکی ضمیر پاکر — گھیرا اُسے تیرہ دل نے جاکر
دیکھا تو جوان مہ لقا ہی — ملک خوبی کا بادشا ہی
بالاے سرش زہوشمندی — می تافت ستارۂ بلندی
اُس جامۂ فقر مین وہ صورت — پردے مین تھی خدا کی قدرت
سب گردسے جسم اَٹ گیا ہی — عشق گیسو مین لٹ گیا ہی

اُٹھا جب منھ کو موڑ کر وہ ۔ بولا یہ ہاتھ جوڑ کر وہ
کیجے ادھر اک نگاہ حضرت ۔ بولا کیا ہی کہا کہ دعوت
بولا کہ ہے یان غذا سے پرہیز ۔ دق جان سے ہین بخار ہی تیز
یان عشق بدن مین سب بھرا ہی ۔ ہر وقت خلا مین امتلا ہی
بولا تھوڑا سا کھائیے گا ۔ بولا کیا غم کھلائیے گا
بولا وہ توبہ ہی یہ کیا بات ۔ بولا کہ یہان ہی سب مساوات
غم کھاتے ہین خون پیتے ہین ہم ۔ مر مر کے اسی سے جیتے ہین ہم
بولا وان چلکے کیجے آرام ۔ بولا راحت سے مجکو کیا کام
بولا وہ کہ آپ کو ہی کیا ڈر ۔ بولا کہ وہ جا ہی خوف کا گھر
بولا چلیے مین کچھ کہونگا ۔ بولا کہو مین جواب دونگا
وہ بولا کہ مین یہان ہون مجبور ۔ بولا کہ مین چلنے سے ہون معذور
بولا کہ ہی عذر لنگ بیکار ۔ بولا کہ یہ بے محل ہی تکرار
بولا مرا کہنا رد نہ کیجے ۔ بولا کہ زیادہ کد نہ کیجے
بولا کہ خدا کو مان کر آپ ۔ چلیے گھر اپنا جان کر آپ
بولا لاحول پڑھ کے وہ ماہ ۔ توبہ یہ کیا غضب کیا آہ
یہ کونسا تھا قسم کا ہنگام ۔ تھرا گیا خوف سے سب اندام
مشرب اپنا جدا ہی سب سے ۔ طور اپنا علیحدا ہی سب سے
تنہا ہوتا جو تیرا جانا ۔ تو کہتا مرا کہا نہ مانا
ہم تو چلنے ہی کو اُٹھے تھے ۔ لیکن ترا وقر دیکھتے تھے
بے صبر تو تجکو جانتے ہین ۔ پر چل کہ خدا کو مانتے ہین
اُلٹی سیدھی سنائے تقریر ۔ بس کر لیا مسخرے کو تسخیر

خود پھانسنے آیا تھا پھنسا وہ
آنکھون کو کرکے فرش رہ کا
کھکر اپنا وہ حال سارا
بولا بیکار ہے یہ بق بق
گھبرانے کی اب نہین کوئی بات
ہر اک سے ہماہمی نہ کرنا
بے سمجھے نہ دل کا راز کہنا
رشک و حسد و دروغگوئی
پھانسنا عورت نے پھنس گیا تو
بہتر ہے جو پاس آبرو کر
بولا وہ اور سب ہے منظور
بولا کنعانِ حسن کا ماہ
ہاریگا تو بد ابدی شرط
ہان اپنی گرہ مین باندھ یہ بات
ک فکر مین اُسکو ڈال کر وہ
روکا منت سے لاکھ اُسنے
القصہ کٹی وہ شب بصد سوز
حسب دستور جا و دانہ
ارسے بہ ہزار محنت و جور
وری ہوئی تھی ہوس جو دل مین
ردون نے سفلہ پروری کی

دم دعاگون مین اُسکے آگیا وہ
خیمے کو بنایا برج مہ کا
بولا کہ دعا کرو خدارا
باطل باطل ہے اور حق حق
سن غور سے اس فقیر کی بات
غضب حق اہل حق سے ڈرنا
بھاگا ہوا جھوٹ سے بھی رہنا
بدنام کنندۂ نکوئی
بات اپنی کھو کے پھر چلا تو
پھر جا یہ راہ دور تو کر
پاس آکے پھرون یہ ہے بہت دور
در پیش ہے چاہ کندہ کو چاہ
جیتے ہین تو ہمنے جیت لی شرط
کھلجائیگا جب ہوئی ملاقات
اُٹھ آیا ہوس نکال کر وہ
رکھی پر اپنی ساکھ اُسنے
ٹرکے نکلا مسافر روز
وہ قافلہ بھی ہوا روانہ
طی کین کئی منزلین یون ہین اور
جا پہونچے سرحد چگل مین
منزل جن کو ملی پری کی

پہونچا وہ جنگل رہ خطا سے | پانچون پیچھے تھے نقش پا سے

نقارہ مقام کا بجا کر | اُترا بیرون شہر لشکر

شیطان درجبان پہ ٹھہرا | شدّاد اُس بوستان پہ ٹھہرا

پانچون وہ مبتلاے آلام | داخل ہوے شہر مین سرشام

ڈھونڈھا کیے وہ قمر کو شب بھر | جھپکائی نہ آنکھ مثل اختر

پوشیدہ کبھی کبھی تھے ظاہر | غائب تھے گاہ گاہ حاضر

ڈرتے چھپتے ہوے نظر سے | بچتے ہوے ہر بشر کے شر سے

کرتے ہوے ہر مقام کی سیر | جا پہونچے سرا مین وہ مع الخیر

اک پیڑ تلے وہ گُل جو آئے | بے فصل پھل اُس شجر نے پائے

اک بولا کہ جلد کیجے شورا | رہجاے نہ کام یہ ادھورا

بولا یہ سہیل کیا کرون آہ | تشویش بہت بڑی ہی واللہ

بولا یہ سعد نیک اطوار | کچھ فکر کرین نہ آپ زنہار

آیا ہی یہ جو خانہ برباد | جبتک اسے بادشہ کرین یاد

ہم اس سے بھی آگے دو قدم جائین | سر ٹیکین ہاتھ پانون پھیلائین

پوچھیگا کوئی تو کہکے سب حال | اور اپنا بُرا کرینگے احوال

اغلب تو ہی کوئی رحم کھا کر | کہدے سب اپنا حال جا کر

قسمت نے جو ان نہ کی بُرائی | ہو جائیگی شاہ تک رسائی

پھر شوق سے اپنا حال بالکل | کہدیجیگا شہ سے بے تامل

گو شاہ حلب یہان نہین ہی | خوف اُسکا مگر کہان نہین ہی

کاشف کی یاد کیجیے بات | وہ دیدہ وہ حسن اتفاقات

کیا دور ہی ای حبیب صادق | شہزادی بھی گر ہوئی ہو عاشق

جب عشق سے جسم گھُل گیا ہی — تب حال الفت کا کھُل گیا ہی
نسبت ٹھہرائی ہی اسی سے — آیا ہی یہ ہنسی خوشی سے
ہمرازون مین کوئی ہوگی طرار — بات اُسنے بنائی آخر کار
تدبیر کا دھیان آیا ہوگا — بیمار اُنھین بنایا ہوگا
آخر کو بطرز ہمیشالی — صورت یہ سوال کی نکالی
وان دخل تھا صورت آشنا کا — کیا کام تھا غیر بیحیا کا
سوجھا نہ جواب جب تو ناچار — مہلت سے بچائی جان اکبار
گُتّنی سے ملا ہی پھر وہ جاکر — تصویر وہ لیگئی ہی آکر
دونون ہین جسکے غم مین دلگیر — ہی اصل مین ایک ہی وہ تصویر
جب دن پھرسے نیک وقت آیا — یہ فقرۂ سعد سب کو بھایا
چمکا جو سہیل کا ستارا — پانچون ہوے گرم رو قضارا
دیکھا جب آستانِ شاہی — رو پیٹکے اپنی داد چاہی
جب بعد خبر گئے وہ ذیجاہ — بولا شفقت سے وہ شہنشاہ
ای تشنہ لبان بحر کربت — واے رنج کشان دشت غربت
کیا تم پہ فلک نے ظلم ڈالے — تم سب ہو کہان کے رہنے والے
چوما پہلے تو پایۂ تخت — گویا ہوا پھر سہیل خوش بخت
ای خسروِ خسروان عالم — وی تاج دہِ سکندر و جم
ای چارۂ کار بستہ کاران — وی داروے درد دل فگاران
یہ دولت و ملک و جاہ و اقبال — قایم رکھے کریم صد سال
رہنے والا ہون مین جہان کا — مشہور حلب ہی نام وان کا
شہزادہ ہمارے سلطنت کو — آتا تھا تری ملازمت کو

یہ چارون ہین تاجرون کے دلبند — مین اُسکے وزیر کا ہون فرزند
اک دشت بلا مین لٹ گیا مین — یوسف سے اپنے چھٹ گیا مین
اک قافلہ جاتا تھا یہان سے — رستے مین ملا قمر جہان سے
عورت اک بھیجکر بہ تزویر — شہزادے سے میرے لی تصویر
ہشیار ہوا جو یک بیک وہ — تڑپا کیا آٹھ روز تک وہ
حالت اُسکی سقیم پاکر — ڈھونڈھا اُس مہسوا کو جاکر
جب دن پھرے اُسکو پا گیا مین — آخر کو سحر مین پھنسا مین
ضائع ہوئی تین روز اوقات — چھوٹا تو یہ چارون بھی ہوئے سات
چھوڑا تھا جہان وہان جو آیا — شہزادے کو پھر نہ کھوکے پایا
ہوتا تھا اسی طرف مین حاضر — رستے مین ملا جو کاروان پھر
وہ آیا ہی یان جواب دینے — مین آیا ہون اپنی داد لینے
شاہا جلاد کو بلا تو — سر میرا بدن سے کر جدا تو
اب تاب مفارقت نہین ہی — جینے کی مصلحت نہین ہی
سر پایۂ تخت شہ پہ دھرکے — رونے لگا ایک آہ کرکے
تھرا گئے ساکنان درگاہ — برپا ہوا شور نالہ و آہ
حالت ہوئی غیر سب کے دل کی — سر خم کیا بادشاہ نے بھی
جب وہ ہوا اس طرح سے ناقل — بولا اُٹھکر وزیر عاقل
آتا ہی یہان حلب کا اخبار — اُسمین تو خبر نہین یہ زنہار
سر پایۂ تخت سے اُٹھاکر — تاریخ مہینہ دن بتاکر
بولا کہ منگائیے تو اخبار — نکلے نہ اگر تو مین گنہگار
نادم ہون اپنی بات سے مین — سر کاٹ دون اپنے ہات سے مین

اخبار وہ ڈھونڈھ کر جو آیا — دیکھا تو تمام حال پایا
بولا لکھی تو وہ خبر ہی — حمل اسکا صدق وکذب پر ہی
اک شکل جو ذہن مین پھر آئی — تصویر سہیل کی منگائی
صورت کی مثال ہوگئی وہ — اک شاہد حال ہوگئی وہ
بگڑے ہیئت سے ہوکے سر وہ — بولا یہ بناکے بات پھر وہ
اک حسن کا ہی سوال بھی یان — بولا وہ کہ عشق پر ہی آسان
دیکھے ہون شان وشوکت عشق — مین بھی ہون سفیر حضرت عشق
بولا وہ قلم دوات یہ لو — ہان صورت حسن وعشق کھینچو
لیکر قلم و دوات وقرطاس — آیا اک گوشہ مین وہ بے آس
ہو جسکو ایک ذکر سے کام — کیا اُسکو خیال وفکر سے کام
دونون دل پر کھچی ہوئی تھین — پتلی آنکھون مین بن گئی تھین
شہزادہ کہ بیچ مین پڑا تھا — طغرا ہین اُسکا نقشہ کھینچا
بہر تمثال حسن سرشار — بھایا اُسے رنگ خط گلزار
اک پھول سے صفحہ کو بساکر — دین جلد وزیر کو وہ لاکر
خاقان چگل نے سُنکے روداد — دیکھی وہ صنع رشک بہزاد
بولا وہ ہنس کے ایکباری — کیون اب کیا رائے ہی تمھاری
بولا یہ وزیر چوم کر تخت — بے شبہ ہی یہ سہیل بدبخت
پھر جائے یہان سے بھی جو محروم — طالع قسمت نصیب مقسوم
فرمایا کہ کیون پھرین یہ ناکام — خلعت دو سب کو بھیجو حمام
شکلین آرام کی ہین دونو — تصویرون کو بھی محل مین بھیجو
پاکر فرمان بادشاہی — حمام اُنھین لیچلے سپاہی

خلعت زر تار اسپ شمشیر بھیجا اک اک کو حسب توقیر
دربار مین پھر ہوے جو حاضر پانچون کو کرسیان ملین پھر
شکلین جو زندگی کی تھین وہ تصویرین محل مین بھیجدین وہ
جب وقت آیا تو بے کم وکاست دربار ہوا تمام برخاست
بولا اُٹھکر سہیل دلگیر ہی حضرت عشق کی جو تصویر
بھیجے وہ حضور حسن ارسال کھلجائیگی پھر حقیقت حال
جب تک آئے جواب وان سے رخصت ہو خانہ زادیان سے
بولا خاقان یہ سُنکے تقریر اب جاچکی وہ محل مین تصویر
ہو تم تو سوال سے بھی آگاہ لکھوا اُسکا جواب دلخواہ
کی عرض کہ بادشہ سلامت طغرا کی تھی یہی علامت
لکھا کر اک پیچ وتاب مین نے لکھا ہی وہ جواب مین نے
تحریر جواب عشق بھی ہی تصویر جناب عشق بھی ہی
دیکر خلعت سہیل کو اور منگوادی وہ شبیہ سفے الفور
فرمایا نہ دل یہ میل کچھ لاؤ جی چاہے اگر تو آپ تم جاؤ
سُنکر تم سے یہ حسن صنعت واللہ مین خوش ہوا نہایت
یہ کہکے ہوا محل مین داخل باہر آیا سہیل عاقل
بولا یہ اک وزیر دیندار حاضر ہین بہت سے ناقہ اسوار
زحمت کیون اتنی آپ کیجے انمین سے کسی کو بھیجدیجے
بولا وہ کچھ نہین ہی تکلیف لیجائین محل مین آپ تشریف
بولا نہین آپ جانتے راہ بولا جب بھی نہو نگا بے راہ
رستے یہ خدا لگا ہی دیگا خضر آکے پتا بتا ہی دیگا

بولا کہ یہ سب بجا ہے لیکن
جانا تنہا نہیں ہے ممکن
آیا پھر اسکو ساتھ لیکر
رخصت کیا کچھ سوار دیگر
گھوڑے پر تھا سہیل جرار
یا رستم رخش پر تھا اسوار
آگے چارون وہ پہلوان تھے
پیچھے وہ پانسو جوان تھے
سب کے آگے سہیل گرد
گھوڑے پہ ہوا کے صورت بو
کرتے ہوے سب طرف نظارا
نکلے اُس شہر سے قضارا
اُترا تھا جہان وہ غول صحرا
پہونچا جو سہیل خضر آسا
سُنکر خبر ورود لشکر
نکلا خیمے سے اپنے باہر
سوچا کہ خبر جو آب ہوئی ہے
بے شبہہ مری طلب ہوئی ہے
دہنی جانب کو وہ مڑے جب
ہوش اس احمق کے اُڑ گئے تب
سو طرح کا دل مین وہم آیا
جلدی اک پیک کو بُلایا
بولا کہ نظر کی طرح جا تو
اس واقعہ کی خبر تو لا تو
پہلے تو سلام کو جُھکا وہ
وانسے پھر ہو گیا ہوا وہ
آگے یوسف کا کاروان تھا
پیچھے یہ گرگ ساروان تھا
رستے مین انکو چھوڑ کر مین
لکھتا ہون اور اک خبر مین
وہ مہر سپہر کشور داد
پہونچا جو محل مین با دل شاد
کھانے پینے سے کر کے فرصت
لیٹا سونے کو حسب عادت
خلوت کا حال سُنکے سارا
آئی خوش خوش سپہر آرا
بولی کہ بتائیے تو شہ
کیا پھر آیا پلٹ کے وہ ماہ
منظور ہے داستانِ حُسن
بھیجی ہے یہ نشانِ حُسن
بولا وہ نہین یہ بات صاحب
ہے اور ہی واردات صاحب

ہنس ہنس کے پھر تو بادل شاد — کہدی ملکہ سے سب وہ روداد

بولی وہ کہ پھر سہیل دلگیر — کیا لیگیا اُس قمر کی تصویر

بولا کہ وہ مبتلائے آفات — مجھسے تو بجبر کرتا تھا بات

آیا ہے یہ جو شاہزادہ — فکر اُسکو اس سے بھی زیادہ

شہزادی کو جواب دیکر — اب آئیگا پھر رسید لیکر

بولی کہ یہ کیا غضب ہے صاحب — وہ آپ میں اپنے کب ہے صاحب

اس وقت ہوا ملال مجکو — آتے ہیں سو خیال مجکو

شہزادے کے غم میں ہے وہ دلگیر — ہے راہ میں تاجدار بے پیر

آپس کا ملال بھی ہے ظاہر — اک دوسرے سے ہے خوب ماہر

کچھ اور عناد ہو نہ جائے — ڈر ہے کہ فساد ہو نہ جائے

بولا وہ ایسا کیا ہے اندھیر — بولی وہ کہ آپ کو ہے کچھ خبر

رخصت مجھے دیجیے میں جاؤن — لڑکے کو تو اپنے وان سے لاؤن

تقدیر سے پیچ پڑ نہ جائے — کچھ بات بنی بگڑ نہ جائے

فرمایا کہ جاؤ جلد آنا — اور جاوہ کہکشان سے جانا

اُس باغ کی تھی یہ اور اک راہ — اس راہ سے لوگ کم تھے آگاہ

پا کر فرمان بادشاہی — وہ گل ہوئی سوئے باغ راہی

ساتھ اُسکے اور تھی جو گلفام — ناہید کی بان تھی مشتری نام

سیارون کو چھوڑ کہکشان پر — اے خامہ پھر اصل داستان پر

وہ حامل شکل عاشق زار — تھا راہ بر رہ حسن سرشار

طے ہو گئی جب وہ راہ ساری — پہونچی در باغ پر سواری

صف باندھ کے رک گئے سب اسوار — اُترا مرکب سے شیر اکبار

در بانون نے اٹھکے دی جو تعظیم — کی جھک کے مردہون نے تسلیم
شاہانہ رعب و داب پاکر — گھیر اسب خادمون نے آکر
دو رخ کی ضیا جو چوگنی تھی — ہر ڈیوڑھی مین دونی روشنی تھی
جس ڈیوڑھی پہ تھا زنانہ پہرا — وان آکے وہ شیر مرد ٹھہرا
وہ پیک ستم شعار و بد ذات — سایہ کی طرح سے رہا سات
حاضر ہوئی حسب امر اکبار — مشہور جو ان کی تھی محلدار
باتون مین پہلے قند گھولا — تصویر اسے دے کے پھر یہ بولا
شہزادے کے پاس جلد جا تو — کر عرض یہ میرا مدعا تو
اک شخص سفیر حضرت عشق — ہدیہ لایا ہے صورت عشق
تسلیم اسکی قبول کیجے — حاضر ہے وہ مراد دیجے
کچھ نام کو دو کرین جو ارشاد — کہنا فدوی سہیل ناشاد
تقریر جو سب یہ سن چکا پیک — نظرون کو بچا ہوا ہوا ایک
بس صورت طائر نظر وہ — پہونچا لشکر مین بے خطر وہ
جو دیکھا تھا سب بتایا اسکو — جو سن لیا تھا سنایا اسکو
بے مارے ہلاک ہوگیا وہ — جل بھن کر خاک ہوگیا وہ
کرکے تیار سارا لشکر — دو حصہ کر دیے برابر
بولا کہ وہ پانچ سو جوان ہین — یان پانچ ہزار پہلوان ہین
کب اسکو جواب دینے دونگا — مہلت دم کی نہ لینے دونگا
یہ کہکے وزیر کو بلایا — اور پیک کو راہ بر بنایا
بولا کہ یہان ٹھہر نہ للہ — جا آدھی فوج لیکے ہمراہ
یہ سنکے ہوا روانہ وہ فی الفور — یان اسنے جوان کچھ چنے اور

بولا اُن سب سے گڑگڑا کر / تم گھیر لو پشت باغ جا کر
غافل جب ہوین سب ذرا انداز / اور رہو باہم لڑائی آغاز
ہر سمت کو دیکھ بھال کر تم / چڑھ جانا کمند ڈال کر تم
تصویر یہ جسکے مثل پانا / قبضے مین اپنے اُسکو لانا
لعل و دُر و سیم و زر ہی کیا مال / جو مانگوگے تمکو دونگا فی الحال
پاکر تصویر حُسن دلخواہ / چھوٹے لالچ سے سب وہ بدراہ
باقی تھے جو دو ہزار اسوار / لیکر اُنھین خود چلا وہ عیار
یان سُنیے کہ سُنکے سب وہ گفتار / اُٹھکر اندر گئی محلدار
پہونچی جو قریب قصر جا کر / بولی یہ نسیم کو بُلا کر
آئے ہین سفیر عشق دلگیر / دی ہی یہ اُنھون نے مجکو تصویر
شہزادی کو بندگی کہی ہی / مانگی اپنی مراد بھی ہی
تصویر یہ لیکے جائیے آپ / پیغام اُنکا سُنائیے آپ
وہ بولی کہ کچھ سڑی ہین وہ کیا / آنا یہ خلاف وقت کیسا
آرام مین ہی ابھی وہ گلفام / کیسا نامہ کہان کا پیغام
سمجھی تھی کچھ اور دل مین وہ حور / تصویر جو لی تو شک ہوا دور
بولی تمھین نام بھی ہی کچھ یاد / وہ بولی کہ ہان سہیل ناشاد
بولی وہ ناک بھون چڑھا کر / خیر اچھا دیکھتی ہون جا کر
یہ کہکے وہ ذی شعور و طرار / ناہید کے پاس آئی اکبار
دیکر تصویر با دل شاد / فی الفور بیان کی وہ روداد
سُنکر خبر سہیل ذی جاہ / ناہید روان ہوئی سوے ماہ
کرتی تھی جس جگہ وہ آرام / پہونچی جا کر وہان وہ گلفام

دیکھا تو چشم نیم وا ہی — فتنہ کھڑکی سے جھانکتا ہی
رکھا پاؤں پہ ہاتھ اکبار — فوراً ہوئی خواب سے وہ بیدار
چپکے سے اُٹھا کے اُسکو لائی — تصویر دی اور خبر سُنائی
دل دے کے سبب خبر سُنی وہ — تصویر کو دیکھکر ہنسی وہ
بولی ناہید سے پھر اکبار — اس فتنہ کو بھی کرو تو بیدار
پہلو سے یہ اُسکے جب اُٹھی تھی — آنکھ اُسکی جبھی سے کھل گئی تھی
بُولا کہ نہ یہ فساد اُٹھاؤ — سوتے فتنہ کو کیوں جگاؤ
بولی کہ زیادہ جھک نہ مارو — بس سو چکے باہر اب سدھارو
وہ بُولا کہ خیر ہی کہا ہاں — آیا ہی کوئی سفیر ذیشان
بُولا کیا نام ہی کہو تم — بُولی خود جا کے پوچھ لو تم
بُولا کہ ارے بتاؤ للہ — بُولی کہ ارے سہیل ذیجاہ
بُولا وہ نسیم سے کہ جاؤ — لاؤ مرے باوفا کو لاؤ
بُولی ملکہ کہ تم نہ جانا — دیکھ آئین یہ آپ جب بُلانا
جلدی جلدی پہن کے پوشاک — جھپٹا در کی طرف وہ بیباک
ٹک کر نہ چکا تھا باغ وہ گل — دروازے پہ جو بپا ہوا غل
جھنجھلا کے اُٹھا سہیل جرار — لی میان سے جلد کھینچ تلوار
بُولا چلّا کے وہ خردمند — دروازے جلد کر لو تم بند
اندر کا بند و بست کر کے — باہر آ پہونچا جست کر کے
گھوڑے پر چڑھ کے وہ دلاور — ہر سو ہوا جلد حملہ آور
تلوار کا ہاتھوں دل بڑھا تھا — غصہ گھوڑے پہ بھی چڑھا تھا
شہزادہ جبکہ واں تک آیا — دروازۂ باغ بند پایا

ـصے مین بھرا ہوا پھرا وہ
اندوہ و ملال مین بھرا وہ

یکھا تو ہی باغ مین تلاطم
ایک ایک کی عقل و ہوش ہی گم

ا تا ہی قمر جہان اِدھر سے
شہزادی آتی ہی اُدھر سے

ہر تھا جو وہ قمر سدھارا
اس صدمے نے اُسکو ادھ مارا

جھی وہ اپنے دل مین اکبار
شہزادہ ہو گیا گرفتار

گاہ نظر پڑی قمر پر
سنبھلی ٹھہری رُکی وہ ششدر

ی کہ یہ کیا معاملہ ہی
باہر کیسا یہ غلغلہ ہی

لاوہ غنچہ سان ہی دل تنگ
ہوتی ہی مرے سہیل سے جنگ

رگس کو بلاؤ جلدی ای ماہ
دم گھٹتا ہی بار بار واللہ

کہ نہ چکا تھا وہ خوش اطوار
نرگس ہوئی ناگہان نمودار

پر دوڑی جو تھی تو ہانپتی تھی
تھر تھر غصے سے کانپتی تھی

ـرمایا قمر نے جلد جاؤ
اک گھوڑا جہان سے ہوے لاؤ

کہکے اُٹھالی بڑھ کے تلوار
جھپٹا طرف یمین وہ جرار

بے عذر ہوئی وہ ساتھ اُسکے
شہزادی نے پکڑے ہاتھ اُسکے

گھبرا کے قدم پہ سر جھکایا
چلائی کہ کیا کرون خدایا

ہاتھ اُسکے پھر تو چھوڑ کر وہ
بولی یون ہاتھ جوڑ کر وہ

للہ نہ تم یہان سے جاؤ
مر جاؤنگی مجھ پہ رحم کھاؤ

بولا وہ کس طرح نہ جاؤن
اک یار کو ہاتھ سے گنواؤن

تمیز نیک و بد کرو تم
اسمین نہ زیادہ کد کرو تم

روکو گی تو اپنی جان دونگا
نامردی کبھی نہ مین کرونگا

شرما گئی اس جواب سے وہ
تھرا گئی اس عتاب سے وہ

نرگس سے کہا کہ جاؤ صاحب — گھوڑا کسوا کے لاؤ صاحب

ایک اپنی جند کے ہین یہ واسطہ — مارا پر ہمکو لے اجل آہ

نرگس ہوئی اُس طرف ہوائی — روتی ہوئی اک خواص آئی

بُولی کہ مین کوٹھے پر گئی تھی — ہنگامہ ہے پشت باغ پر بھی

کچھ لوگ ہوس نکالتے ہین — کوٹھے پہ کمند ڈالتے ہین

جس وقت سُنا قمر نے یہ حال — غصے سے سُرخ ہوگئے گال

پہلو مین کھڑی ہوئی تھی ناہید — یون اُس سے پھر کہا بتاکید

نرگس آنے نہ پائے دلسے — تم اِس سے بھی پہلے جاؤ یالسے

عورت کوئی یان رہے نہ زنہار — مین جاتا ہون گھر سے تم خبردار

لیکر جا نون کو تن سے وہ گل — اصطبل چلا چمن سے وہ گل

گیا لکھون ملال ماہ سیما — ابتر ہوا حال ماہ سیما

سر ہاتھون سے پیٹتی ہوئی وہ — دوڑی ہوئی نہر تک گئی وہ

بُولی کہ ارے نہ جا خدارا — سفاک اِدھر پھر آ خدارا

رکھ لے مجھ نامراد کا دل — دُکھا ہوا اب نہ تو دُکھا دل

لونڈی سمجھے اپنی جان پھر آ — لے اپنے خدا کو مان پھر آ

سر تن سے مرا اُتارتا جا — جاتا ہے تو مجھکو مارتا جا

بولی رو کر پھرا نہ وہ جب — ای میرے خدا مین کیا کرون اب

کہنا مرا وہ سنے نہ یہ دل — اک جان ہے دو طرح کی مشکل

ناہید پُکاری جل کے اکبار — ای واہ رے عشق واہ رے پیار

خیر اُسکی جان کی مناؤ — دانتون سے نہ ہونٹون کو چباؤ

سمجھو نام خدا ہو عاقل — اس رونے پیٹنے سے حاصل

حمق نہ ہو جو اس مین آؤ — بس صبر کرو یہان سے اُٹھ جاؤ
کس بات پہ یہ دھڑا دھڑی ہی — کیا ایسی مشکل آ پڑی ہی
یہ کہہ رہی تھی ابھی وہ ذیجاہ — آئین جو کئی خواصین ناگاہ
چلائین کہ لو غضب ہوا ہاے — کوٹھے پہ تمام لوگ چڑھ آے
فق ہو گئی سُنکے یہ خبر وہ — بُولی چھاتی کو کوٹ کر وہ
سُنتی ہو ای بی عاشق زار — لو بام پہ آگئے ہین عیار
کیا دیکھ رہی ہو کب چلو گی — سب دیکھ چُکینگے جب چلو گی
ای صاحبو تم گواہ رہنا — سُنتی نہین ہین یہ میرا کہنا
ہی گو کہ پیچ و تاب مجھکو — ملتا نہین پر جواب مجھکو
اچھا نہ چلین اجی ہمین کیا — کرتے ہین ہم یہ منتین کیا
بیٹھی رہین یہ مری بلا سے — باز آئی مین ایسی التجا سے
شہزادے سے آکے جب ملی مین — کہدونگی سب ذری ذری مین
کیا قہر ہی انکو غیر دیکھین — ہم سامنے بیٹھے سیر دیکھین
ہرگز نہ کرونگی درگذر مین — ای تو سہی سب کہون نہ گر مین
کہدونگی کہ آپ جا لیے جب — کوٹھے پر آے جا لیے سب
بد ظن ہوئین میرے تھامنے سے — اٹھین نہ یہ اُنکے سامنے سے
شہزادہ غیور ہی نہایت — خوش ہوئیگا سُنکے یہ حکایت
یہ کہکے چلی جو وہ بگڑ کے — بُولی آنچل کو وہ پکڑ کے
سچ سچ یونہین تو کہیگی ای جان — وہ بُولی یونہین کہون بایمان
وہ بولی کہ اتنا کر نہ دل سخت — ایسی نہ پھرا لے آنکھ یکبخت
وہ بولی کہ مین تو سنگدل ہون — بے دیدی سے اپنی منفعل ہون

یہ آپ ہین نرم دل کی کیسی | سُنتی نہین ایک بات میری
بولی اُٹھتی ہون ٹال کرین | چلتی ہون دل سنبھال کرین
گر تجھکو یقین نہ ہووے بدذات | رکھ دیکھ تو میرے سینے پر ہات
وہ بولی کہ سب ہین دیکھ لونگی | پریان تو جواب تک نہ دونگی
یہ کہکے چلی جو وہ دوبارا | ساتھ اُسکے ہوئی وہ ماہ پارا
جب قصر مین وہ نگار آئی | فوراً خبر ایکبار آئی
ہے جانبِ کہکشان جو اک در | ہنگامہ ہو رہا ہے وان پر
کہتے ہین وہ کہ جلد کھولو | ہم کہتے ہین مُنھ سے بھی نہ بولو
ناہید کا جلد لے کے ایما | اُٹھی وان سے بھی ماہ سیما
پہونچی تو وہ سارا حال دیکھا | ایک ایک کو پُر ملال دیکھا
پوچھا تو یہ بولی اک پرستار | آپہونچے یہان بھی وہ ستمگار
کہتے ہین کہ آئی ہے سواری | چکر مین عقل ہے ہماری
آزردہ ہوئی کمال ناہید | ایک ایک کو چپ کیا بتاکید
دروازے کی پہلے کنڈی کھولی | پھر ایک کنیز سے یہ بولی
جا دیکھ تو ماجرا یہ کیا ہے | کون آیا ہے کیون یہ غل مچا ہے
دروازہ جو وا ہوا قضارا | سب کھل گیا جھوٹ سچ وہ سارا
بولی منھ پیٹ کر وہ اکبار | اسمین تو ہین خود حضور اسوار
دیدار کا جب زمانہ آیا | مردانہ ہٹا زنانہ آیا
پردہ جس وقت وہ ہوا باز | گویا کہ ہٹا وہ پردۂ راز
نکلی فوراً اسپہر آرا | غصہ وہ چڑھا ہوا اُتارا
جب ہو چکی لونڈیون پہ تاکید | سب کہکے ہوئی خموش ناہید

بولی وہ مار ہاتھ پر ہات　　جو سمجھی تھی مین وہی ہوئی بات

اُس بچے کی جان کا خدا ہے　　کیا فوج عدو مین گھر گیا ہے

یہ کہکر ایک بار اُسنے　　اک اک کو کیا سوار اُسنے

بولی کہ ذرا جو مین نہ آتی　　تم سب کی مفت جان جاتی

لیکن اُن سب کو وہ خردمند　　اسوار ہوئی کمال خرسند

شہزادی پھنسی عجب بلا مین　　رنج و غم و صدمہ وعنا مین

دھڑکا ہجر قمر جہان کا　　دوری کا ملال پاس مان کا

سب طرح سے ہو گئی جو مجبور　　بیٹھی سکھپال مین وہ رنجور

یان چھوڑ کے روح کو قضارا　　تنہا قالب اُدھر سدھارا

یا جشن بپا ہوا یہ عالم　　سچ ہے توام ہین شادی وغم

سب خواب وخیال تھا وہ جلسا　　جب آنکھ کھلی تو کچھ نہ دیکھا

وہ شیر دلیر عرصۂ جنگ　　اصطبل چلا تھا ہوکے دلتنگ

غصے سے قطع کی تھی کچھ راہ　　دروازہ اک ملا جو ناگاہ

نرگس کی دیکھی راہ کچھ دیر　　نکلا آخر شکار کو شیر

باہر اُس درکے جب وہ آیا　　اک مجمع زیر قصر پایا

دیکھا تو کمندین ہات مین ہین　　سب دزد کمینے گھات مین ہین

دس ہٹتے ہین پانچ بڑھ رہے ہین　　دو ہٹتے ہین چار چڑھ رہے ہین

تھرا گیا دیکھکر یہ وہ ماہ　　غیظ آیا کہ العیاذ باللہ

نعرہ کیا یا علی کا جسدم　　تھرا گئے جسم رک گئے دم

رنگ اُڑ گئے رخ سے دل دھڑک کر　　گھوڑے بھی الف ہوے بھڑک کر

یون تیغ بکف دلیر آیا　　معلوم ہوا کہ شیر آیا

اک حملہ مین پست ہو گئے سب — سارق بیدست ہو گئے سب
کس چھوٹ کے ہاتھ پہ نکالے — دو سو کے جو ہاتھ کاٹ ڈالے
دو اک کیے پے بہ پے جو حملے — بھاگے سب سر پہ پاؤن رکھ کے
کوٹھے پر جو چڑھے تھے لنگور — گر گر کے کتنے ہو گئے چور
منہ پر چڑھ آیا جب وہ پامرد — دکھلا گئے پیٹھ سب وہ نامرد
میدان سارا جو خالی پایا — غازی نے ادھر سے منہ پھرایا
نرگس کو کُھلا جو ملگیا در — گھوڑا لیے آ گئی وہ باہر
دیکھا تو وہ شیر عرصۂ جنگ — پلٹا ہی خوب کھیل کر رنگ
نرگس کو پا کے منتظر وان — آیا طرف پری سلیمان
پال اسنے ادھر شتاب پکڑی — نرگس نے ادھر رکاب پکڑی
گھوڑے پہ چڑھا جو وہ بیک جست — گردون کا اوج ہو گیا پست
لی باگ جو اسپ خوشقدم کی — کوندا وہ یون کہ برق چمکی
نظرون سے نہان ہوا وہ گھوڑا — دریا سا روان ہوا وہ گھوڑا
اک آن مین دو طرارے بھر کر — جا پہونچا قضا کی طرح سر پر
دیکھا تو پنہ بذات عفار — گھمسان کی چل رہی ہی تلوار
تیغے ہین زبانون کو نکالے — دکھلاتی ہین ڈھالین اپنے چھالے
استادہ ہین گرز سر اُٹھائے — پل ہین یکسر تبر اُٹھائے
اک گوشہ مین لیس ہین خطاکار — تیرون کی کر رہے ہین بوچھار
گلگون سب دشت ہی لہو سے — بو آتی ہی خون کی چارسو سے
منہ خون کا ہی ہر طرف برستا — جانون کا ہوا ہی نرخ سستا
رہ رہ کے رن جو بولتا ہی — نامردون کے دل ٹٹولتا ہی

دل جوش مین لا رہے ہین کرکیت　　فوجون کو لڑا رہے ہین کرکیت
ہر سمت کو برق گر رہی ہے　　موت آنکھون مین سب کی پھر رہی ہ
نخوت مملو تھی جن سرون مین　　وہ سب ہین زمین پہ ٹھوکرون مین
بسمل ہین جوان و پیر صدہا　　اڑتے ہین مرغ تیر صدہا
بے دست کوئی جو لوٹتا ہے　　رقص بسمل ہر ایک جا ہ
گھوڑے لاشون کو روندتے ہین　　جدھر بجلی سے کوندتے ہین
کشتون کا جہان لگا ہے پشتہ　　دیوار باغ کا ہے پشتہ
نعرون سے زمین دہل رہی ہے　　ہر لاش لہو اگل رہی ہ
اک قبضۂ تیغ چومتا ہے　　جرأت مین ایک جھومتا ہ
ہین چار بہادر ایک جا پر　　گھیرے ہوئے ہین انھین ستمگ
وہ مردی کی داد دے رہے ہین　　جانین لڑ لڑ کے لے رہے ہین
اک سمت کو ہے سہیل جرار　　اک سمت ہین مجتمع کچھ اسوا
تسمے کمرون مین باگ کے ہین　　شعلے ہین مزاج آگ کے ہین
جاتے ہین جس طرف جھپٹ کر　　برہم ہوتی ہے فوج ہٹ ک
ٹوٹے ہوئے ایک پر ہین دس دس　　ہنگامۂ دار و گیر ہے بس
نرغہ ہے یورش ہے ہائے ہو ہے　　مسلخ وہ دشت ہو بہو ہ
ہلچل ہے کشش بزن کا غل ہے　　ماتم مین سینہ زن دہل ہ
پر فتح و شکست کا ہے عالم　　اک سمت بہت ہین اک طرف ک
یہ دیکھا تو خون نے جوش کھایا　　گھوڑے کو غیظ مین اٹھا
گرمایا ذرا تو مڑ گیا وہ　　سیماب کی طرح اڑ گیا
گھوڑا اتھا برق تھا کہ پارہ　　شعلہ تھا ہوا تھا یا شرار

بے مثل برنگ عشق صادق — بے چین مثال قلب عاشق
اک نقطہ تھا لشکر سیہ رو — پرکار کی طرح تھا وہ ہر سو
جس صف میں آن کر اترتا — دس پانچ کا مفت خون کرتا
تلوار سے سب کا سر فرد تھا — اک ہاتھ جدھر چلا وہ دو تھا
ششدر تھے فوج کے سپاہی — کہتے تھے سب کہ یا الٰہی
آفت ہے برق ہے بلا ہے — آندھی ہے کہ سیل ہے فنا ہے
یہ دشمن جان کہاں سے آئے — اک بولا کہ آسمان سے آئے
یہ کہتے تھے وہ کہ کٹ گئی بات — سر اُڑ کے جا پڑا اکئی ہات
آئی جا کر جو تیغ سن سے — پران ہوا مرغ روح تن سے
گلگون سے رواں دواں ستمگر — وہ سیل رواں تھا یہ خس و خار
جو سر کہ پناہ خود میں تھا — دھڑ سے جو گرا تو گود میں تھا
کب تیر زمین میں گڑے تھے — موے تن دشت کیں کھڑے تھے
آوازے نقیب کس رہے تھے — سر تھے کہ پڑے برس رہے تھے
اک خون کی بہ رہی تھی جدول — نعروں سے گونجتا تھا جنگل
خالی ترکش پڑے ہوئے تھے — بے سر سرکش پڑے ہوئے تھے
رستم سا جو کہ پہلوان تھا — چاہ حسرت کے درمیان تھا
یکتا کوئی دو تھا کوئی چورنگ — دکھلاتی تھی ایک تیغ سو رنگ
تھے منتشر و خفیف و قاصر — ارکان رباعی عناصر
کرتے تقطیع جب وہ سفاک — ہو جاتا قد طویل صد چاک
آئی جو قفا پہ وہ دم جنگ — دشمن کا قافیہ ہوا تنگ
آنے میں قضا تھی جانے میں جان — چلنے میں چھری تھی پھرنے میں سان

روح و دل و ساعد و کمر دو / وہم و سودا و عمر و سر دو

ہمدم سحر حلال اُسکا / ہر دم حارس کمال اُسکا

بے شرم و برہنہ جسم و پُر قہر / ہر تاب تھی صاف سانپ کی لہر

بخت شقی غبی بنی تیغ / ہیش تن تیغ زن تنی تیغ

کیا شی تھی قمر جہان کی تلوار / حیرت ہی کہ تھی کہان کی تلوار

تلوار تھی گاہ وہ سپر گاہ / گویا تھا ہلال حارس ماہ

گردن کش و دلنواز و سفاک / محجوب و پری ادا و بیباک

سیفی دم و عشوہ سنج و خوش آب / معشوقۂ بے سکون و بیتاب

ہر سر سے بلند تر سر اُسکا / ہر صف مین میان دل گھر اُسکا

شہزادہ جو تاجدار آیا / پہلو سے تاجدار آیا

دونون کا مقابلہ ہوا جب / نکلا اک اک کا حوصلہ تب

پہلے کیا تاجدار نے وار / رد کرکے پھرا وہ شیر جرار

تلوار جو تا بہ فرق آئی / گردون ظفر کی برق آئی

یون دو ہوے فرق و جسم و مرکب / ثابت نہ ہو اسکئے یہ مرکب

دیکھا جو وزیر نے پلٹ کر / آیا کس غیظ مین جھپٹ کر

جس وقت تھا گرج برس کے / مارا ویسا ہی ہاتھ کس کے

اسمین اُسمین جو تھا بڑا فرق / چالیس قدم پہ جا پڑا فرق

دونون کا جب یہ رنگ پایا / گھونگھٹ ساری سپہ نے سرکایا

گھوڑے بھی چراغ پا ہوے سب / ناری سرکش ہوا ہوے سب

پیدل تھے سوار سے بھی آگے / یون جانون کو اپنی لیکے بھاگے

چادر جو پھیر ہرے نے ہلائی / باقی سب نے امان پائی

قدمون پہ گرا سہیل آکر
شہزادہ ہنسا گلے لگا کر

سعد و بہمن حمید و یوسف
حاضر ہوئے آکے بے تکلف

وہ سب جب اُسکے پاس آئے
گویا پانچون حواس آئے

ہو کر فکر و الم سے آزاد
آیا گلشن مین رشک شمشاد

نرگس خوش خوش قریب آئی
بولی صد شکر فتح پائی

کوٹھے سے مین بھی دیکھتی تھی
پر صدمے سے جان پر بنی تھی

بھولیگی نہ یہ لڑائی واللہ
ان ہاتھون کی یہ صفائی واللہ

کیا تیغ تھی کیا وہ تیغ رانی
جسپر پڑی پھر نہ مانگا پانی

بولا ہنسکر وہ مہر تمثال
تھا سب یہ حضور ہی کا اقبال

اب یہ کہو آئے ہین جو مہمان
بلوا لین یہان کہا کہ جی ہان

آئی تھین بڑی حضور وان سے
شہزادی سدھارین کب کی یان سے

ساتھ اپنے سب کو لیگئین وہ
اک فقرہ ہمین کو دیگئین وہ

خیر آپ ایک اور کیجے کام
اس فتح کا بھیجتے پیغام

وان ہو گا سب کا حال تغیر
روتے ہوئینگے کودک و پیر

شہزادی کا سب سے ہی سوا پاس
ہو جاتی ہین وہ ذرا مین بے آس

دل ہو گا تنگ آج اُنکا
نازک ہے بہت مزاج اُنکا

لا دو ان مین دوات اور خامہ
لکھ بھیجے ایک فتح نامہ

لائی وہ لکھا اک اسنے طومار
آیا باہر وہ ماہ اکبار

ثاقب نامے تھا ایک افسر
رخصت کیا اُسکو نامہ دیکر

لیکر اُنکو چمن مین آیا
پھولون کی انجمن مین آیا

نرگس نے جو ذقن دکھایا
یوسف کو پھر کنوان جھنکایا

نرگس کا بھی وہ یوسف دل — یوسف پہ ہوا کمال مائل
شہزادے نے بھی نگاہ دیکھی — پر وقت آنے کی راہ دیکھی
حمام کیا بصد بشاشت — بخشا دعوت مین سب کو خلعت
اسباب نشاط کو منگایا — ارباب نشاط کو بلایا
جب تک یہاں ہوے ناچ گانا — لکھون تا قیامت کا مین فسانا
پہونچا دربار مین وہ جاکر — حاضر کیے دونون سر بھی لاکر
نامہ جو دبیر نے سنایا — سلطان زمن بھی مسکرایا
پوچھا یہ خط دیا ہے کسنے — کی عرض کہ سب کو مارا جسنے
فرمایا سہیل خوش ارادہ — بولا نہین اُنکا شاہزادہ
فرمایا کہ وہ بھی آگئے وان — بولا وہ دست بستہ جی ہان
سب فوج جو زیر تیغ دھر لی — آتے ہی لڑائی فتح کرلی
کچھ دیر اُٹھائی تھی جو تکلیف — اب باغ مین لگئے ہین تشریف
یہ سُنکے ہوا کمال دل شاد — فرمایا وزیر سے یہ ارشاد
لیجاؤ تصدق گران بار — پہناؤ مرے گلے کا یہ ہار
رخصت ہوے جب وزیر چارون — لین صدقے کو کشتیان ہزارون
آیا وہ بادشاہ عادل — بشاش میان شاہ منزل
برپا تھا محل مین ایک کہرام — تھا ماتم و سوز دل کا ہنگام
آئی تھی محل مین جب سے وہ ماہ — کچھ تھا نہ سوائے نالہ و آہ
ہر ہر کی بلند تھین صدائین — گہ لب پہ فغان تھی گہ دعائین
اپنے بیگانے رو رہے تھے — نوحہ تھا بین ہو رہے تھے
کہتی تھی کوئی یا الٰہی — آئی اس شہر پر تباہی

شہزادی کا حال ہی بہت غیر
یارب ہو اُسکی جان کی خیر

ان سب کی دعاؤن مین اثر دے
بیچارے سہیل کو ظفر دے

کہتی تھی کوئی بلبلا کر
آنکھون سے جوے خون بہا کر

یا شیر خدا مدد کو آؤ
اس رنج و عذاب سے چھڑاؤ

صدقے گئی اب کرو نہ تاخیر
لو جلد خبر براے شبیر

محبوب اِلٰہ کا تصدق
یثرب کے ماہ کا تصدق

تابندہ رہے چگل کا یہ ماہ
نصرت پائے سہیل ذیجاہ

دیکھا جب شاہ نے یہ عالم
دل بھر نے سے چشم ہو گئی نم

فوراً ملکہ کے پاس آیا
سب واقعہ کہکے خط دکھایا

سجدے کیے سب نے باری باری
موقوف ہوئی وہ آہ و زاری

شہزادی نے پھر سنا یہ احوال
صدمون سے ہوئی وہ فارغ البال

جب کُھل گیا یہ سرِ نہفتہ
اک اک ہوا مثل گل شگفتہ

آئی جو مراد منتون سے
گھر بھر دیا سب نے منتون سے

سوسن سے کرکے کچھ اشارا
خلوت مین گئی سپہر آرا

بُولی سلطان سے مُسکرا کے
لڑکی خوش ہی جواب پا کے

مین اپنے اُس خدا کے قربان
کی جسنے میری مشکل آسان

شہزادہ آگیا بڑی بات
سنیے صاحب ٹھہر گئی بات

تقدیر بگڑ کے بن گئی ہی
دل پر یہ بات ٹھن گئی ہی

بُولا ہنسکر وہ ماہ اکبار
بھجوا چکا مین بھی رسم کا ہار

یہ سُنکے ہوئی نہال وہ گُل
شادی کا محل مین مچگیا غل

دن رات سُہاگ گاے جاتے
ڈھولک طبلے بجاے جاتے

منعقد ہونا بزم طوبیٰ کا شبستان آرزو مین نقارخانہ
جشن کا نوازش مین آنا شادی کی شہر بھر مین دھومین
سعد ساعت مین نیّرین کا قران ہونا ایک سلک مین آنا
دو گوہر شاہوار کا بعد چندے پھرنا کنعان حسن کی طرف اُس
یوسف مصر خوبی کا خیال عزیز آنا اپنے دیار کا رخصت لیکر حلب
مین جانا مرتون کو جلانا ختم داستان ہونا ادہم قلم کا مطلق العنان ہونا

ای ساقئ مست اک نظر اور — اب چلتے ہین آخری ہی یہ دور
آراستہ بزم خسروی کر — تو جم ہی جام تیرا ساغر
کر چشم مست سے اشارا — ہو مسند زر پہ محفل آرا
بجتے ہون سرود و بربط و چنگ — گاتا ہو مغنیِ خوش آہنگ
اک خیمہ ابر کا سجا ہو — جسمین رندون کا جمگھٹا ہو
ستون مین آبرو مین پاؤن — خوش خوش اپنے وطن کو جاؤن
کر بنت عنب کا عقد مجھسے — لے مہر مین دل کا نقد مجھسے
بلبل سے گل کا وصل ہوجاے — دونون سے جدا یہ فصل ہوجاے
ٹپکین سے غنچے مین قطرہ مے — باہم ہون ایک جا دف و نے
بخت خوابیدہ جاگ جائے — مستی سے شرم بھاگ جائے
توڑون جو طلسم حسن کا در — اُگلے ماہیِ عشق گوہر
سب رنج والم خوشی سے ہون فوت — ہر دائرہ حرف کا ہو پُرصوت
مضمون کسی سے لڑ نہ جائے — بندش مین پیچ پڑ نہ جائے

ہر صفحہ سادہ ہے بیابان
پھولوں سے اُسے کروں خیابان

رنگینیِ نظم نو دکھاؤن
خورشید سخن کی ضو دکھاؤن

دریائے طبع موج زن ہو
نکتہ ہر اک درِ عدن ہو

اک رقص ہو گردش قلم مین
سامع ہون محو ایک دم مین

مطرب سازِ طرب بجانا
ہوتا ہے ابتدا ترانا

جب دور ہوا وہ بے خلش خار
صدقے اُترے گلے پڑا ہار

دربار رہوا جو دوسرے دن
دکھلائے گئے بھلے بُرے دن

تجویز ہوئی جو ایک سب کی
ٹھہرائی تیرھوین رجب کی

حسب ارشادِ شاہ جمجاہ
نامے لکھے طلب ہوے شاہ

سیارے حضور ماہ آئے
سب نذر کو پیش شاہ آئے

تھا پاس جو فخر خسروان کو
لایا جا کر قمر جہان کو

بیٹی کو لیے سپہر آرا
پہونچی اُس باغ مین قضارا

باہر ٹھہرے وزیر عاقل
گلشن مین ہوئی بہار داخل

شادی کے میہمان آئے
دکھلانے کو اپنی شان آئے

ہنسکر ملکہ کو یون سُنایا
بی بی حق نے یہ دن دکھایا

دن گنتے اتنی عمر گذری
بارے قسمت نے یاوری کی

ہو جشن یہ آپ کو مبارک
بولی تمکو بھی ہو مبارک

باتین یہ کر رہے تھے مہمان
ہنس ہنس کے وہ کہہ رہی تھی ہان ہان

گھما گھمی تھی باغ بھر مین
شادی کی چہل پہل تھی گھر مین

شہنا نقارے بج رہے تھے
گھر کو فراش سج رہے تھے

جوڑے جو بٹے تھے زرد زرتار
اندر باہر تھا زعفران زار

سامان جو سب درست پایا — لڑکی کو مائیون بٹھایا
تیار ہوئین جو سمدھنین سب — ڈیوڑھی مین سواریان لگین تب
آگے تھا نشان کا فیل میمون — ڈنکے کی دہ دمبدم کڑک دھون
باجے تھے طرح طرح کے بجتے — نقارے تھے دمبدم گرجتے
پہنے تھے سب جو وردیان زرد — تھا رنگ زمین و آسمان زرد
گنتی مین بے شمار تھے خوان — بٹنے کے کئی ہزار تھے خوان
چوکی جو جواہرات کی تھی — ہمپایۂ تخت خسروی تھی
بعد اُسکے کشتیان کئی سو — کشتی پوشون مین مہر کی ضو
دستور عقیل مرکبون پر — ہر سمت نگہ ہنسی لبون پر
اسباب تزک جلوس شاہی — صف بستہ سیکڑون سپاہی
بعد اُسکے سواریان زنانی — شہزادی تھی کوئی کوئی رانی
ہوتا ہوا گنج گنج انعام — جا پہونچے شہر مین سرشام
کچھ کشتیان ساتھ لے کے اکبار — اُترین سب سمدھنین جو سردار
ہنستی کوئی کوئی کھلکھلاتی — سُکھپال مین کوئی لوٹی جاتی
ایک ایک سے کرتی تھی اشارا — تم آگے چلو بہن خدارا
اک ناز سے شرم کھاے اُتری — اک پانچون کو اٹھاے اُتری
یان بھی پریون کا تھا اکھاڑا — تیار کھڑا تھا سارا دھاڑا
ڈالا جسکے لگے ہین اک بار — ساتھی اُسکے چھڑی تھی دی تار
چلنے لگی چوٹ ہمسون مین — تھی دھوم زیادہ کسنون مین
گسترده زمین پہ فرش گل تھا — اُف اُف کا نازکون مین غل تھا
سب سید ہوئین تا بہ فرش پہونچین — دوڑتی ہوئی سمدھنون کی تزئین

تھین ڈومنیان وہان بھی تیار — پڑنے لگی گالیون کی بوچھار
ہنس ہنس کے بجائین تالیان خوب — کھائین ان سب نے گالیان خوب
اس رسم کے بعد پھر بصد جاہ — بلوایا گیا محل مین نوشاہ
جوڑا مانجھے کا زعفرانی — رنگ عاشق کی تھا نشانی
کنگنا جو بندھا کھلا یہ اسرار — ہاتھ آگیا نجم بخت بیدار
بٹنا وہ لگا دیا سر دست — خوشبو نے جسکی کر دیا مست
پینڈی ڈھنکا کے جب کھلائی — نوبت بے باکیون کی آئی
کھینچا جب ہاتھ سالیون نے — تب ہنس دیا ہنسنے والیون نے
کچھ چھین جھپٹ کے پینڈی کھائی — جب کچھ نہ ملا تو شرم آئی
رشتے مین اُسکے تھی کوئی ساس — کچھ بڑھ کے وہ آ کھڑی ہوئی پاس
دولہا سے جب کیا اشارا — سمجھا تو ہنسا وہ ماہ پارا
ہاتھ اک کا پکڑ لیا قمر نے — وہ سب لگین دوئی دوئی کرنے
ہاتھ اُسکا چھڑا کے پھر یہ بولین — تیوری کو چڑھا کے پھر یہ بولین
کرتے ہین سب سے شرم دولہا — ہوتے نہین گرما گرم دولہا
بولا وہ غضب کا ہنسنے والا — ٹھنڈون سے تمھین پڑا ہی پالا
خیر اب جلدی سے پان کھلواؤ — یہ پینڈیان سب بچا کے لیجاؤ
اک سالی یہ بولی مسکرا کے — کڑوے ہو نا نہ پان کھا کے
وہ بولا اگر نہ پان دوگی — صحبت مین سرخ رو نہ ہوگی
ہنس ہنس کے یہ کلام کرکے — اُٹھا سب کو سلام کرکے
خسرو جس جا تھا محفل آرا — ہنستا ہوا وہ اُدھر سدھارا
جو جو تھا مانجھا لے کے آیا — خاصہ سب نے اُنھین کھلایا

کین سب کو کشتیان حوالے
گوٹے کے گلے مین ہار ڈالے

آئی جس وقت دو پہر رات
اسوار ہوئی ہر ایک خوش ذات

کس حسن سے پھر کے سب اُسی طور
پہونچے منزل مین اپنی فی الفور

یان بزم کا رنگ طرفہ تر تھا
دولھا مسند پہ جلوہ گر تھا

حلقے مین لیے ہوے اُسے شاہ
تارے تھے گرد بیچ مین ماہ

گانے کا سمان بندھا ہوا تھا
اک اک سرمست ہو رہا تھا

نغمے مین جو حق نے دی ہی تاثیر
ہر قلب پہ پڑ رہا تھا اک تیر

وقت آگیا بھیروین کا جس دم
کچھ اور ہی تھا سبھا کا عالم

کیسی خیال کب تھا آکا
باقی تھا نہ ہوش دست و پا کا

ناگہ نوبت اذان کی آئی
اور وردی صبح کی بجائی

دھیان آگیا طاعتِ خدا کا
وقت آگیا فرض کی ادا کا

برخاست ہوئی غرض وہ صحبت
مسجد مین ہوئی بڑی جماعت

دن بھر رہا جشن و عیش و آرام
آپہونچا عصر کا جو ہنگام

سانچق ہوئی یانسے بھی روانہ
شاہی سارا تھا کارخانہ

چاندی کے ہزارون چوگھڑے تھے
سونے کے آٹھ سو گھڑے تھے

مٹکے صندوقچے طلاکار
چھکڑون پر نقل و قرص کے بار

ان سب سے کشتیان علاوا
تھا جنمین دُلھن کا سب چڑھاوا

بجتے ہوے سب نئے نئے ساز
گاتے ہوے مطرب خوش آواز

اک ہاتھی پہ زیر چتر نوشاہ
حلقہ کیے چار پانچ سو شاہ

جوڑے خوش رنگ سب کے وہ زرد
نکھرے ہوے سب کے سب زن و مرد

پہنے ہوے وردیان سپاہی
لٹتا ہوا گنج بادشاہی

اُس باغ مین گلعذار پہونچے — جنت مین امیدوار پہونچے
دولھا کو محل مین جب بُلایا — دیکھا جسنے یہی سُنایا
بھولا بنّو کا یہ بنا ہی — دولھا لاڈو کا لاڈلا ہی
القصہ چڑھا کے سب چڑھاوا — سب نے کیا اپنے گھر کا دھاوا
گذرے شب و روز چہچہون مین — چُہلون مین ہنسی مین قہقہون مین
حیرت سے گلون کا اُڑ گیا رنگ — منھدی جانے کا جب بندھا رنگ
دن کر دیا روشنی سے شب کو — جوڑے دیے لال لال سب کو
سونے کے طباق کچھ منگائے — چوبے وہ ملیدے کے بنائے
وہ عمدہ جڑاؤ چوکی و طاس — سب نصب تھے جسمین لعل و الماس
خلعت کشتی کے درمیان تھا — گہنا پھولون کا اور نشان تھا
اس رنگ سے منھدی لے کے دستور — پہونچے پچھلے کو شادو مسرور
منھدی دولھا کے جب لگائی — مرجان نے شکست فاش کھائی
جو نیگ مین سالیون نے پایا — دولھا وہ سلام کرکے لایا
سب رسمون سے کرکے جلد فرصت — لی جانے کی سمدھنون نے رخصت
رنگ اپنا بزم مین جما کر — پہونچے رشک ارم مین جاکر
اب صبح سے ہی برات کا غل — آتی ہی صدا اے خندۂ گل
مہمان اُتر رہے ہین پیہم — سامان جلوس ہی فراہم
میراسنین گیت گا رہی ہین — انعام اکرام پا رہی ہین
تھین جتنی سُہاگنین طرحدار — صحنک کے لیے ہوئین وہ تیار
پھرتی سے سارا کام کرکے — دی نذر سب اہتمام کرکے
سب نے مل جل کے تھوڑا تھوڑا — سی ڈالا ریت کا وہ جوڑا

دن بھر رہے اپنے کام مین سب ‏ ناگہ آئی برات کی شب
آراستہ سقف و طاق وایوان ‏ محفل تھی کہ محفلِ سلیمان
جھالے قندیل جھاڑ مردنگ ‏ طنبور رباب چنگ مرچنگ
رقصان وہ طائفے خوش آواز ‏ وہ تان ادیج وہ غمزہ وناز
ناچی آکر وہ جس گھڑی گت ‏ ایک ایک کی ہوگئی بُری گت
سہرا جو دُلھن کے گھر سے آیا ‏ دولھا کو نہانے کو بُلایا
دولھا جب تک وہان نہایا ‏ خاصہ ایک ایک کو کھلایا
تیار ہوئی برات ساری ‏ نکلی نوشاہ کی سواری
لایا سُکھپال راجہ مہرا ‏ ہر در پہ ہوا زنانہ پہرا
پنسین دیوڑھی پہ سب لگا کر ‏ باہر ٹھہرے کہار آکر
بولی دروازے سے محلدار ‏ سب آئین سواریان ہین تیار
چیخین جاکر کہاریان جب ‏ آنے لگین پھر تو سمدھنین سب
ایک ایک پہ وہ غضب کا عالم ‏ وہ چال وہ گھنگرون کی چھم چھم
ہراک پائون سے لے کے تا فرق ‏ دریا مین جواہرات کے غرق
وہ عطر کی بھینی بھینی بو باس ‏ اسکے سایہ سے اُسکو وسواس
ہر دل کو بلا وہ چوٹیان تھین ‏ کیا کیا سر اُٹھائے چھاتیان تھین
چُھلین آپس مین کرتی جاتین ‏ سِسکی ہر بار بھرتی جاتین
چہرون پہ بھولے پن سے نرمی ‏ شوخی سے مزاج مین وہ گرمی
حُسن نمکین و بال جی کا ‏ رخسارون سے رنگ صبح پھیکا
ایک اپنی بوا کو پوچھتی تھی ‏ ایک اپنی دوا کو پوچھتی تھی
اک کہتی کیتکی اِدھر آ ‏ گھنگرو والے چھڑے اُٹھا لا

اک کہتی تھی کوئی دوڑ جانا — جلدی مرا دست پاک لانا
اک کہتی تھی جلد جاؤ لوگو — کیا کرتے ہین سب کو لاؤ لوگو
اک کہتی کہ خاصدان لاؤ — اک کہتی کہارون کو بلاؤ
کچھ دیر غرض پکار ہو کر — بیٹھین وہ سب سوار ہو کر
اُٹھی ڈیوڑھی سے جو سواری — ہمراہ تھی برق وش کہاری
جس وقت ہوئین سواریان سب — پہونچی یہ خبر وزیر کو تب
بڑھ کر فرمان شاہ لایا — سامان برات کا بڑھایا
ہاتھی پہلے چلا نشان کا — بعد اُسکے سب جلوس وان کا
آگے آگے تھے باجے والے — بعد اُنکے سوارون کے رسالے
اک ایک وہ برق زرق پلٹن — باجے اُنکے وہ رشک ارغن
ہر تخت روان پہ جگمگا تھا — پریون کا ناچ ہو رہا تھا
طبلے پر تھاپ پڑ رہی تھی — آواز ہوا سے لڑ رہی تھی
سونے کے پنجشاخے روشن — مزدور ہزارون مرد اور زن
نوبت کی ٹکور اک طرف کو — نقارون کا شور اک طرف کو
صدہا وہ لالٹینون والے — روشن سب جنکے دلون کے لالے
وہ کشتیان جو کہ دل ڈبو دین — طوفان مین نوح کی خبر لین
وہ ماہی مراتب اور وہ سامان — وہ بادبہاری اک طرف وان
اسواری کا بعد ازان ہوا غل — دن ہو گیا روشنی سے بالکل
پہلے تو جلوس خاص شاہی — جوڑے پہنے خواص شاہی
بعد اُسکے اور ڈل کے ڈل تھے — ہاتھون مین لیے ہوے کنول تھے
جلتا ہوا مشک و عود و عنبر — خوشبو سے مشام جان معطر

صف بستہ جو بد ارصد ہا — ناظر نمکین عذار صد ہا
گھوڑون پر افسران ممتاز — ایک ایک نقیب وہ خوش آواز
ڈنکا ہوتا تھا ہر قدم پر — شہنا کے سُر اُٹھائے تھے سر
اک اک ہاتھی دُلھن بنا تھا — مستون کی طرح جھومتا تھا
جھولین تھین گلشن نگارین — حوضون مین حسن صنعت چین
یون بیاہنے کو چلا وہ نوشاہ — نکلے تارون مین جس طرح ماہ
ہے لطف کلام مختصر کا — اب ذکر سُنو دُلھن کے گھر کا
وان شام سے تھی اک انتظاری — تیاری برات کی تھی ساری
ہر سمت کو اتنی روشنی تھی — چارون طرف آگ سی لگی تھی
گلزار خلیل تھا وہ گلزار — اک ابر دھوین کا تھا دھوان دھار
گلشن مین جو ترا بنا تھا — خیمہ اُسپر بھی اک تنا تھا
یاقوت کی بارگاہ تھی وہ — دولھا کی نشستگاہ تھی وہ
ستھری ستھری زنانی محفل — مردانی بزم کے مقابل
پریان جسپر پھڑک رہی تھین — حورین غرفون سے تک رہی تھین
محفل تھی رشک باغ شداد — حورین تھین سب کی سب پریزاد
کوٹھون پہ بہت سی چڑھ گئی تھین — کچھ غرفون سے بیٹھی جھانکتی تھین
سب کمسنین سیر کر رہی تھین — مہتابی پہ چڑھ اُتر رہی تھین
اک کہتی تھی ای بوا سمن بر — کیا روشنی ہو رہی ہے باہر
سرخی سب راہ مین پڑی ہے — آتشبازی وہ سب گڑی ہے
یہ کہتی تھی وہ ابھی سمن سے — ناگاہ صدا جو آئی دن سے
اک بولی یہ کیا محل مین ٹوٹا — اک بولی کہ ناسپال چھوٹا

اک بولی کہ ایسی میری تھی / یہ توپ چلی ہے داخلے کی
اک بولی ارے برات آئی / وہ بولی کہ جی برات آئی
ہین ناکے پہ بیشمار توپین / چلتی ہین بار بار توپین
دیکھو یہ جلوس ہے بیان کا / ہاتھی ہے وہ سامنے نشان کا
وہ تخت ہین اور وہ باجے والے / یہ پلٹنین سب ہین وہ رسالے
یہ کہہ رہی تھی ابھی وہ ذیجاہ / آتشبازی چھٹی جو ناگاہ
اک بولی کہ واہ کیا مزا ہے / وہ دیو پری کو لے اُڑا ہے
اک بولی ارے انار کیا ہین / آویزے کتنے خوشنما ہین
اک بولی کہ یہ نہ کام دیکھو / سب ایک طرف قیام دیکھو
اک زانو پہ بولی بارکرامات / کیا طرفہ ہے گلشن طلسمات
اک بولی کہ دیدو آگ اسکو / سہرہین ادھر تو دیکھو
دیکھا تو وہ بولی ہاے جانی / آپہونچین سواریان زنانی
مجمع دروازے پر بڑا ہے / ہاتھی دولہا کا بھی کھڑا ہے
اک بولی کہ ہاے کیا سمان ہے / اک بولی کہ کیا پری جوان ہے
اک بولی کہ حیف نظر نہین واہ / منھ دیکھتا تھا کتنے ماشاءاللہ
دیکھے جو کوئی بُری نظر سے / غارت ہو جائے آنکھ پھوٹے
اک بولی کہ بس اٹھو نہ ای بی / اتنون مین کوئی نہین ندیدی
مرغوب ہے سب کو اچھی صورت / پہ سچ ہے اپنی اپنی قسمت
اک بولی چلو یہان سے سہہ / اب آئیگا کوئی دم مین نوشاہ
اب سیر ہے ذان کی قابل دید / ہوئیگی دلھن کی مان کو اک عید
آگے پیچھے قطار باندھی / اک اک چلی دانسے جیسے آندھی

خندان مسرور شاد آئین | گلشن مین برنگ باد آئین
دیکھا تو ہی سمدھنون کا مجمع | تصویرون سے پُر ہی وہ مرقع
دولھا بھی محل مین آچکا ہی | تل شکر کھا کے جا چکا ہی
بیٹھی افسوس کرکے وہ گل | وان عقد کا دفعتًہ ہوا غل
پردہ ہوا قاضی صاحب آئے | گانے والون نے مُنہ بُھوتھائے
بُولے وہ دُلھن کے پاس آکر | دولھا کے نام کو بتا کر
اِس گل سے تمھارا عقد پڑھ دون | سب کے کہنے سے اُسنے کی ہون
قاضی نے کہا کہ لو مبارک | سب بُولے یہ عقد ہو مبارک
پاکر اُس گلبدن کو راضی | آئے محفل مین اُٹھ کے قاضی
وان طرفہ سمان بندھا ہوا تھا | اک رنڈی کا ناچ ہو رہا تھا
گاتی تھی گیت یہ نرالا | ہریالا بنا مرادون والا
ناگہ اک چوبدار آیا | یون ہاتھ اُٹھا کے راگ لایا
کیا کہنا میان پکھاوجی واہ | طبلہ نہ بس اب بجاؤ جی واہ
قاضی صاحب ہین لاے تشریف | نوشاہ بھی اب کرینگے تکلیف
موقوف کرو یہ ناچ گانا | آپہونچا عقد کا زمانا
القصہ چگل کا ماہ اُٹھا | نوشاہ کو لے کے شاہ اُٹھا
ایجاب و قبول جب ہوے وصل | صیغے پڑھے عقد کے بلافصل
کچھ گھر مین بھی ہوئی نہ حجت | کی قاضی نے عقد پڑھ کے رخصت
پُوری ہوئین شرع کی جو رسمین | دی جان اپنی پرائے بس مین
دولھا کا ہوا دُلھن پہ قابو | آنکھون مین شہ کے آئے آنسو
اندر سے کشتیان جو آئین | خلعت مین قاضیون نے پائین

فرصت ہوئی عقد سے جو ناگاہ — بلوایا گیا محل مین نوشاہ
بہنین بنی سالیان طرحدار — آنچل ڈالے الگ سے اکبار
ایوان جواہرین مین آئین — نوشاہ کو شہ نشین مین لائین
سب جا کے عروس کو بھی لائے — بیٹھی مسند پہ سر جھکائے
میراسنون نے جو گائے ٹونے — ہنسیان لگین عورتون مین ہونے
بعد اسکے سُرخ اک دُشالا — لاکر دولھا دُلھن پہ ڈالا
اک جا بیٹھے عروس و داماد — محبوب بنی بنا پریزاد
سیارے سے قطب کا قران تھا — مصحف آئینہ درمیان تھا
نکلا اخلاص کا جو سورا — الفت کا ہوا یقین پورا
دیکھا جو مہر و مہ کو پایا — حیرت مین آئینہ بھی آیا
حیران اک اک کے مُنھ کو تکتا — کچھ صورت حال کہہ نہ سکتا
جب ہوچکی ریت رسم سارے — ہنسکر مہمان یہ پکارے
اے لعل دُر عدن مبارک — نوشاہ بنے دُلھن مبارک
جب پاہنی ڈومنی نے گائی — ایک ایک کی آنکھ بھر بھر آئی
شادی مین غم کا بھی سمان تھا — کُہرام محل کے درمیان تھا
ملنے لگے سب دُلھن سے آکر — روئے باہم گلے لگا کر
اسواریان در پر آگئین کُل — رخصت کا اک بپا ہوا غل
دولھانے دُلھن کو جب اُٹھایا — آغوش قمر مین ماہ آیا
سارا وہی شب کا کروفر تھا — ہمراہ جہیز مختصر تھا
تھی جادۂ کہکشان سے جو راہ — نوشاہ دُلھن کو لیچلا بیاہ
وہ تارون کی چھاؤن وہ زمانا — عالم بھی وقت بھی سہانا

دولھا کے ساتھ سب براتی | وہ روشنی جھلملائی جاتی
بجھنے کے قریب مشعل ماہ | دور شب وصل یار کوتاہ
غنچون کا نسیم سے وہ کھلنا | وہ لطف وہ دونون وقت ملنا
کس شوق سے دیکھنے یہ سامان | آیا گردون پہ مہر تابان
پہونچی وہ برات شہر مین جب | کوٹھون پہ چڑھ آئے دیکھنے سب
یون ایک نے ایک کو سنایا | بنڑا بنڑی کو بیاہ لایا
آ پہونچین سواریان جو در پر | اک دھوم ہوئی محل کے اندر
بکرا ہوا ذبح جس گھڑی وان | ظاہر ہوئی صبح عید قربان
دولھا نے اٹھا لیا دلھن کو | تازہ سا یہ گل ملا چمن کو
اک بارہ دری چہل چمن مین | اس طرح تھی جیسے جان تن مین
دلبر کو اپنے بر مین لایا | لاکر مسند پہ وان بٹھایا
کی حمد بصد نیاز اسنے | دامن پہ پڑھی نماز اسنے
شیرینی جو حسب رسم آئی | دونون نے ملکے کھیر کھائی
اک بھائی دلھن کا تھا چچا زاد | لینے آیا وہ با دل شاد
جو بچے سے ذرا ظہور کھا کر | اٹھا وہ سب سے اذن پاکر
لیکر اس ماہ کو بصد جاہ | منزل کی کہکشان سے لی راہ
مسند بچھی جو تھی دلھن کی | نکہت تھی سب اسمین اسکے تن کی
سمجھا چکے جبکہ خاص اور عام | دولھا نے کیا زمین پہ آرام
اٹھا آرام سے جو وہ گل | چوتھی جانے کا گھر مین تھا غل
القصہ وہ ماہ مہر اندام | نکلا تارون مین پھر سر شام
پہونچے جب گلشن ارم مین | کچھ اور سمان تھا ایک دم مین

پہلے کنگنے سے چوتھی کھیلی — جو چوٹ چلی جگر پہ لے لی
ہلکے گو پھول سے ثمر تھے — پژمردہ غم سے سربسر تھے
ڈر تھا کہ یہ پھول سے بدن ہین — نازک مانند یاسمن ہین
کچھ اِن پہ غم نہان نہ گذرے — چوٹ اپنی کہین گران نہ گذرے
ہاتھون سے جب اُچٹ کے گرتے — گرتے تو بدن سے ہٹ کے گرتے
جب تک کھِلوائی ڈومنی نے — چوتھی کھیلی سبنے بنی نے
جو پھینکا وہی اُدھر سے آیا — جو اِسنے اُسے دیا وہ پایا
چوتھی کی جو وہ دُلھن بنی تھی — زینت سب دن سے چوگنی تھی
دل لوٹتا تھا قمر جہان کا — پر قفل سکوت تھا دہان کا
بارے بہ ہزار امیدواری — رخصت ہونے کی آئی باری
لیکر اپنی پری سلیمان — آیا عشرت محل مین شادان
گذری جس وقت دو پہر رات — اُٹھین وہ جو کہ آئی تھین سات
سونے کی بچھی تھی اک مسہری — پردے جسکے تھے سب سنہری
چاہا پردے مین کام کیجے — اس بت کو وہین پہ رام کیجے
بولا یہ جماہی لے کے وہ گل — نیند آنکھون مین بھر گئی ہے بالکل
کیا بیٹھی ہوئی ہو ای سمن فام — رات آئی بہت کرو اب آرام
یہ کہکے ہاتھ کو بڑھایا — مسند سے گود مین اُٹھایا
وہ دل کی طرح کنار مین تھی — پر اپنے نہ اختیار مین تھی
تدبیر کے ناخنون سے اکبار — کھولا فی الفور عقدۂ کار
عشقے زجنون علم برافراشت — مہر از سر گنج حُسن برداشت
تھی شکل صدف کی درج یاقوت — داخل ہوئی برج دلو مین حوت

ظاہر ہوئے سب نشان شبخون
دم مین ہوا فرش حسن گلگون

اُبھرا جب ڈوب کر شناور
موتی کیے وقت نے نچھاور

کرکے خون حلال نکلا
الماس گہر سے لال نکلا

نیسان نے کیا صدف کو جب پُر
ہر قطرۂ آب بنگیا دُر

اک ہنستا تھا اک ہوا تھا خاموش
ہُشیار تھا ایک ایک بیہوش

سر فکر مین جُھک گیا قمر کا
ناگاہ بجا گجر سحر کا

آواز اک اک سُنا سُنا کے
آئے موقع سے وقت پا کے

حمام قمر اُدھر سدھارا
یان بھی بدلا وہ رنگ سارا

جب تیسرے روز وہ نہائی
چارون چالون کی نوبت آئی

رفتہ رفتہ جو کم ہوا ڈر
پھر تو دونون تھے شیر و شکر

آئی یہان جب سپہر آرا
گلشن جنگل ہوا وہ سارا

خاقان چگل کو پا کے مسرور
اک دن یہ کیا قمر نے مذکور

تنہا ہی مراد وزیرزادہ
ہی اسکے بھی عقد کا ارادہ

ناہید جو ہی وزیر زادی
ہو اُسکی اسی کے ساتھ شادی

فرمایا کہ اسکا پوچھنا کیا
بہتر النسب ہی جان بابا

تاجر بچے اور بھی جو ہین چار
محروم پھرین نہ وہ بھی زنہار

اُنکو بھی کتخدا کرو تم
اک جشن پھر اب بنا کرو تم

اچھا سا کوئی دیکھو اک دن
پانچون کا عقد کردو اک دن

لیکر سلطان کی راے عالی
پھر جلد بناے جشن ڈالی

سعد و یوسف حمید و بہمن
زہرہ نرگس نسیم سوسن

ناہید اور وہ سہیل ذیجاہ
اِن سب کا ایک دن ہوا بیاہ

خورشید نے ذرہ پروری کی
پانچون کے کشت دل ہری کی

گذرے اس طرح دو مہینے
باہر نہ قدم رکھا کسی نے

آئی جب عید ماہ شوال
فرقت سے ہوا سہیل بیحال

سوچا وہ کہ نذر چلکے دیجے
دیدار قمر بھی دیکھ لیجے

رویت تو ہلال کی ہوئی ہے
پر دید قمر کی رہگئی ہے

کاہید کی سے ہلال ہون مین
اس عید سے پُر ملال ہون مین

دان عید منائی تھی قمر نے
تڑکے سے گیا تھا غسل کرنے

دربار مین یان سہیل آیا
تارون کو بے قمر کے پایا

پہلی کو چاند چودھوین کا
کسنے دیکھا جو دن کو ہوتا

حاصل ہوئی جب نہ دولت دید
عاشور سہیل کو ہوئی عید

اس روز تو نامراد پلٹا
ناشاد نہو کے شاد پلٹا

تھی اسکو جو روز و شب ہی فکر
ناہید سے ایک دن کیا ذکر

اندھیر جہان ہوا نظر مین
پہونچی وہ منزل قمر مین

ہنس ہنس کے اور چبا چبا کے
شہزادی سے سب کہا وہ جاکے

نقش اپنا جما کے پھر یہ بولی
آنکھین چمکا کے پھر یہ بولی

شہزادے کو اذن دو خدارا
کر دو کچھ آنکھ سے اشارا

بیچارہ سہیل جان بلب ہے
تم بھی نہ سُنو یہ کیا غضب ہے

وہ بولی مُلائین خوف کیا ہے
کچھ مین نے منع کر دیا ہے

جب حسب طلب سہیل آیا
شہزادے کو منتظر سا پایا

قدمون پہ برنگ اشک گرکر
پروانے کی طرح گرد پھر کر

بولا اے سرو گلشن داد
کیجیے اب یہ غلام آزاد

فرقت کا سامنا ہی ہر طور — کچھ کام بھی ظاہر انہین اور
بیکار رہی پھر قیام میرا — اب یان نہین کوئی کام میرا
فرمایا کہ ہم نہ جائینگے کیا — یان چھاؤنی کوئی چھائینگے کیا
وقت آنیکے منتظر ہین ای ماہ — چلتے ہین عنقریب واللہ
تم اپنے خسر سے لو اجازت — ہم شہ سے طلب کرینگے رخصت
اس راے نے جب قرار پایا — ایک ایک اپنے محل مین آیا
تاثیر مٹی جو بخت بد کی — رخصت لینے مین جد وکد کی
سلطان نے جو سب کہا یہ احوال — بولی یہ دولھن کی مان خوش اقبال
دی چیز پہ اختیار کیا ہی — گر جبر کیا تو کیا مزا ہی
کچھ بس نہ چلا تو آخر کار — سامان سفر کیا سب اکبار
رخصت کا جبکہ آیا ہنگام — برپا ہوا اک محل مین کہرام
اک رونے لگی بلائین لیکر — اک کہنے لگی دعائین دیکر
جا ہو بخیر سے وطن کو — سونپا اللہ و پنجتن کو
کاہے کو کبھی سفر کیا ہی — بچی تری جان کا خدا ہی
جب در کی طرف قمر سدھارا — بولی رو کر سپہر آرا
لڑکی گو جان ہی ہماری — پر ابتو کنیز ہی تمھاری
رکھنا مری جان خیال اسکا — نازک دل ہی کمال اسکا
بولا یہ سُنکے وہ خوش اوقات — کہنے کی آپ کے ہی یہ بات
وابستہ ہی سب کی جان اُنسے — غافل نہین مین اک آن اُنسے
یہ سُنکے گری سپہر آرا — گھر سے نکلا وہ ماہ پارا
دروازے تک ایک روتی آئی — ایک اشکون سے منہ کو دھوتی آئی

اک حسن کی پالکی بنی تھی
شہزادی اُسمین آکے بیٹھی

سلطان سے قمر نے پاؤن چھوکر
بس مُنھ کیا مُڑکے جانب در

لونڈی باندی غلام نوکر
مال و اسباب لاؤ لشکر

خیمہ خرگاہ ہاتھی گھوڑے
پشمینہ جواہر اور توڑے

شاہانہ سارا کرد فر تھا
اسپر کہ جہیز مختصر تھا

گھوڑا جو اُڑا قمر کا سن سے
نکلی اک اک کی جان تن سے

برباد ہوا وہ باغ بالکل
لے نکلا بہار ساتھ وہ گل

اب سُنیے تذکرہ حلب کا
وان بھی ابتر تھا حال سب کا

جب سے اُس فوج کی زبانی
پہونچی تھی جوان کی سُنانی

تا شادوبے نصیب مان باپ
مرنے کے تھے قریب مان باپ

تھا شہر سیاہ پوش سارا
تھا دل کو ہر اک نے اپنے مارا

گھر گھر ماتم تھا نوجوان کا
تھا صف پہ غیر حال مان کا

تھی زیست ہر اک کی بے حلاوت
برپا تھی روز اک قیامت

ہر روز تھا صبح و شام رونا
برسون سے تھا نا تمام رونا

تھا سب کو جو یہ یقین آیا
یوسف کو بھیڑیے نے کھایا

سب رنج پہ رنج کھا رہے تھے
دن زندگی کے گنوا رہے تھے

سلطان کو خبر ہوئی یہ ناگاہ
لیجے آیا حلب کا وہ ماہ

باچھین گئین کھل کے تا بنا گوش
چونکا غفلت سے آگیا ہوش

آنکھون مین جاکے آگیا نور
جان آئی ہوے جو قلب مسرور

ناگاہ گرا قمر قدم پر
اک شور ہوا محل کے اندر

دیکھا دونون نے جب بہو کو
چوما آنکھون کو اُسکے رو کو

تھی دید قمر ہلال کی دید — خالی کے چاند مین ہوئی عید

جب یوسف مصر عشق آیا — اک اک نے عزیز دل بنایا

اک آن مین تھا کچھ اور سامان — اے واہ رے انقلاب دوران

سُنکر خبر ورود یوسف — سب آے عزیز لے تکلف

انعام دیا کھُلے خزانے — بجوائے خوشی کے شادیانے

مان باپ نے ایک دن بعد جاہ — حسرت نکلی کیا جو پھر بیاہ

اُنکے جس طور سے پھرے دن — یارب یونہین سب کے پھیر دے دن

بچھڑے ہوؤن کو اسی طرح ملا تو — بر لا میرا بھی مدعا تو

نامہ مرا خاتمے پر آیا — سجدے سے قلم نے سر اُٹھایا

خاتمۃ الطبع ازجانب کارپردازان مطبع

بعد حمد و نعت سینہ فگاران ہجر محبوب کو مژدہ طرب افزا اور خواہشمندان نظم مرغوب کو نوید مسرت انتما کہ ان ایام بہجت انضمام مین حمائل گلوے عاشقان آرام دلہاے مشتاقان قصۂ دلچسپ و پسند شائقین رد کش نگارخانۂ چین رشک ماہ و مہر موسوم بہ دفتر سحر مصنفۂ ماہر ہمہ دان محسود امثال و اقران خسرو اقلیم شعر و سخن سرور شاعران زمن صاحب طبع پُرجوش جناب مرزا محمد عباس حسین صاحب متخلص بہ ہوش جنھون نے اس قصہ کو نہایت فصاحت سے نظم فرمایا رنگینی کلام پر ایک عالم کو شیدا بنایا الحق کہ جو حضرات اس نظم کو چشم انصاف سے ملاحظہ فرمائینگے گلزار نسیم کو بھول جائینگے بطرز خوب و تقطیع خوش اسلوب مطبع نامی گرامی جناب منشی نولکشور صاحب سی آئی ای مرحوم واقع لکھنؤ مین بہ اہتمام جناب بابو امراؤ لال صاحب مہتمم پرنٹنگ ڈپارٹمنٹ بماہ اپریل ۱۸۹۵ء بار اول بصحت حضرت مصنف طبع ہو کر مقبول خاص و عام ہوا

قصہ حاتم طائی منظوم۔
قصہ عابد و شیطان۔ موعظت آمیز
شیرین خسرو۔ باتصویر۔
ایضاً۔ بلاتصویر مطبوعہ غیر۔
بنجارہ نامہ۔ از نظیر اکبرآبادی۔
لیلی مجنون۔ از میر تقی ہوس۔
بہار دانش۔ اردو منظوم از تپش۔
مجموعہ قصہ سپاہی زادہ۔ شامل بارہ قصہ
(۱) قصہ سپاہی زادہ (۲) چہار باغ رنگین
(۳) قصہ محمود شاہ (۴) قصہ سوداگر بچہ
(۵) عاشق کا جنازہ (۶) قاصد نامہ
(۷) ہنس نامہ (۸) تندرستی نامہ (۹)
دکھ سکھ نامہ (۱۰) دولت نامہ (۱۱)
بھونچال نامہ (۱۲) رنگین نامہ۔
شاہنامہ۔ اردو باتصویر از منشی محمد...
طلسم شایان۔ ترجمہ داستان امیر حمزہ
ٹک ٹک کہانی۔ از الٰہی بخش۔
سراپائے تصویر غم۔ از منشی اشرف علی مست
قصہ گلفام۔ نظم مصنفہ منشی مادھو رام
باغ عاشق۔ قصہ گل و صنوبر۔
گلدستہ شجاعت۔ ترجمہ اردو نظم سکندر نامہ

بحری و بری از مولوی غلام حیدر رگو پاموی
سراپائے پری۔ از منشی ناصر علی۔

کلیات و دواوین

کلیات ظفر۔ از حضرت سراج الدین ظفر بادشاہ ہر چہار جلد کامل دو جلد میں۔
انتخاب کلیات ظفر۔
کلیات مومن۔ از استاد سخن مومن خان دہلوی
دیوان ناسخ۔ استاد شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی
کلیات آتش۔ استاد خواجہ حیدر علی آتش لکھنوی
کلیات نعتیہ محمد... مولوی عبدالمجید خان
کلیات نظام۔ از نواب مردان علیخان بہادر مرحوم
کلیات امیر اللہ تسلیم شاگرد حضرت نسیم دہلوی۔
کلیات میر تقی۔ استاد مسلم الثبوت لکھنوی
کلیات سودا۔ استاد مسلم معروف۔
کلیات انشاء اللہ خان شاعر نامی۔
کلیات صنعت۔ عجیب صنعت۔
دیوان شاہ تراب۔ کلام مشہور عارف باللہ کاکوروی
کلیات نظیر اکبرآبادی۔
دیوان غافل۔ از منور خان غافل۔
دیوان ذوق۔ دہلوی استاد معروف